CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

سلسلۂ مطبوعات: ۱۶۲

رامائن فراقی

جلد دوم

رائے سدھ ناتھ بلی فراقی دریابادی

اترپردیش اردو اکادمی لکھنؤ

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

© اترپردیش اردو اکادمی

رامائن فراقی (جلد دوم)

رائے سدھ ناتھ بلی فراقی

پہلا اڈیشن ۱۹۸۴ء
تعداد ۵۰۰
قیمت ۱۲/- بارہ روپے

ستیش چندر سریواستو سکریٹری اترپردیش اردو اکادمی نے میسرس نظامی پریس وکٹوریہ اسٹریٹ نخاس، لکھنؤ سے چھپوا کر بلہرہ ہاؤس قیصر باغ، لکھنؤ سے شائع کی۔

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

پیشِ لفظ

کسی زبان میں شائع ہونے والی کتابوں کے موضوعات میں تنوع اس زبان کے فعال اور اس کے ارتقائی عمل کے جاری و ساری ہونے پر دلالت کرتا ہے زندہ زبان کی ایک بڑی پہچان یہ ہے کہ اس کی کتابیں عہد جدید کے تقاضوں کو پورا کرتی ہوں اور قارئین کو ہمہ جہتی معلومات بہم پہنچاتی ہوں۔

دنیا کی دوسری جدید ترقی یافتہ زبانوں کی طرح اردو میں بھی ادبی سماجی سائنسی علوم وغیرہ پر کتابیں ملتی ہیں۔ بعض جدید ترین علوم کے اظہار و ابلاغ کے لیے اس کے پاس ابھی وافر ذخیرہ الفاظ نہیں ہے مگر برصغیر کے مختلف اداروں میں اصطلاحات سازی کا کام منصوبہ بند طریقے پر چل رہا ہے۔ امید ہے کہ یہ کمی جلد پوری ہو جائے گی۔

اپنے محدود بجٹ اور طباعت وغیرہ کے لیے مقامی طور پر مہیا ناکافی وسائل کے باوجود اتر پردیش اردو اکادمی سال بہ سال جو کتابیں شائع کر رہی ہے ان کو کیفیت اور کمیت دونوں اعتبار سے قابل لحاظ کہا جا سکتا ہے۔ ان کی قیمتیں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

بھی بازار کی بہ نسبت کافی کم رکھی جارہی ہیں۔ بچوں میں مطالعے کا شوق پیدا کرنے کے لیے ان کی دلچسپی کی کتابوں، یونیورسٹی سطح کی نصابی اور حوالے کی کتابوں، تراجم، شعری اور نثری انتخابات اور جدوجہد آزادی سے متعلق ادبی سرمائے کی اشاعت اکادمی کے زیرِ اہتمام چل رہی ہے۔

اس کے علاوہ اکادمی کا ایک انتہائی اہم کام جس کی طرف بالعموم کم توجہ کی جارہی تھی، قدیم ادبی شہ پاروں کی بازآوری اور دوبارہ اشاعت ہے۔ تاکہ ان بنیادی ماخذ تک، جن پر تحقیق و تنقید کا دارومدار ہے، اردو والوں کی رسائی آسان ہو جائے۔

اردو میں رامائن کے متعدد ترجمے شائع ہو چکے ہیں لیکن مسدس کی شکل میں رائے سدھ ناتھ بلی فراقی دریابادی کا زیرِ نظر ترجمہ اپنی شعری خصوصیات کی وجہ سے انفرادیت کا حامل ہے۔

رامائن فراقی کی پہلی جلد ۱۹۸۳ء میں شائع ہوئی تھی اور اس سال اس کی رسمِ اجرا اتر پردیش کے گورنر عالی جناب چندر یشور پرشاد نارائن سنگھ کے دستِ مبارک سے انجام پائی تھی۔ پہلی جلد میں رامائن کے چار کانڈ 'بال کانڈ'، 'اجودھیا کانڈ'، 'آرن کانڈ'، اور 'کشکندھا کانڈ' شامل تھے۔ دوسری جلد 'سندر کانڈ'، 'لنکا کانڈ'، اور 'اتر کانڈ'، پر مشتمل ہے۔

پہلی جلد میں اسے بالمیکی رامائن کا ترجمہ لکھ دیا گیا ہے اصل میں 'رامائن فراقی'، تلسی داس کی رام چرت مانس کا ترجمہ ہے۔

اس دوسری جلد کی اشاعت کے ساتھ اب رامائن فراقی مکمل ہو گئی ہے۔ امید ہے کہ پہلی جلد کی طرح یہ دوسری جلد بھی قارئین میں مقبول و محترم ہوگی۔

اتر پردیش اردو اکادمی
لکھنؤ

محمد رضا انصاری
چیرمین

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ترتیب

١۔ سُندر کانڈ ---------------- ۹

۲۔ لنکا کانڈ ---------------- ۷۰

۳۔ اُتّر کانڈ ---------------- ۲۰۸

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

رامائنِ فراقی

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

سندر کانڈ

گوہر فشاں قلم ہے مرا حمد رام میں
مقبول کیوں کلام نہ ہو خاص و عام میں
اس قند کی ہے چاشنی میرے قوام میں
خوشبو اسی چمن کی بھری ہے مشام میں
انصاف چاہتا ہوں میں اہل زباں سے آج
کیا ہے فروغ نظم کو میرے بیاں سے آج

شہرہ ہے دور دور خدائے سخن ہوں میں
جانِ معانی اور مضامیں کا تن ہوں میں
کامل ہوں نظم و نسق میں استاد فن ہوں میں
سرتاج شاعرانِ فصیح زمن ہوں میں
لیکن یہاں تو سر ہے جھکا سرکشی نہیں
نخوت نہیں غرور کی عادت میری نہیں

بندش سے میری بنتا ہے شیرازۂ کلام
رہتا ہے وقت فکر فصاحت کا التزام
شایاں ہے میرے دم سے قوافی کا انتظام
ہے عندلیب خامہ نوا سنج مستدام
حاسد کا رنگ یہ ہے مرے انتخاب سے
ہو ماند جیسے نور قمر آفتاب سے

باغ سخن میں فکر سے میری بہار ہے
جو پھول اس چمن کا ہے وہ آبدار ہے
رنگینئ سخن سے ورق لالہ زار ہے
غنچے بھی وہ کھلے ہیں ارم شرمسار ہے
یہ وہ بہار ہے جسے خوف خزاں نہیں
گلچیں کی دستبرد سے فکر زیاں نہیں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

نکتہ شناس دیکھیں میری درفشانیاں   کرتی دلوں میں گھر ہیں یہ جادو بیانیاں
اک طرزِ نو میں نظم ہیں گزری کہانیاں   بھولے ہوئے ہیں اہلِ سخن لن ترانیاں
بخشی ہے جاں حسنِ بیاں سے کلام کو
زندہ کیا ہے میں نے مسیحا کے نام کو

کیا شعرِ تر نکلتے ہیں طبعِ رسا سے آج   دامن بھرا ہوا ہے دُرِ بے بہا سے آج
حاصل مجھے وہ رتبہ ہے شہ کی ثنا سے آج   ہوں ہم کلام طوطیٔ عرشِ علا سے آج
ہے انتظامِ ملکِ سخن بات بات میں
بیٹھی ہوئی ہے دھاک مری شش جہات میں

فیضِ شہِ اودھ ہے جو شاملِ رقم   کیا کیا ترا رہے بھرتا ہے اب ادہم قلم
مضمون پکارتے کہ حاضر ہیں در پہ ہم   معنی یہ عرض کرتے ہیں ہم پر بھی ہو کرم
لکھتا ہوں میں جو مدح شہنشاہ رام کی
دیتے ہیں داد آ کے ملائک کلام کی

ہاں اے سمندِ فکر ذرا تیز چال ہو   اے عندلیبِ نطق تو صرفِ مقال ہو
اے ماہتابِ ذہن عروجِ کمال ہو   اے شوخیٔ کلام عدیم المثال ہو
لازم ہے اب عبورِ محیطِ سخن مجھے
لکھنا ہے حالِ قاصدِ شاہِ زمن مجھے

فرزانۂ زمانہ ہنومان ذی کمال   صاحب شکوہ مردِ تہور پون کا لال
اقبال مند شیر فگن صاحبِ جلال   دانش پناہ نامہ بر رام ذوالجلال
آمادۂ عبورِ سمندر وہ آج ہے
سر پر اسی دلیر کے ہمت کا تاج ہے

نصرت پکارتی ہے کہ میں ہم رکاب ہوں   کہتی ظفر ہے ساتھ میں بے اضطراب ہوں
ہمت کا ہے یہ قول کہ مفتاحِ باب ہوں   اقبال کہہ رہا ہے غلامِ جناب ہوں
سایہ ہے سر پہ بادشہِ کائنات کا
کیا مرتبہ ہے قاصدِ عالی صفات کا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

انگد سے جا آمونت سے رخصت ہوا دلیر　چڑھ کر فراز کوہ وہ گرجا مثال شیر
دل سے یہ مشورہ تھا کہ اب کس لیے ہے دیر　سب سرکشان دہر ہیں طاقت سے میری زیر
یہ سوچ کر ہوا کی طرح وہ رواں ہوا
مانند تیر باد نظر سے نہاں ہوا

کوہ گراں وہ بار دلاور سے دب گیا　تحت الثریٰ میں جا کے قرار اور دم لیا
جاتا ہوا یہ تھا جو لخت وہ دل صبا　دیکھا محیط نے کہ یہ قاصد ہے رام کا
سمجھا کہ غم گساریٔ قاصد ضرور ہے
منزل کڑی ہے اور ابھی راہ دور ہے

میناک اک پہاڑ سمندر میں تھا مقیم　بولا سمندر اس سے کہ اے ہمدم و ندیم
جی چاہتا ہے یوں ترا احسان اک عمیم　گرم سفر ہے پور صبا صورت نسیم
آرام دے اسے کہ یہ کار صواب ہے
خوشنودیٔ شہنشہ کیواں جناب ہے

میناک نے سر اپنا کیا آپ سے بلند　کی عرض دست بستہ کہ اے پیک ارجمند
ہو مجھ کو صحر آپ جو کہنا کریں پسند　مطلب یہ ہے کہ پہونچے سفر میں نہ کچھ گزند
آرام کر کے آپ روانہ یہاں سے ہوں
صاحب مراد فضل شہ دو جہاں سے ہوں

سن کے دیا جواب ہنومان نے اے رفیق　اس راہ میں تو میرا ہے کچھ اور ہی طریق
بے سر کئے یہ معرکہ راحت مجھے ہے ضیق　مجھ کو نہ روکو سمجھو مرا مطلب دقیق
یہ کہہ کے اس نے اپنی یوں رفتار تیز کی
ہوتی ہے جو قصید سے میں صورت گریز کی

تھے دیوتا جو عرش معلّی سے دیکھتے　دیکھا کہ جا رہا ہے ہنومان شان سے
سوچے کہ امتحان فراست کا لیجئے　سرسا سے ایک بار مخاطب وہ سب ہوئے
کہنے لگے کہ کہنے کو بے عذر مان لیں
آپ اس پیام برکا ذرا امتحان لیں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ساپنوں کی ماں وہ بولی ہنوماں سے کہ اب — حاصل ہوا ہے رزق مجھے اس کی تھی طلب
میرے لیے دن آج کا ہے باعث طرب — دنیا میں اس کے خواں سے پاتے ہیں رزق سب
ہے کارساز ذات خداوند مرحبا
ہوتی ہے خلق لطف سے خرسند مرحبا

بولا یہ اس سے سن کے ہنوماں کر یقیں — میں کام کر کے رام کا آ جاؤں گا یہیں
اس وقت اختیار تجھے ہے جفا گزیں — کھانا مجھے کہ چھوڑنا تکرار کچھ نہیں
عہدہ ملا ہے ایلچی رام کا مجھے
پہونچانا عین فرض ہے پیغام کا مجھے

کہنا ہوا نہ کچھ بھی بہادر کا کارگر — تھی سد راہ جانے نہ دیتی تھی وہ مگر
تھا امتحان لینا جو منظور سربسر — پھیلایا اس نے اپنا دہن ہو کے بے خطر
جوش آ گیا جری نے کھینچی قامت دراز کی
صورت تھی ایک جا پہ نشیب و فراز کی

سُرسا نے جب کہ قد کی بلندی پہ کی نظر — دیکھا کہ مثل کوہ ہنوماں ہے جلوہ گر
کرنے لگی دراز دہن وہ یہ دیکھ کر — اس پر دوچند ہونے لگا باد کا پسر
دونوں کا مثل جاہ زوال و کمال تھا
گردوں کا اس نظارے سے تغیر حال تھا

بے حد ممتحن نے کشادہ کیا دہن — ابن صبا نے چھوٹا کیا وہ دراز تن
جا کے دہن میں اس کے نکل آیا بےسخن — اس واقعہ سے رہ گئی حیراں وہ نیک ظن
خوش ہو کے بولی وہ کہ بر آئی مری مراد
پوری کرے گا خالق عالم تری مراد

دے کے دعا چلی یہ ادھر وہ ادھر چلا — گویا تھا شاہ باز کہ پر تول کر چلا
آغوش میں ہوا کی ہوا کا پسر چلا — لیتا ہوا وہ نام شہ بحر و بر چلا
چلنے پر اس دلیر کے ہمت نثار تھی
یہ حوصلہ تو کچھ نہیں قدرت نثار تھی

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ہوتا کبھی بشر ہے جو آمادہ صواب	ہوتی ہیں اس کو مشکلیں کیا کیا نہ سد باب
شام و سحر لگا ہوا ہے جان کو عذاب	رہتا ہے دل پہ آٹھ پہر وقف اضطراب

دشوار کچھ نہیں ہے اگر فضل رام ہے
لاحل ہزار عقدے ہوں قصہ تمام ہے

جاتا تھا اپنی رو میں وہ جانباز باوفا	کرنا پڑا اک اور مصیبت کا سامنا
اک دیو سحر ساز فسوں کار فتنہ زا	رہتا تھا وہ محیط میں اس کا یہ کام تھا

افسوں سے باندھ لیتا تھا سایا پرند کا
دریا سے تھا محال گذرنا پرند کا

کرتا تھا یوں شکار وہ عفریت بد خصال	ابن صبا سے بھی یہی اپنی چلا وہ چال
آگاہ ہو گیا وہ جری دیکھ کے یہ حال	سمجھا کہ مہر عمر کا اس کے ہے اب زوال

مارا وہ گھونسا جان سے بیزار ہو گیا
شیطان ضرب لگتے ہی فی النار ہو گیا

فیچر کو مار کر وہ جواں مرد نامدار	اس پار بحر شور کے پہونچا نسیم دار
خوش ہو گیا جو دیکھا وہ صحرا وہ سبزہ زار	وہ لطف آبشار وہ اشجار بار دار

وہ باد عطر بیز وہ کھلنا گلاب کا
چھایا ہوا بہار پہ عالم شباب کا

شاخوں پہ طائروں کا چہکنا وہ دلربا	کرنا وہ جست خیز غزالوں کا جا بجا
وہ ہر طرف کچھاروں میں شیروں کا گونجنا	وہ مرغزار اور وہ صحرا ہرا بھرا

کرتے تھے بھونرے جانیں فدا لالہ زار پر
ہوتی بہار صدقے تھی اپنی بہار پر

تھا اک پہاڑ سامنے تا آسمان فراز	جا پہونچا اس کی چوٹی پہ وہ صاحب امتیاز
لنکا کی جانب اس نے نظر اپنی کی دراز	دیکھا کہ ایک قلعۂ زرّیں ہے خوش طراز

اک خوشنما فصیل ہے پھاٹک بلند ہے
قبوں کی آب و تاب سے رونق دوچند ہے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

قلزم کے درمیاں پہ لنکا کا ہے سماں   ہالے میں جیسے ہوتا ہے مہتاب آسمان
لنکا کا عکس پڑتا ہے پانی کے درمیاں   ہوتا یقیں ہے مہر سمندر سے ہے عیاں
یا ہے محیط دل کسی روشن ضمیر کا
لنکا کا عکس جلوہ ہے ربّ قدیر کا

بازار شاندار ہے کوچے کشادہ ہیں   وسعت میں مثل خاطر صاحب ارادہ ہیں
خنبے ہیں اہل شہر کلہ کج نہادہ ہیں   بیٹھے کسی جگہ ہیں کسی جا ستادہ ہیں
ہر ایک شاد کام ہر اک خوش مراد ہے
لنکا نہیں ہے گلشن مینو سواد ہے

صرّافوں کی دکانوں پہ ہیں سیم و زر کے ڈھیر   ہاتھ آگئی ہے ان کے گر دولت کبیر
سودے ہیں ہر جگہ ہے جہاں جن کی ہیر پھیر   کہتے ہیں پان والے یہ بنگلا ہے یہ کلیر
بزاز ہیں سکھ کہیں ململ دکھاتے ہیں
گاہک کہیں پہ قیمت گوہر چکاتے ہیں

بے گنتی ہیں سوار تو پیدل ہیں بے حساب   ہیں فیل بے شمار تو کوتل ہیں سب بے حساب
رمنے ہزار ہا ہیں تو جل تھل ہیں بے حساب   بے حد ہیں باغ و چاہ تو جنگل ہیں بے حساب
لاکھوں ہیں اونٹ اور رتھوں کا شمار کیا
آراستہ ہے چار طرف سے دکھلا گیا

ہوتی ہیں کشتیاں بھی اکھاڑے ہیں جا بجا   دکھلا رہے ہیں اپنا ہنر جنگ آزما
بانے طاق ہے کوئی مشاق نیزے کا   یکتا پٹے میں کوئی نشانے میں ہے بڑھا
ہر سو کھلے ہوئے ہاں ابھرے نشانوں کے
اہل ستم چڑھاتے ہیں چلّے کمانوں کے

جلوہ نما ہیں زہرہ شمایل بصد ادا   وہ حسن دلفریب ہے عالم ہے شیفتا
رندو پیو شراب یہ ساقی کی ہے صدا   بازار ناؤ نوش کا ہے گرم بر ملا
کھاتے ہیں گوشت آدمیوں کا عدوئے دین
کفر آشنا ہیں جن کو نہیں آرزوئے دین

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

محفل کہیں ہے گرم سرود و ترانہ ہے ہوتا کہیں ہے کھیل کسی جا فسانہ ہے
رفتار نشیچروں کی عجب ظالمانہ ہے انصاف کا ہے خون ستم کا زمانہ ہے
کرتے ہیں جگیہ تا می اہل ریا کہیں
زنہار دھرم کا نہیں ملتا پتا کہیں

سرگرم پاسبانی لنکا میں ہیں جواں ہر بار نابرندوں کو دشوار ہے وہاں
دیکھا جو اس طرح کا ہنومان نے سماں دل میں خیال کرنے لگا اپنے پہلواں
ادل میں اپنے آپ کو چھوٹا بناؤں گا
شب کو پے تلاش میں لنکا میں جاؤں گا

آخر وہ دن تمام ہوا شام ہو گئی اک تیرگی سی چرخ پر اعلام ہو گئی
وہ روشنی شمس لب بام ہو گئی بس ہیبت سیاہ شب عام ہو گئی
اٹھا وہ نام لے کے کرشنہ ذو الکرام کا
دانا تھا بردبار تھا قاصد تھا رام کا

صورت نئی بنا کے نمودار ہو گیا پشہ صفت وہ کوہ گراں بار ہو گیا
لنکا میں جانے کے لیے تیار ہو گیا اک دم روانہ کوہ سے جرار ہو گیا
جا کے وہ بس ٹھہر گیا باب حصار پر
حیرت ہوئی نظر جو کی نقش و نگار پر

پاتے ہی راہ داخل لنکا ہوا جواں اک لنکنی تھی نشیچری لنکا کی پاسباں
دیکھا یہ اس نے جاتا ہے بابر بعزو شاں ظاہر میں قد ہے پشہ کا باطن میں پہلواں
للکار کے پکاری بڑھانا قدم نہیں
بیباک اپنی جان کا کیا تجھ کو غم نہیں

واپس ہو اب نہ جانا خبردار تو ادھر میں ہوں نگاہبان نہیں اس کی کیا خبر
بے پوچھے میرے کیسا چلا جاتا ہے نڈر چوروں کی طرح تیری ہے رفتار سر بسر
رہ تو سہی ابھی تجھے میں کھائے لیتی ہوں
تقصیر کی سزا تری میں تجھ کو دیتی ہوں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

یہ کہہ کے سدراہ ہوئی جب وہ نیشچری — غیظ آگیا غضب میں غضب بھر گیا جری
سمجھا کہ اس کے حق میں نہیں اب سے بہتری — مارا طمانچہ جس سے کہ مشکل تھی جانبری
بے خود زمیں پہ خون اگلتی معاً گری
اتنی نہ تاب تھی کہ سنبھلتی معاً گری

آیا جو ہوش اٹھی ستم گارہ دل فگار — کی عرض عاجزانہ کہ اے مرد نامدار
راون کی پرستش سے برہما جو ایک بار — خوش ہو گئے ہوے سر گردوں وہ آشکار
راون کی جو طلب تھی ہوئی مستجاب وہ
جو آرزو تھی دل کی ہوئی کامیاب وہ

فرمایا دیکھ کے مجھے برہما نے یہ سخن — میموں کے جب طمانچے سے پہونچے تجھے محن
اس وقت اپنے دل میں سمجھنا یہ بے سخن — اب قتل ہوں گے سارے ستم گار بد چلن
جس امر کی خبر تھی وہ ہما پیش آ گیا
حسرت کا اک سماں مری نظروں میں چھا گیا

میں خوش نصیب ہوں ہوا دیدار آپ کا — دشوار ہے جہاں میں ملیں صاحب صفا
سیتا کا لانا امر مناسب نہیں ہوا — لنکا کے تاجدار نے اچھا نہیں کیا
اب آپ جا کے قلعہ رعنا کو دیکھئے
ایک ایک باغ و قصر معلا کو دیکھئے

داخل ہوا وہ شہر میں یہ خرسند بے خطر — جاتا تھا دیکھتا ہوا روشن وہ بام و در
تھے نیلم و زمرد و الماس جلوہ گر — رخشاں تھا جن کے نور سے وہ شہر سر بسر
لنکا کے راستے بھی مطلا تمام تھے
خوبی سے اپنی غیرت دار السلام تھے

ہوتا کہیں تھا گانا کہیں رقص حور تھا — نوبت جو بج رہی تھی تو حاصل سرور تھا
شمعوں کا نور پھیلا ہوا دور دور تھا — ہر کوٹھے اپنے جلووں سے اک کوہ نور تھا
ہر رشک حور پہنے جو پھولوں کے ہار تھی
خوشبو بسی ہوئی تھی ہوا مشک بار تھی

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اس طرح ڈھونڈھتا ہوا سیتا کو شیر دل	پہنچا اک اور محل میں جو باہم تھے متصل
کیا قصر زرنگار تھے تھا خلد بھی خجل	دن ہو رہا تھا شمعیں جو ان میں تھیں مشتعل

آرام کر رہے تھے ستم پیشہ راکشس
بے کھٹکے تھے دل میں خوف نہ اندیشہ کچھ ہراس

دیکھا نہ جانکی کو تو وہ انجنی کا لال	مایوس ہو کے کرنے لگا خود بہ خود خیال
قصرِ شہی میں کیجئے اب چل کے دیکھ بھال	ہوگی وہاں ضرور وہ مہجور خستہ حال

یہ سوچ کے وہ داخلِ قصرِ شہی ہوا
دیکھی وہاں کی شان تو حیراں جری ہوا

دیواریں بیل بوٹوں سے آراستہ تمام	کیا کیا بنا ہوا وہ چھتوں میں زری کا کام
وہ جھالریں سنہری سجاوٹ کا التزام	وہ کرسیاں طلائی وہ تختوں کا ارقام

گدے بچھے ہوئے وہ خز و پرنیاں کے تھے
دروازوں میں جڑے ہوئے پردے کتاں کے تھے

اس وقت محوِ خواب تھا سلطانِ نشاچراں	سوتی تھیں اس کے ساتھ بہت حور زادیاں
باہر سے پہرا دیتے تھے پھر پھر کے پاسباں	ہاتھوں میں تھے لیے ہوئے وہ خنجر و سناں

کھٹکے پر ان کے کان تھے ہر سو نگاہ تھی
سب راستے رکے ہوئے تھے بند راہ تھی

متھلیش نندنی کو نہ پایا وہاں کہیں جب	دل سے کیا خطاب ہنومان نے کہ اب
کیا کیجئے کہ دیکھ چکا میں تو جگہیں سب	وقتِ سحر قریب ہے تھوڑی رہی ہے شب

کیا منہ دکھاؤں گا جو گیا نامراد میں
بہتر ہے جان کو کہوں بس خیر باد میں

یہ سوچتا تھا وہ کہ محل اک نظر پڑا	پھاٹک پہ رام نام تھا جس کے لکھا ہوا
ابن صبا یہ دیکھ کے بس شاد ہو گیا	سمجھا یہاں کا صاحبِ خانہ ہے پارسا

اس سے ملوں تو کام مقرر مرا بنے
بگڑا ہوا یہ آج مقدر مرا بنے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

پہنچا بہ شکلِ برہمن ابنِ صبا وہاں　　کیا قصر زرنگار تھا، تھا غیرتِ جناں
پیڑوں سے تلسیوں کے تھا پیدا عجب سماں　　خوش بو سے تھا بسا ہوا جن کی سبب مکاں
مندر بنے ہوئے تھے عبادت کا طور تھا
گویا کہ اس مقام کا عالم ہی اور تھا

راون کے چھوٹے بھائی بھبھیکھن کا تھا وہ گھر　　اس وقت سو کے اٹھا تھا وہ صاحبِ ہنر
تھا یاد و ذکرِ رام میں مشغول سر بسر　　جے کہہ کے بس پکار اٹھا باد کا پسر
آواز سنتے ہی نظر اس نے بلند کی
بر آئی آرزو دلِ الفت پسند کی

دیکھا کھڑا ہے کوئی برہمن غریب سا　　پوچھا کہ آپ کون ہیں نام آپ کا ہے کیا
خوش مل کے آج تم سے دل ہو گیا میرا　　تشریف لائے آپ مرا مرتبہ بڑھا
پورِ صبا نے سن کے بیاں ماجرا کیا
اظہارِ صاف صاف دلی مدعا کیا

خوش ہو کے پھر وہ کہنے لگا اے پون کے لال　　دانتوں میں جس طرح ہو زباں یوں مرا ہے حال
ان ظالموں کے ساتھ تو ہے زندگی وبال　　گزرے جو وقت میرا عبادت میں ہے محال
آتی نہیں سمجھ میں کوئی بات کیا کروں
میں ایک اور سیکڑے دل آفات کیا کروں

فرمائیں آپ مجھ سے کہ شاہنشہِ جہاں　　بے کس سمجھ کے مجھ پہ کبھی ہوں گے مہرباں
جورِ فلک سے پاؤں گا میں بچ بھی کبھی اماں　　ہوگا نشاط و عیش کا پیشِ نظر سماں
ہے دل میں اشتیاق حضوری کا رام کی
رٹ صبح و شام رہتی ہے ان کے ہی نام کی

ہوتا ہے کچھ یقین عنایت ہے رام کی　　لی آپ نے جو آ کے خبر اس غلام کی
حاجت ہی ورنہ کیا تھی سلام و پیام کی　　تعریف ہے محال شہِ ذو الکرام کی
ہوتی بحل خطائیں ہیں اہلِ گناہ کی
مقبول عرض ہوتی ہے فریاد خواہ کی

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

بولا جواب میں یہ ہنومان مہرباں — سرکار بادشاہِ اودھ کی ہے قدرداں
رہتا کھلا ہوا درِ انصاف ہے جہاں — ہے حق پسند اور اماں بخشِ بیکساں
کونین میں نہ جس کا کوئی دستگیر ہے
اس کا معین دوست وہ شاہ قدیر ہے

ہے مجھ حقیر پر بھی سری رام کا کرم — ہوتی ہے بخشش اور نوازش بھی دم بدم
ہوں ورنہ وہ ذلیل میں اے صاحبِ حشم — جو صبح کوئی نام مرا لے تو ہے ستم
یعنی کہ اس کا دن وہ مبارک کبھی نہ ہو
حاصل جہاں میں کچھ اسے جز بے دلی نہ ہو

اس طرح تھوڑی دیر رہا ذکر رام کا — پھر حال جانکی کا .... لچھمن نے سب کہا
رہتی جہاں سیا تھیں وہیں کا پتہ دیا — خوش ہو گیا یہ سنتے ہی لختِ دلِ صبا
جانے کو اس مقام پہ تیار ہو گیا
پھر اپنے چھوٹے قد میں نمودار ہو گیا

پہنچا اشوک بن میں تو سیتا نظر پڑیں — بیٹھی تھیں اک درخت کے نیچے وہ دل حزیں
سوئے قدم جھکی ہوئی تھیں چشم شرمگیں — یکسر خیال رام سے وہ ہم کنار تھیں
چہرے سے صاف صدمۂ دل آشکار تھا
پیکانِ غمِ فراق کا سینے کے پار تھا

لاغر تھا جسم صورتِ بیمار سر بسر — چسپیدہ تھے وہ گیسوئے خمدار سر بسر
قلزم بنے تھے دیدۂ خوں بار سر بسر — دل نشترِ الم سے تھا افگار سر بسر
سیتا فراقِ رام میں تصویرِ درد تھیں
اربابِ عشق کے لیے تفسیرِ درد تھیں

مغموم دیکھ کے یہ ہوا انجنی کا لال — حیرت میں ایک دم رہا آئینہ کی مثال
پوشیدہ اک درخت پہ جا بیٹھا نیک فال — اس طرح اپنے دل میں وہ کرنے لگا خیال
سیتا کو اپنے آنے کی کیوں کر خبر کروں
اظہار میں پیام شہ بحر و بر کروں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ایک ایک ہے بہ غور نگہبان نقشِ پری — چہرہ ہے ہولناک نگہ ہے غضب بھری
ہے ختم ایک ایک پہ طرزِ ستم گری — ڈر جائے جو نظر کرے انسان سرسری
ناگاہ شور آمدِ دشمول کا ہوا
سیتا کے حق میں اور نزولِ بلا ہوا

راون کو آتے دیکھ کے تعظیم سب نے کی — پہنچا مع حرم وہ بہ صد شانِ خسروی
سمجھایا جانکی کو بہت کچھ طمع بھی دی — ہر طور سے مگر رہا ناکام ہی شقی
کہنے کو اس کے دل میں نہ کچھ لائیں جانکی
ہرگز نہ ڈر کے باتوں میں آئیں جانکی

بدمست تھا جو وہ اسے کچھ ہوش ہی تھا — اظہار پھر وہ کرنے لگا دل کا مدعا
بولا کچھ اس میں شک نہیں یہ عہد ہے مرا — مجھ کو نگاہِ لطف سے جو دیکھ لے سیا
خدمت کو تیری خلد سے حوروں کو لاؤں گا
مندودری کو خادمہ تیری بناؤں گا

تنکے کو درمیان میں رکھ کے وہ اہلِ شرم — دِشش کنٹھ سے یہ کہنے لگیں اے عدوِ دھرم
شعلے سے بھی زیادہ ہیں فقرے یہ تیرے گرم — ہر چند تو سمجھتا ہے باتیں ہیں یہ نرم نرم
دیں گے جواب تیرے سوالوں کا تیرِ رام
کنبے کے ساتھ جب کہ تو ہوگا اسیرِ رام

جب تک نہ ہو طلوعِ فلک پر شہِ عمل — کھلتے کہیں ہیں کرمکِ شب تاب سے کنول
طالب مری نظر کا ہے تو صاحبِ دغل — بے رام کے یہ میری نگاہیں ہیں بے عمل
حیران ہوں منہ سے کٹ کے نہ کیوں گر پڑی زباں
اہلِ ستم کی ہوتی ہے شاید کڑی زباں

موجود تھے نہ رام تو لے آیا تو مجھے — بڑھ بڑھ کے کیا سناتا ہے اے حیلہ جو مجھے
نوکِ سناں سے کم نہیں یہ گفتگو مجھے — کہہ لے جو کہنا چاہتا ہے زشت خو مجھے
پائے گا پیش تو نہ اگر رام آگئے
جلاد تیرے مرنے کے ایام آگئے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

نادان سمجھ یہ بے سُری ساری الاپ تو — کرتا ہے اپنے منہ سے ثنا اپنی آپ تو
عرصہ ہوا یہاں سے بس اب راہ ناپ تو — ہشیار ہو بڑھاتا ہے بے کار پاپ تو

آتی نہیں ہے شرم تجھے بد قماش ہے
دو روزہ بوالہوس یہ ترا انتعاش ہے

غصے میں بھر گیا نہ رہی تاب ضبط غم — فرمایا یوں سیا نے تو وہ صاحب ستم
کردوں گا جانکی میں ترا سر ابھی قلم — کہنے لگا یہ کھینچ کے شمشیر برق دم

ہے خیر اسی میں گر جو قبول التجا مری
ہٹ چھوڑ بات مان لے اے مہ لقا مری

تلوار سے ڈراتا ہے کیا مجھ کو بار بار — سن کے یہ جانکی نے کہا اے جفا شعار
گردن پہ میری ہوگی تری تیغ آبدار — محکم ہے عہد میرا مصیبت ہو گو ہزار

یا ہوں گے زیب بخشِ گلو ہاتھ رام کے
یا جائیں گے پھر نصیب دلِ مستہام کے

جلتی ہوں سوز غم سے جو ہیں شعلے کی مثال — یہ کہہ کے بولیں تیغ سے ہاں اے رفیق حال
جی کو یہ ہر گھڑی کی مصیبت ہے اک وبال — کر اپنی دھار سے مجھے ٹھنڈا یہ ہے سوال

دل ہے نزار ضبط کی طاقت نہیں رہی
یہاں بہت یہ جسم میں جانِ حزیں رہی

مندودری نے تھام لیا دستِ اہل کیں — جھپٹا یہ سن کے قتل کو سیتا کے وہ لعیں
صاحب ہے یہ روش تو سراسر خلاف دیں — کی عرض قتل عورتوں کو کرتے ہیں کہیں

کیا کہیے آپ خود ہی فراست شعار ہیں
واقف پران و وید سے ہیں ہوشیار ہیں

تھیں پاسباں جو عورتیں ان کو طلب کیا — ظالم نے ہاتھ قتل سے اپنا اٹھا لیا
بولا کہ میرا کہنا نہ مانیں گی جو سیا — سیتا کو وہ سنائیں یہ فرمان دے دیا

بعد ایک ماہ قتل کروں گا ضرور میں
توڑوں گا جانکی کا یہ کبر و غرور میں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

یہ کہہ کے پھر وہاں سے وہ نشیچر ہوا رواں
سیتا کے پاس پہنچیں وہ عفریت زادیاں
ہوتی تھیں قسم قسم کی شکلوں میں جو عیاں
بے ڈول ہاتھ پاؤں تھے قد جن کے تھے گراں
وہ چھوٹے چھوٹے بال سروں پر کھڑے کھڑے
نکلے ہوئے تھے دانت دہن سے بڑے بڑے

ہوتا تھا خوف دیکھنے سے جن کے سر بسر
انساں کا ذکر کیا ہے کہ ڈر جائیں جان ور
کوئی لئے تھی تیغ تو کوئی لئے تبر
سیتا کو یوں ڈرا رہی تھیں سب وہ خیرہ سر
بدمست بے حجاب تھیں مطلق حیا نہ تھی
مخزن تھیں ظلم و جور کا حصہ جفا نہ تھی

اک ترجٹا تھی نشیچری آئی جو وہ وہاں
ان دیو زادیوں سے ہوئی یوں گہر فشاں
سیتا کو یوں ستاؤ نہ ان پر ہو مہرباں
دیکھا ہے میں نے خواب سنو کہتی ہوں بیاں
لنکا میں ایک آیا ہے میموں عجب جواں
رکھتا ہے زور و مردی و طاقت غضب جواں

لنکا جلائی اس نے اجاڑا اشوک بن
دش کنٹھ کے ہے دل پہ عجب صدمہ و محن
جاتا ہے سر منڈے ہوئے دکھن کو بد چلن
بازو کٹے ہیں خر پہ چڑھا ہے برہنہ تن
لنکا کی شاہی آج بھبیکھن نے پائی ہے
شاہِ اودھ کی شہر میں پھرتی دہائی ہے

سیتا کو سنگ لے کے گئے ہیں مالک الرقاب
انصاف کا زمانہ ہے حال ستم خراب
کرتا ہے راستی پہ دلالت ہمارا خواب
اس کا نتیجہ دیکھنا تم نکلے گا شتاب
خدمت کرو سیا کی اگر ہوشیار ہو
نازل نہ تم پہ تا غضب کردگار ہو

جب کہہ چکی وہ خواب تو خائف وہ سب ہوئیں
پاؤں پہ جانکی کے بس اک بار گر پڑیں
کی معذرت کہ بدعتیں ہر چند ہم نے کیں
بخشو ہمیں تو دور عنایت سے کچھ نہیں
یہ کہہ کے ہو گئیں وہ گریزاں ادھر ادھر
جیسے ہو پھٹ کے ابر پریشاں ادھر ادھر

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کرتی تھیں اپنے دل میں سری جانکی یہ غور   کیا کیجیے جو نکلے رہائی کا اپنی طور
ہوتا نہیں ہے کم غمِ فرقت کا آہ دور   پڑتے ہیں سہنے صاحب بدعت کے ظلم و جور

مضطر ہے جانِ زار تمنائے رام میں
ہے شوق پائے بوس دلِ مستہام میں

پھر ترجٹا سے کہنے لگیں اے رفیق حال   میری تو غمگسار تو ہی ہے دمِ ملال
مجھ بیکس و غریب کا تجھ سے ہے یہ سوال   اٹھا ہے درد دل میں کہ ہے زندگی وبال

تو آگ لا کے اور بنا دے چتا مجھے
کرتی ہے یاد دم بدم میری قضا مجھے

دل ہے نزار رنج کی گھڑیاں اٹھائے کون   مشکل ہے بار کلفت و حرماں اٹھائے کون
یہ آئے دن کے صدمۂ پنہاں اٹھائے کون   یہ سختی کلامِ لعیناں اٹھائے کون

ہے بحرِ بے کراں غمِ دل ناخدا نہیں
منجدھار میں ہے ناؤ موافق ہوا نہیں

غمگیں ہوئی وہ سن کے یہ سیتا کی گفتگو   بولی کہ آپ صبر کریں اے خجستہ خو
پلٹے گا یہ زمانہ بر آئے گی آرزو   غافل نہیں ہیں رام ہیں سرگرمِ جستجو

لنکا پہ وہ کریں گے چڑھائی گماں یہ ہے
بد قالیوں سے دل پہ ہمارے عیاں یہ ہے

میں شب کو آگ لینے کہاں جاؤں گی بتا   یہ کہہ کے اپنے گھر کا لیا اس نے راستا
سیتا کے دل پہ چھا گئی اندوہ کی گھٹا   آنکھوں میں اشک لب پہ تھی فریاد کی صدا

کہنے لگیں کہ بگڑی ہے تقدیر کیا کروں
ملتی نہیں ہے آگ میں تدبیر کیا کروں

اخگر کی طرح گرچہ کواکب بھی ہیں عیاں   ہوتے نہیں ہیں سوئے زمیں چرخ سے رواں
جلتا ہے مثل شعلہ جو مہتاب آسماں   ہوتا نہیں ہے میرے لئے یہ شرر فشاں

ہوں بد نصیب میں تو زمانہ خلاف ہے
جس دل کو دیکھتی ہوں نہیں مجھ سے صاف ہے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

دکھلا دے اے اشوک تو ہی نام کا اثر　　کافور یک قلم ہو مری سوزشِ جگر
کم آگ سے نہیں ہیں یہ جھے تیرے برگِ تر　　کیا بات ہے جو ان سے نکلتے نہیں شرر
کرتی ہیں تنگ سختیاں دردِ فراق کی
کس کو خبر ہے آہ مرے اشتیاق کی

دیکھا جو پون سُت نے سیتا کا حال زار　　بیتاب ہو گیا نہ رہا پھر اُسے قرار
کہنے لگا یہ دل میں وہ دانائے روزگار　　ہو جاؤں اب میں سامنے سیتا کے آشکار
پھر رُک گیا وہ سوچ کے کچھ مصلحت نہیں
سیتا کو آگیا ہول میں یہ علمیت نہیں

انگشتری جو لایا تھا وہ صاحبِ صواب　　کندہ تھا نام رام کا جس پر بہ آب و تاب
دی ڈال پیش جانکی صاحبِ حجاب　　گویا کہ یہ اشوک کی جانب سے تھا جواب
انگشتری کے نور سے روشن زمیں ہوئی
جلوے سے اپنے غیرتِ عرشِ بریں ہوئی

انگشتری اٹھا کے جو سیتا نے کی نظر　　پہچان کے وہ رہ گئیں حیران سر بسر
تھا شادی و الم کا سماں ان کے قلب پر　　دل سے خطاب کرنے لگیں پھر بہ چشمِ تر
فاتح نہ بادشاہ اودھ پر ہوتا کوئی
دشوار ہے انگوٹھی کو پائے گا کیا کوئی

ساحر اگر ہزار بشر ہو یہ ہے محال　　انگشتریِ رام کی دکھلا سکے مثال
یوں دل میں طرح طرح کے کرنے لگیں خیال　　بڑھتی تھی فکر ہوتا تھا افزوں غم و ملال
آخر نہ ضبط ہو سکا ابنِ نسیم سے
بس مشورہ کیا یہی طبعِ سلیم سے

سیتا کو حال رام کا پہلے سناؤں میں　　اور ان کو آشنائے سخن یوں بناؤں میں
پھر اس کے بعد خدمتِ سیتا میں جاؤں میں　　بھیجا ہوا میں آیا ہوں شہ کا جتاؤں میں
یہ سوچ کے وہ کہنے لگا حال رام کا
مدّاح بن گیا شہِ عالی مقام کا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

متھلیش نندنی نے سنا جب بیانِ رام جاتا رہا الم ہوا دل ان کا شاد کام
کہنے لگیں جو کرتا ہے در پردہ یہ کلام کیوں میرے سامنے نہیں آتا وہ نیک نام
آیا تھا وہ سمن کے جناب سیا میں وہ
تھا خاص بندگانِ شہ دوسرا میں وہ

جب آ گیا قریب ہنومانِ ذی وفا سیتا نے رخ بدل دیا اپنی نشست کا
کچھ ان کے دل میں تھوڑا سا وسواس آ گیا اس بھیس میں کہیں نہ ہو دشمول بے حیا
سیتا کے دل کا حال جری پر عیاں ہوا
مداح اپنے دل میں وہ صفا نشاں ہوا

کی عرض دست بستہ کہ اے مادرِ جہاں میں ہوں غلام و ایلچی خسروِ زماں
آیا ہوں آپ ہی کی تجسس کو میں یہاں شاہِ اودھ نے دی ہے انگوٹھی یہ بے گماں
سوگند پائے رام کی ہے حق شعار ہوں
میں تو حضور ہی کا اطاعت گذار ہوں

بولیں سیا کہ میں تو ہوں حیرت میں مبتلا انسان سے ہے بانروں کا ربط ضبط کیا
ہنومنت نے بیان کیا جو تھا ماجرا خوش ہو گئیں یہ سن کے نہایت سری سیا
وسواس تھا جو دل میں وہ سارا نکل گیا
چہرے کا رنگ فرطِ خوشی سے بدل گیا

دل کو یقین آ گیا یہ حق گزار ہے حق گو ہے حق پسند و فراست شعار ہے
جانباز جاں نثار ہے ذی اقتدار ہے دانش پناہ و منتخب روزگار ہے
اس کی جبیں سے صاف صداقت ٹپکتی ہے
شانِ شجاعت اور جلالت ٹپکتی ہے

فرمایا اے پون کے پسر نیک باوفا تھی بیکسی میں غریق محیطِ غم و بلا
گرداب یاس سے مری کشتی تھی آشنا اس بیکسی میں میرا نہ تھا کوئی ناخدا
تم آ گئے تو جان ہلاکت سے بچ گئی
کشتی مری تلاطم آفت سے بچ گئی

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

رام لکھن کا حال کہو تم پہ ہیں نثار — تسکین جان و دل کو ہو آئے مجھے قرار
لائے ہو کیا پیام شہ آسماں وقار — مجھ کو سناؤ جلد نہیں تاب انتظار

کرتے ہیں رام یاد مری بھول کر کبھی
مجھ غم زدہ کی پہنچے گی ان کو خبر کبھی

کیا رحم تھا مزاج میں یوں سنگدل نہ تھے — طرزِ عمل میں اپنے وہ تھے مستقل بڑے
ہر وقت مجھ کو رکھتے تھے خوش بات چیت سے — کرتے نہ تھے خیال خطاؤں کا بھول کے

کیا بات ہے جو آج طبیعت بدل گئی
یک لخت مجھ سے چشم عنایت بدل گئی

غازی کو بھی کمال ہوا غم یہ سن کے حال — بولا کہ ہر کمال کو اک روز ہے زوال
یہ دور غم رہے گا نہ یہ عالم ملال — ہو جائے گا یہ وقت بھی اک خواب اک خیال

جلباب شب سے نورِ سحر آشکار ہے
مخفی خزاں کے پردے میں رنگ بہار ہے

ہیں خیریت سے خسروِ عالم الم یہ ہے — غمگیں ہیں غم میں آپ کے تازہ ستم یہ ہے
فرقت میں ان کے لب پہ صدا دم بہ دم یہ ہے — متھلیش نندنی تو چھٹی مجھ سے غم یہ ہے

کیا کیا نہیں حضور سے الفت ہے رام کو
غافل سمجھئے آپ نہ شاہِ انام کو

اب عرض کرتا ہوں میں شہنشاہ کا پیام — فرمایا ہے یہ آپ سے لے نازش انام
دل مضطرب ہے سینے میں نالے ہیں صبح و شام — تیرے فراق میں ہے مجھے خواب و خور حرام

عیش و نشاط دہر سے دل میرا ہٹ گیا
دم بھر میں آہ کیسا زمانہ پلٹ گیا

جس شے کو دیکھتا ہوں ہے ایذا رساں ہی — کرتی ہے کام دھوپ کا ان روزوں چاندنی
چبھتی ہے مثل نوکِ سناں دل میں ہر کلی — ہے تن میں کونپلوں سے مرے آگ سی لگی

شعلے بھڑک رہے ہیں گلوں کی فضا نہیں
پھنکار سانپ کی ہے یہ ٹھنڈی ہوا نہیں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

مہ تاب میں ہے تابش خورشید کا اثر   برساتے گرم تیل ہیں اب تو یہ ابر تر
سائے میں جس کے بیٹھتا ہوں ہیں سوختہ جگر   دشمن وہی درخت مرا آتا ہے نظر

ایام غم میں تلخ سراسر حیات ہے
دن ہے بلا کا اور قیامت کی رات ہے

ہر چند کہنے سننے سے گھٹ جاتا ہے ملال   لیکن کہوں میں کس سے مرا ہے کسے خیال
ہمراز ایک دل تھا مرا اس کا ہے یہ حال   رہتا ہے تیرے پاس وہ اے خجستہ جمال

کچھ احتیاج عرض محبت نہیں مجھے
اس سے زیادہ شرح کی طاقت نہیں مجھے

رونے لگیں پیام یہ سیتا نے جب سنا   بے خود ہوئیں وہ ہوش نہ اپنا انہیں رہا
یہ ہاتھ جوڑ کے پسر باد نے کہا   مائیں حضور کہنے کو میرے سنیں ذرا

اس درجہ بے قرار نہ ہوں صبر چاہیے
یوں آپ دل فگار نہ ہوں صبر چاہیے

طاقت ہے کس کی رام سے جو ہمسری کرے   خود بے وقوف ہے جو سخن پروری کرے
شہ کا کرم اگر نہ کرم گستری کرے   عالم ہے ایسا کون جو یوں سروری کرے

چاہیں جو رام ہوں تہ و بالا زمین فلک
دکھلائیں حشر کا یہ تماشا زمیں فلک

کیا ہے بساط نقش چروں کی رام کے حضور   ہنس ہنس کے وہ مٹائیں گے یہ ہستی غرور
وہ وقت آگیا ہے قریب اب نہیں ہے دور   ہرگز نہ سر اٹھا سکیں گے بندۂ قصور

نکلیں گے جب کہ رام کے ناوک کمان سے
دھوئیں گے ہاتھ اہل ستم اپنی جان سے

معلوم شہ کو آپ کا کوئی نشاں نہ تھا   موجود آپ ہوں گی یہاں یہ گماں نہ تھا
ڈالے گا چرخ تفرقۂ دل یہ عیاں نہ تھا   مطلق میر فریب شہ نقش چراں نہ تھا

یہ آپ درد نہ روز مصیبت نہ دیکھتیں
ہر وقت یوں ملال کی صورت نہ دیکھتیں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ہوگا طلوع رام کا جب آفتابِ تیر — ہوں گے سیہ قلوب یہ خانہ خراب تیر
کس بل ہے کس میں دے گا کوئی کیا جواب تیر — طوفان بشم گردوں پر اٹھائے گا آبِ تیر

رن میں قدم دلیروں کے جمنے محال ہیں
کاندھوں پر اُن کے واسطے سر بھی وبال ہیں

میں آپ کو حضور ابھی لے چلتا کیا کروں — کیوں کر خلافِ حکم شہ دوسرا کروں
لازم ہے اختیار طریقِ وفا کروں — قاصد ہوں قاصدی کی مراسم ادا کروں

خادم کو ایک طاعتِ آقا سے کام ہے
دولت کی کچھ ہوس ہے نہ پروائے نام ہے

ہر کام کا ہے وقتِ معین پر انحصار — لے جائیں گے حضور کو خود آکے شہریار
لنکا میں پھر نہ ہوگا یہ راون کا اقتدار — دیتا نہیں ہے ساتھ کسی کا بھی روزگار

جس نے اٹھایا سر اُسے نیچا دکھا دیا
ذرّے کو مہر مہر کو ذرّہ بنا دیا

پوچھا سری سیتا نے کہ اے صفا نشاں — لشکر میں سب تمہاری طرح کے ہیں کیا جواں
ہوتا ہے تم کو دیکھ کے کچھ اور ہی گماں — تم سے کہیں زیادہ نشاچر ہیں پہلواں

ڈرتی ہوں میں لڑائی کا انجام ہو بخیر
نصرت تمہارے ہاتھ رہے کام ہو بخیر

متھلیش نندنی نے جب اس طور سے کہا — سُن کے مثالِ کوہ ہنومان ہو گیا
ہمت بلند اس کی تھی عالی تھا حوصلا — گویا بہادری کا مجسم ستون تھا

کس کی مجال تھی جو مقابل ٹھہر سکے
لڑنا تو در کنار نظر بھی نہ کر سکے

دیکھا جو زورِ قوتِ غازی کا مرتبا — آیا یقین ہو گئیں بس مطمئن سیا
پھر شکلِ اولیں میں وہ ساونت آ گیا — کہنے لگا سیا سے کروں اب میں عرض کیا

ہے یہ طفیلِ فیضِ شہِ ذی وقار کا
یوں حوصلہ بڑھا ہے جو مجھ خاکسار کا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

صادر ہو حکم خسروِ آفاق کا اگر　　انگی گرڑ کو دم میں نگل جائے بے خطر
رشد باد کا نسکار بنے آکے شیر نر　　دریائے شور خشک ہو صحرائے خشک تر
اس کا نہیں ہے فضل تو مجبور ہے بشر
بے دست و پا ضعیف ہے معذور ہے بشر
سیتا نے جب بیان ہنومان کا سنا　　سمجھیں مطیع شاہِ خوش اقبال ہے بڑا
بے شبہ اس کا دل ہے عقیدت سے آشنا　　ہر بات سے ٹپک رہی ہے رام کی ثنا
دی یہ دعا ہمیشہ بقا آشنا رہو
روشن ہو نام خلق کے حاجت روا رہو
دشمن پہ فتح یاب رہو سخت ہو رسا　　پیدا نہ ہو جہاں میں کوئی تم سا دوسرا
تم پر رہے ہمیشہ کرم گوسلیش کا　　جاری رہے ہمیشہ دل عنایت کا سلسلا
حیرت فزا وہ کام کیا ہے صد آفریں
پیدا جہاں میں نام کیا ہے صد آفریں
یہ سن کے باغ باغ ہوا وہ وفا نہاد　　پاؤں پہ سر جھکا دیا بڑھ کے با اعتقاد
کی التماس آج بر آئی مری مراد　　لایا ہے کیا ثمر یہ مرا نخلِ اجتہاد
اپنی دعا سے مجھ کو سرافراز کر دیا
دونوں جہاں میں آپ نے ممتاز کر دیا
میرا تو حال بھوک سے بد تر ہے سر بسر　　بے آب و دانہ گزرے ہیں مجھ کو کئی پہر
جو حکم ہو تو کھاؤں میں پھل پھول توڑ کر　　فرمایا جانکی نے یہ سن کے اے پسر
اندیشہ ہے یہاں کے نگہبانوں کا مجھے
معلوم ہے وہ تیرہ بد ایمانوں کا مجھے
بولا ہوا کا لاڈلا خوف و خطر نہیں　　کیا اصل نشِ چروں کی ہے رکھتے جگر نہیں
مجھ سے زیادہ زور میں یہ خیرہ سر نہیں　　ہشیار و با خبر ہیں تو میں بے خبر نہیں
ملحوظ دل ہے آپ کی لیکن رضا مجھے
مغلوب کیا کریں گے یہ اہلِ خطا مجھے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

پایا جو اذن ہو گیا خوش صاحب خبر پہنچا اشوک بن میں وہ بے خدشہ و خطر
کھا کھا کے پھل گرانے لگا نوجواں شجر دوڑے نگاہ بان کہ کیا ہے یہ شور و شر

ابن صبا کا فعل ہے معلوم جب ہوا
دل میں ستم شعاروں کے جوش غضب ہوا

لے لے کے گرز ہاتھوں میں کرنے لگے وہ وار پیغام بر کو گھیر لیا سب نے ایک بار
تھا نشہ حروں کے نشہ سے ہنومان ہوشیار دکھلا دی دُم کی ضرب سے ان کو وہ مار

بے جان خاک و خون میں تن ان کے اٹ گئے
جیتے جو رہ گئے وہ خجالت سے کٹ گئے

دشمن کے حضور میں پہنچے بہ حال زار فریادیوں کی طرح وہ کرنے لگے پکار
اے شاہ ایک آیا ہے ہنومانِ نابکار بن کو اجاڑنے پہ تلا ہے وہ بد شعار

آتا نہیں ہے روکنے سے باز کیا کریں
حیراں ہیں دُور سے یہ کیوں کر بلا کریں

یہ سن کے بھیجے شاہ لعیناں نے کچھ جواں پہنچے وہ سب لیے ہوئے تانے ہوئے سناں
دیکھا جری نے آگئی ہے اب فوج نش چراں گرجا مثال شیر ہوا دل میں شاد ماں

ارماں بر آیا جنگ کا لڑنے پہ تل گیا
اک اک لعیں کے جسم کا شیرازہ کھل گیا

جاں اپنی لے کے بھاگے جو مرنے سے رہ گئے دشمن کنٹھ کی جناب میں پہنچے وہ بزدلے
ساکت جو تھیں زبانیں بیاں کچھ نہ کر سکے فریاد کا سماں تھا عیاں اضطراب سے

راون نے حکم پھر دیا اکشے کمار کو
تم جا کے دو سزا ابھی اس نابکار کو

پہنچا اشوک بن میں وہ با فوجِ بے شمار اپنی دلاوری پہ تھا مغرور بد شعار
اک بھاری پیڑ اکھاڑ کے ہنومان نامدار تیار ہو گیا بہ خوشی بہر کار زار

ہنگامہ گرم ہو گیا جب دار و گیر کا
تنہا مقابلہ کیا فوج شریر کا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

لشکر کا خاتمہ جو ہوا خود بڑھا لعین غیض و غضب سے باتنِ لرزاں چلا لعین
دیکھا ہوا کے لال نے پاس آگیا لعین گھونسا وہ مارا مرگ کا مہماں ہوا لعین
بولا یہ فتنہ دوست اٹھا خاک سار کا
رویا ستم گر ساتھ چھٹا دوست دار کا

راون کو جب خبر ملی مارا گیا پسر دل ٹکڑے ٹکڑے غم سے ہوا پھٹ گیا جگر
بے ساختہ وہ بھر گیا غصے میں سر بسر فرمایا میگھ ناد سے لے حمیتِ پدر
ہیموں کو اپنا زور دکھاؤ کسی طرح
اس کو اسیر کر کے لے آؤ کسی طرح

سنتے ہی حکم باپ کا اٹھا بہ اضطراب غصے میں تھا بھرا ہوا جلاد بے حساب
بھائی کے غم سے کھاتا تھا دل اسکا پیچ و تاب دیتا نہ تھا دکھائی اسے جادۂ صواب
رتھ پر سوار ہو گئے بہ صد کر و فر چلا
ہاتھوں میں وہ لئے ہوئے تیغ و سپر چلا

دیکھا ادھر شجاع نے آتا ہے اک جواں آثار رخ سے صاف دلیری کے ہیں عیاں
سمجھا کوئی ضرور ہے یہ مرد پہلواں جھپٹا درخت اکھاڑ کے کرتا ہوا فغاں
ظالم کے رتھ کو شیشہ صفت چور کر دیا
سودا خودی کا سر سے معاً دور کر دیا

ہم راہ میگھ ناد جو تھے اور بھی دلیر ان سب پہ حملہ ور ہوا گرجا مثال شیر
غازی کو دیکھتے ہی ہوئے آپ سب تہ و زیر جاں دینے میں کیا نہ توقف لگی نہ دیر
اک اک کو مار کے سوئے گھناد بڑھ گیا
تھے پر اس دلیر کے نقش پر بھی چڑھ گیا

آپس میں دونوں بھڑ گئے اس طرح کر کے جست میداں میں جیسے لڑتے ہوں باہم دو فیل مست
تھی دل میں چاہ جنگ کی نہ حوصلہ نہ پست یکتا تھے داؤں پیچ میں کھاتے نہ تھے شکست
غل تھا کہ اس لڑائی کا انداز ہے نیا
اس چابکی صفائی کا انداز ہے نیا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

نِش چَر کو گھونسا مار کے شہ کا پیامبر   جا بیٹھا اک درخت پہ بے خوف و بے خطر
ضربت سے مشت کی ہوا بے خود لعیں اُدھر   یک چند جان و تن کی نہ مطلق رہی خبر
آیا جو ہوش اُٹھا خجالت سے گڑ گیا
گویا کہ اس کے بل پہ گھڑوں پانی پڑ گیا

چالیں بہت چلا نہ ہوئیں کوئی کارگر   تنگ آ گیا سلاخوں نے کی بے رخی اُدھر
جوڑا کماں میں پھر تو ستم گر نے برہمہ شر   کرنے لگا خیال ہنومان یہ دیکھ کر
عظمت اگر نہ مانوں گا میں برہمہ بان کی
ہوگی جہاں میں دھاک نہ پھر اس کی شان کی

اتنے میں برہمہ بان نشاچر کا آ گیا   تعظیم کا خیال جو غازی کو تھا بڑا
لگتے ہی تیر خاک پہ بے خود سا گر پڑا   اس حال میں بھی ختم کیا لشکر جفا
سمجھا یہ میگھ ناد ہنومان ہے بے خبر
طاری غشی ہے صاحب اقبال ہے بے خبر

پہنچا کمند مار لئے وہ عدوئے دیں   ابن صبا کو باندھ کے بس لے چلا لعیں
سن سن کے یہ خبر لگے آنے سب اہل کیں   اس واقعہ سے تھے متحیر فلک نشیں
جس کے کہ نام جپنے سے حاصل نجات ہو
یوں قید اس کا ایلچی خوش صفات ہو

منظور دل نشیں تھی چری کو رضائے رام   کوشش یہ تھی بنے شہ گیتی ستاں کا کام
خود آ گیا وہ شیر شجاعت بہ زیر دام   طاقت تھی کیا لئیم کی لیتا جو انتقام
اک شان تھی کمند میں بھی اس دلیر کی
تیور وہی تھے چال وہی ببرے شیر کی

ظالم اچھل پڑا جو ہنومان ہوا اسیر   پہنچا سبھا میں اس کو لئے ساتھ پھر شریر
دیکھی ہوا کے لال نے جب بزم بے نظیر   حیران ہوا یہ دیکھ کے سگریو کا مشیر
بیٹھے ہوئے دو زانو امیران سلطنت
حاضر ہیں دست بستہ وزیران سلطنت

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ہے تختِ زر پہ جلوہ فگن شاہِ نش چراں　ہے آب و تاب چترِ شہی سے بلند شاں
ہوتا ہے اس کے سر پہ چنور ہے عجب سماں　ہیں راست و چپ کھڑے ہوئے خدام ذی نشاں
بیٹھے ہیں شاہ زادے عجب احتشام سے
جے جے نکل رہا ہے لبِ خاص و عام سے

ہر سو ہے رعبِ خسروِ لنکا کا یہ اثر　لرزاں ہیں حاملانِ فلک کے دل و جگر
بے باک بے خطر ہے مگر باد کا پسر　ممکن نہیں شکن کوئی آ جائے چہرے پر
ہیموں کی سمت شاہِ لعیں نے نگاہ کی
آئی پسر کی یاد تو اک ٹھنڈی آہ کی

بولا غضب میں بھر کے کہ اے شوخ ذی خطا　رہتا کہاں ہے کون ہے گھر ہے کہاں ترا
کیا تھی غرض اجاڑا جو گلشن ہرا بھرا　پشتی پہ کس کی ناز ہے اتنا مجھے بتا
کیا میرے نام کی تجھے غافل خبر نہیں
کتنا نڈر ہے دل میں ترے کچھ خطر نہیں

او نابکار جان کا اپنی کیا نہ باک　کس جرم پر نشاچروں کو یوں کیا ہلاک
رنج و غمِ پسر میں ہوا سینہ چاک چاک　گردن پہ تیری پھیروں گا شمشیرِ شعلہ ناک
تعزیر جو نہ دوں گا عدالت سے دور ہے
مغرور قتل کرنے کے قابل ضرور ہے

بولا یہ سن کے اس سے ہنوماں ستم شعار　مایا کو آج بخشا ہے جس نے وہ اقتدار
بنیادِ دہر جس کے سبب سے ہے استوار　ہوتے ہیں مہر و ماہ شب و روز آشکار
جس کے کرم سے سکہ بٹھائے ہیں شیش ناگ
سر پر زمیں کا بوجھ اٹھائے ہیں شیش ناگ

جس کے کرم سے فیض سے اے شاہِ نش چراں　عالم کو ہست کرتے بدھاتا ہیں بے گماں
کرتے ہیں بشن پرورشِ خلق جاوداں　شیو نیست جس کے حکم سے کرتے ہیں دو جہاں
جو ہر لباس و شکل میں عالم پناہ ہے
برتر ہے جس کی ذات علو بارگاہ ہے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

دو ٹکڑے جس نے کر دیے شیو کی کمان کے　　طاقت سے جس کی دب گئے حاکم جہان کے
ساونت تھے جو دوکھن دکھ آن بان کے　　قرباں مع جنود ہوئے جس کے بان کے
کس بل ہے تجھ میں جس کی عنایت سے آج یہ
حاصل شرف بھی جس کی ہے شفقت سے آج یہ

قاصد میں اس کا اور پسر میں ہوا کا ہوں　　فرماں پذیر رام سے میں بادشاہ کا ہوں
ناصح میں آج تجھ سے ادھر آشنا کا ہوں　　ظالم کا میں عدو ہوں مخالف جفا کا ہوں
چوروں کی طرح لایا ہے راون سیا کو تو
بھولا ہوا ہے پہنچے گا آخر سزا کو تو

معلوم ہو گیا مجھے تیرے خیال سے　　اب تو مقابلہ ہے سنہس آہ و بال سے
ظالم نہ باز آئے گا جو اپنی چال سے　　ہوگا فگار تن ترا ناوک کے پھال سے
پور صبا کے کہنے کو لایا نہ دھیان میں
گویا پڑے نہیں یہ سخن اس کے کان میں

راون کو اس نے کر کے تخاطب یہ پھر کہا　　بے چین تھا جو بھوک کی شدت سے دل مرا
میں نے کیا ضرور پھلوں کا ہے ناشتا　　ہاں پیڑ جو اکھاڑے ہے فطرت کا اقتضا
پہلے کسی پہ میں نے چلایا نہیں ہے ہاتھ
دانستہ بہر قتل اٹھایا نہیں ہے ہاتھ

ہے جسم و جاں عزیز ہر اک فرد کو یہاں　　میں نے کیا یہ کام پئے حفظ جسم و جاں
مارا انھیں جو لے کے بڑھے خنجر و سناں　　لایا ہے اس پہ باندھ کے مجھ کو یہ نوجواں
پروا نہیں ہے اس کی کچھ اس خاکسار کو
آقا کا کام کرنا ہے خدمت گزار کو

اک التجا ہے میری اسے تو قبول کر　　بے جا ہے یوں غرور نہ اے بوالفضول کر
پھل کے ثواب بندگی شہ حصول کر　　بندوں میں اس کے آپ کو نادان شمول کر
غفلت سے اپنی آہ تو بھولا ہے رام کو
دشمن سمجھ رہا ہے شہ خاص و عام کو

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

غافل ذرا تو ہوش میں آ ہو نہ بے خبر — ہے دشمنِ شہ کی زباں تیر سر بسر
وہ کال جس کا نوریوں کے دل میں ہے خطر — ترساں ہے قہرِ رام سے سن اور غور کر
دے جانکی کو تا کہ قضیہ ہو صاف سب
ہوں سب بحل خطائیں گنہ ہوں معاف سب

فرزندِ کوشلا کے تو سجدے میں سر جھکا — لنکا میں راج تا یہ نہیں قائم رہے ترا
مشہور ہے جہاں میں گھرانا پلست کا — بے کار اس میں داغ لگاتا ہے بے حیا
پنڈت تو ہے ضرور مآل آشنا نہیں
رکھتا ہے بیس آنکھیں مگر سوجھتا نہیں

کر غور اپنے دل میں، تو اے زشت ہرزہ کام — جس میں نہ ذکرِ رام کا ہو لغو ہے وہ کلام
جس طرح بے لباس کوئی حورِ لالہ فام — لازم ہے وردِ حب، ہو شب و روز نام رام
اس آستاں پہ جس نے نہ سر اپنا خم کیا
وا اس نے اپنے واسطے بابِ عدم کیا

دش کنٹھ رکھ نہ خسروِ گیتی سے اختلاف — کر دل کے آئینے کو کدورت سے پاک صاف
نیچا تجھے دکھائے گا ورنہ یہ انحراف — قائم رہے گی یہ نہ مشیخت دمِ مصاف
قطرے کا پیش بحر شمار و حساب کیا
ہے روبروئے موج بساطِ حباب کیا

کہتا ہوں راست آئے نہ آئے تجھے یقیں — ملتی نہیں ہے دشمنِ شہ کو اماں کہیں
ہر چند پیش گرد بڑھاتا بھی ہوں میں — حاصل اسے نجات ہو دشوار ہے یقیں
ہے نقص تیرے فہم کا تیرا قصور ہے
تو راہِ راستی سے ستم گار دور ہے

دی رائے نیک اگرچہ ہنومان نے اسے — چھوڑی نہ اپنی ٹیک مگر تیرہ قلب نے
بولا نہیں وہ مرد ہے جو قول سے ہٹے — ہے دم کے ساتھ دل میں جواب ہے گھٹا ہے
کرتا ہے اپنی باتوں سے گمراہ تو مجھے
اچھا سبق پڑھاتا ہے اے شعلہ رو مجھے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

سر پر ترے سوار ہے ناداں قضا تری — ہرگز نہ میرے آگے بندھے گی ہوا تری
ان سورماؤں سے جو لڑے بود کیا تری — ہے ہرزہ گو زباں نہیں حق آشنا تری
شوشے یہ نہ ہر ہوں گے سراسر ترے لیے
سن کے کہا جری نے ستم گر ترے لیے

پایا کڑا جواب تو غصے میں بھر گیا — درباریوں کو حکم دیا کاٹ لو گلا
ارشادِ شہ سے اٹھے سب اک بار اشقیا — نزدیک تھا کہ حشر نشاچر کریں بپا
مرضی کچھ اور ہی تھی جو پروردگار کی
آمد ہوئی بھبیکھن عالی تبار کی

پہنچا بہ صد شکوہ جو وہ مخزنِ ذکا — تھے چار اس کے ساتھ مشیران باوفا
کی سر جھکا کے خسروِ لنکا سے التجا — قاصد کا قتل کرنا سراسر ہے ناروا
تجویز اس کے حق میں سزا اور کیجیے
منصف ہیں آپ دل میں ذرا غور کیجیے

قاصد اگرچہ مرتکب جرم ہی سہی — لیکن سزائے قتل کے قابل نہیں کبھی
ہے بات لاجواب یہ تائید سب نے کی — بولے اس امر کی نہیں کس کو ہے آگہی
شاہوں کو رحم و بخشش و انصاف چاہیے
بغض و حسد سے سینہ و دل صاف چاہیے

کہنے لگا صلاح یہ سن کے وہ بد سیر — دم بانروں کو ہوتی ہے پیاری زیادہ تر
بہتر ہے تیل ڈال کے کپڑا لپیٹ کر — دم میں لگا دو آگ کہ جل جائے سر بسر
بے پونچھ کا یہاں سے یہ میمون جو جائے گا
آقا کو اپنے ساتھ یہ پھر سے لے آئے گا

بڑ مارتا ہے جس کی یہ عظمت کی اس قدر — میں بھی تو دیکھوں شان کو اس کی بہ یک نظر
سن کے کمال ہو گیا خوش باد کا پسر — سمجھا سری ستی کی عنایت ہے سر بسر
دل کے مقاصد اپنے بر آئیں گے مرحبا
کچھ کام کر کے ہم بھی دکھائیں گے مرحبا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

غازی ادھر تھا شاد ادھر باقی جھنا   سنتے ہی حکم بولے کہ ارشاد ہے بجا
اس ناسزا کے حق میں ہے شایاں یہی سزا   یہ کہہ کے پھر مطابق فرماں عمل کیا
زیچ دُم لپیٹنے میں وہ کم ظرف ہو گئے
تھے جس قدر کہ پارچے سب صَرف ہو گئے
حیراں تھے دل میں اہل ستم ماجرا ہے کیا   کپڑا تھا جتنا سارا وہ مصرف میں آچکا
لپٹا نہیں ہے آدھا ابھی حصہ پونچھ کا   مشکل یہ ہے کہ شہر میں کپڑا نہیں رہا
آتی سمجھ میں طول سے دم کے یہ بات ہے
شیطان کی ہے آنت قیامت کی رات ہے
پورِ صبا کا معجزہ تھا بڑھتی تھی جو دُم   اور بادشاہ تا بہ رعیت تھی عقل گم
کہتا تھا ایک ایک سے کیا کر رہے ہو تم   آساں کچھ نہیں ہے نہادن بہ طاق خُم
باز آؤ جدوجہد سے کارِ محال ہے
کُل پونچھ کا لپیٹنا خواب و خیال ہے
سن کے خبر یہ آنے لگے ساکنانِ شہر   مشتاق تھے تماشے کے پیر و جوانِ شہر
کرتی تھیں بام و در سے نظارہ زنانِ شہر   خوشیاں منا رہے تھے بہت پہلوانِ شہر
دیتے تھے لوگ تالیاں، بجتا ڈھول بھی تھا
ہر سو خوشی کا شور بھی شادی کا غل بھی تھا
آخر پھرا کے شہر میں دُم میں لگا دی آگ   دیکھا ہوا کے لال نے بھڑکی بلا کی آگ
پی پی کے تیل کرتی ہے اخگر فشانی آگ   دل سے کہا کہ میرا بھلا کیا کرے گی آگ
ایسے ہزار دل شعلے ہوں روشن تو کیا مجھے
افضالِ شہ سے ہو گی موافق ہوا مجھے
اک دم زدن میں کوہ سے بھر کاہ ہو گیا   آزاد ناگ پاش سے ذی جاہ ہو گیا
گویا تھا مرد بے خبر آگاہ ہو گیا   بے باک ایستادہ سر راہ ہو گیا
پہنچا اُچک کے قصرِ مُطلّا کے بام پر
دیتا تھا اپنی جان وہ آقا کے نام پر

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اُٹھتے تھے گرچہ شعلۂ جوّالہ تا فلک — تھا فضل کو شلیش مگر بر سرِ نمک
تھی سرد پور باد کو ان شعلوں کی لپک — پہنچا نہ کچھ گزند نہ دل میں ہوئی کھٹک

رکھا ہوا نے دامنِ امن و امان میں
آیا نہ کچھ بھی فرق بہادر کی شان میں

کرتا تھا دل ہی دل میں ہنوماں یہی خیال — شوکت مٹادوں نسِ چروں کی میں تو ہے کمال
اس شہر کا جلا کے میں کردوں خراب حال — ہو رونق اور شان مرے ہاتھوں پائے مال

لنکا یہ آج منتخب روزگار ہے
اس کا عجائبات جہاں میں شمار ہے

پایا جو راست اپنا ارادہ تو بے خطر — آتش فشاں ہوا وہ سر بام و قصر و در
اک تہلکہ تھا شہر میں مضطر تھے اہلِ شہر — جل جل کے گر رہے تھے مکانات سر بہ سر

فریاد کی صدا اٹھی جلنے ہم مدد کرو
پہنچاؤ پانی آگ کی گرمی کو رد کرو

خائف تھیں دیوزادیاں سالم نہ تھے حواس — اس قہر جاں گزا سے نہ تھی زندگی کی آس
تھے ساکنانِ شہر کے لب پر کلام یاس — کہتے تھے اب رہا نہ یہاں کوئی حق شناس

قاصد کو اس سزا کا سزاوار ہی نہ تھا
ہم سے جو کوئی پوچھے خطاوار ہی نہ تھا

اپنا تو اعتقاد ہے پہلے ہی سے جما — بانر کے بھیس میں کوئی اترا ہے دیوتا
کرنا ذلیل صاف ضمیروں کا ہے بُرا — جس کا نتیجہ پیش نظر خود ہے دیکھنا

لاواروں کی طرح بس اب شہر جلتا ہے
قابو یہاں کسی کا نہ کچھ زور چلتا ہے

لختِ دلِ صبا نے عجب کام یہ کیا — اک پل میں سارے شہر کو برباد کر دیا
راون نے مفت کوہ بلا اپنے سر لیا — آخر کئے کا پا گیا پھل صاحب ریا

اک چھوڑ کے بھبیکھن عالی گہر کا گھر
جلنے سے بچ رہا نہ کسی اہل شہر کا گھر

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

جو بندگی رام میں ہر وقت سر جھکائے ممکن نہیں کہ پھر غم دنیا اسے ستائے
دشمن کوئی ہزار ہو پیش حضور آئے ہو سکتا ہے کہ گوشۂ امن و اماں سے پائے
بیکا ہوا نہ بال ہنوماں سے شیر کا
مردانگی میں ہو گیا شہرہ دلیر کا

دیکھا ہوا کے لال نے اب ہو چکا ہے کام طاقت کا میری مان گئے لوہا خاص و عام
بس جا کے بحرِ شور میں کودا وہ نیک نام دُم کو بجھا کے آگیا باہر بہ فضلِ رام
خدمت میں جانکی کی پھر آیا بہ صد ادب
کُل حال سجدہ کر کے سنایا بہ صد ادب

کی عرض دست بستہ کہ اب ہے یہ التجا کچھ مجھ کو آپ اپنی نشانی کریں عطا
لے جاؤں گا یہ ہدیہ پئے شاہِ دوسرا کچھ اور چاہتا نہیں خدمت کا میں صلا
یہ آپ کا کرم تھا مرا کام بن گیا
جو درد و غم تھا راحت و آرام بن گیا

سن کے سیا نے عرض ہنوماں کی کی قبول سر سے اتار کے دیا بس اپنا سیس پھول
پایا جو پھول ہو گیا خوش صاحبِ عقول پھر جانکی یہ کہنے لگیں با دلِ ملول
کہنا مری طرف سے شہِ کائنات سے
ہوں دُور کس لئے نظرِ التفات سے

مشہور ذات آپ کی بندہ نواز ہے دستِ کرم سے بخشش و شہرت کو ناز ہے
جو آپ کے ہے در کا گدا سرفراز ہے ہر دم حضور میں درِ انصاف باز ہے
فریاد کیوں سنی نہیں جاتی غریب کی
سمجھی میں اب کمی ہے یہ میرے نصیب کی

اک وقت وہ تھا آپ کو میرا خیال تھا ہوتی عنایتیں تھیں بہم اتصال تھا
پیشِ نظر وہ حسنِ رخ بے مثال تھا لطفِ سخن سے غنچۂ خاطر نہال تھا
لیکن مآل کیا ہے یہ مطلق خبر نہ تھی
نیرنگیٔ زمانہ پر اپنی نظر نہ تھی

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کیا واقعہ جینت کا دل سے بھلا دیا نظروں سے اپنی آپ نے مجھ کو گرا دیا
الفت کی راہ و رسم کو بالکل مٹا دیا میری وفا کا آپ نے اچھا صلا دیا
جیتی جو ہوں نہیں یہ دل زار کی خطا
در اصل ہے یہ حسرت دیدار کی خطا

اک ماہ میں نہ آئے تو جیتا نہ پاؤ گے ناحق سفر کی زحمتیں صاحب اٹھاؤ گے
جب میں نہ ہوں گی آ کے یہاں کیا بناؤ گے بے کار ظالموں کے لہو سے نہاؤ گے
کس واسطے یہ سنگ دلی اختیار کی
بس آیئے کہ ہو چکی حد انتظار کی

کس طرح دل کو دوں گی تسلی میں ناتواں آئے تھے تم سو تم بھی چلے اے عزیز جاں
پرسان حال میرا کوئی بھی نہیں یہاں پھر ہے مرے لئے وہی زاری وہی فغاں
مشکل ہے زیست جو یہی لیل و نہار ہے
یہ وقت بھی مرے لئے اک یادگار ہے

کہنے لگا یہ سن کے جوان ذی شعور بولا اپنے دل کو ہونے نہ دیں آپ ناصبور
بس دیر ہے پہنچنے کی میرے نہیں ہے دور آئیں گے حال پاتے ہی فوراً شہ غیور
جو عرض کر رہا ہوں ذرا اس میں شک نہیں
ہوگا وہ دور جس میں کہ دور فلک نہیں

یہ کہہ کے اپنے جانے کا اس نے کیا سوال پائی رضا وہاں سے چلا انجنی کا لال
چلنے کے وقت ہو گیا پیکر وہ کی مثال دل میں نہ اس کے تھا دم رفتار کچھ ملال
آیا تھا جس طرح اسی عنوان سے چلا
کرتا ہوا وہ نعرہ عجب شان سے چلا

جب آ گیا قریب وہ ساحل کے خوش مراد دیکھا یہ بانروں نے کہ آ پہنچا پور باد
جان آ گئی تنوں میں ہوئے خوش وفا نہاد ان کے دلوں سے غم نے کہا بڑھ کے خیرباد
بس آ گیا یقین کیا کام شیر نے
بخشی ہے جان بات بھی رکھ لی دلیر نے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

یہ سوچتے تھے سب کہ ہنومان آ گیا　　چھاتی سے ایک ایک نے اس کو لگا لیا
اک جوش تھا خوشی کا دلوں میں بھرا ہوا　　تحسین و مرحبا کی گئی تا فلک صدا

آخر صلاح ٹھہری ٹھہرنا نہ چاہیے
چلنے میں وقفہ اب ہمیں کرنا نہ چاہیے

لنکا کا ذکر کرتے وہاں سے ہوئے رواں　　مدھ بن میں پھر اتر پڑے آ کے وہ پہلواں
پھل کھائے توڑیں شاخیں مچایا ادھم وہاں　　پہنچے سزا کو جو ہوئے مانع نگاہ باں

دیکھا نگاہ بانوں نے مدھ بن اجڑ گیا
پھولا پھلا یہ تختۂ گلشن اجڑ گیا

سگریو کے حضور میں فریاد جا کے کی　　بولے ذرا حضور سنیں عرض تو مری
انگد نے کی ہے آج نہایت زیادتی　　پھل کھائے اور توڑی ہیں شاخیں ہری بھری

مدھ بن تمام ہو گیا برباد کیا کہیں
ہم لوگوں پر ہوئی ہے جو بیداد کیا کہیں

سن کے یہ حال خوش ہوا سگریو نیک خو　　بولا یہ دل سے شکر ہے بر آئی آرزو
پیش شہ اودھ میں ہوا آج سرخرو　　سیتا کی جو نہ لاتے خبر اہل جستجو

ممکن نہ تھا کہ بن میں ادھم یوں مچاتے وہ
مجھ سے بغیر پوچھے پھلوں کو نہ کھاتے وہ

اتنے میں سب پہنچ گئے وہ صاحب خبر　　سگریو کے قدم پہ جھکایا ہر اک نے سر
راجہ بھی سب سے مل کے ہوا شاد سر بسر　　پوچھا جو حال کہنے لگے شاہ داد گر

تھا فضل رام کا تو مبارک سفر رہا
پہنچے جہاں جہاں وہیں حامی ظفر رہا

سچ پوچھیے تو کام یہ ہنومنت نے کیا　　زور اپنا سرکشوں کو سراپا دکھا دیا
بے شبہ ہم کو موت کے منہ سے بچا لیا　　تھے ورنہ راکشس بھی بڑے صفا ریا

لنکا میں دھاک بندھ گئی ابن نسیم کی
سب شان کرکری ہوئی شاہ لئیم کی

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

سگریو سنتے ہی یہ ہنومان سے پھر ملا   سینے سے بار بار لگا کے یہ دی دعا
ہر دم تمھارے سر پہ رہے سایہ رام کا   بھائی تمھاری ہمت عالی پہ ہیں فدا

تم نے تو حق نمک کا ادا کر دیا ہے آج
طاعت سے اپنی مول مجھے لے لیا ہے آج

فرما کے پور باد سے پھر شاہِ با نراں   ہم راہ سب کے آیا سری رام تھے جہاں
بیٹھے پھٹک شلا پہ تھے شاہنشہ جہاں   بائیں طرف لکشمن تھے لئے ناوک و کماں

بچھڑے جو دیر کے تھے شہ نیک نام سے
گر گر کے سب لپٹ گئے وہ پائے رام سے

سب سے ملے بہ لطف شہ خوش معاملہ   گویا یہ ان کی کوشش و محنت کا تھا صلہ
کیا ور نہ شہ کا اور گدا کا مقابلہ   بیٹھے تھے سب قریب نہ تھا کوئی فاصلہ

اس طرح سب کے ساتھ محبت تھی آپ کو
بیٹے کی جیسے ہوتی محبت ہے باپ کو

پوچھی جو سب سے رام نے خیریت مزاج   کی عرض جاموونت نے اے فخر تخت و تاج
جس پر جہاں میں آپ کی چشم کرم ہے آج   بے غم ہے شاد کام ہے رہتی ہے اسکی لاج

ان قدموں کے طفیل میں راحت حصول ہے
عالم میں غیر ان کے سہارا فضول ہے

پاتا بشر ہے خدمت والا سے عز و جاہ   ہوتا ہے اہل علم و ہنر صاحب کلاہ
شہرت مطیع رہتی ہے اقبال خیر خواہ   شام و سحر ہے گردش ایام سے پناہ

خوش دیوتا ہیں اور رشی مہربان ہیں
اس کی صفت میں اہل جہاں یک زبان ہیں

سب کام راست آیا عنایت سے آپ کی   نام آوری ملی ہمیں خدمت سے آپ کی
دشمن میں بات رہ گئی شفقت سے آپ کی   ثمرہ ملا ہے زیست کا رحمت سے آپ کی

ہیں بخششیں حضور کی افزوں گمان سے
ممکن نہیں کہ شکر ادا ہو زبان سے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

پیدا کیا ہے آج ہنومان نے وہ نام — قاصر زبان جس کی صفت میں ہے الکلام
ان کا تو کارنامہ ہے حیرت کا اک مقام — روشن ہے خود حضور پہ سب اے شہ انام
جو کچھ کیا انھوں نے انھیں کا یہ کام تھا
قابل نہ غیر کے تھا نہ کار عوام تھا

یہ سن کے اٹھے بادشہ آسمان وقار — ہنومنت کو لگا لیا چھاتی سے ایک بار
بولے ہزار جان سے تم پر ہوں میں نثار — پیارے سناؤ جلد مرا دل ہے بے قرار
سیتا کا حال کیا ہے گذرتی ہے کس طرح
لنکا میں بود و باش وہ کرتی ہے کس طرح

بولا یہ سن کے پور صبا اے جہاں پناہ — سیتا کا حال عرض کرے کیا یہ خیر خواہ
لب پر ہے نام آپ کا ہر شام ہر پگاہ — غیر اس کے مشغلہ نہیں ان کا ہے کوئی آہ
چشم اشک بار جان حزیں دل فگار ہے
سوہان روح اس پہ غم انتظار ہے

تنہائی فراق کی ہیں سختیاں غضب — رنج و الم انیس تو ہمدم غم و تعب
ہردم وہ ظلم و جور لعینوں کے بے سبب — لیل و نہار مرگ کی وہ جستجو طلب
نازل بلائیں جس پہ ہوں اک بار کیا کرے
زندہ رہے کہ جان دے ناچار کیا کرے

رخصت کا جب سیا سے طلبگار میں ہوا — مجھ کو سنایا شکر کے بیٹے کا ماجرا
یہ سیس پھول پھر نشانی عطا کیا — سینے سے اپنے رام نے لے کے لگا لیا
دیکھا جو دل حزیں شہ عالی مقام کو
کرنے لگا یوں عرض سیا کے پیام کو

آقا سری سیا نے کہا ہے بچشم نم — لینا مری طرف سے شہنشاہ کے قدم
پھر دست بستہ کہنا کہ اے صاحب کرم — کیا بات ہے جو آپ ہیں ناراض یک قلم
میرا جو ہو قصور مجھے وہ بتائیں آپ
ہے التجا نہ دل سے مجھے یوں بھلائیں آپ

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

شیوہ تو آپ کا ہے یہ اے شاہ محترم — اپنوں کے دل پہ آنے نہیں دیتے ہیں الم
رہتی ہے بیکسوں پہ عطا بخش و کرم — پھر کیا سبب ہے رحم کے قابل نہیں ہیں ہم

والی قدم پہ آپ کے ہر دم نثار ہیں
پھر کیوں جدا ہیں غمزدہ ہیں دلفگار ہیں

فرقت میں وہی نہ جان یہ جرم اے حضور ہے — اگ یہ دلیل غور کے قابل ضرور ہے
سچ پوچھیے تو آنکھوں کا میری فتور ہے — کچھ جاں کی خطا ہے نہ دل کا قصور ہے

رکھا ہے زندہ حسرت دیدار نے مجھے
مارا تھا ورنہ عشق دل آزار نے مجھے

صاحب بلا کا آتش فرقت میں ہے اثر — جلتے ہیں جو نکلے آہوں کے ہر شام ہر سحر
دشوار کیا ہے جائے تعجب نہیں اگر — مل جائے جسم پنبہ صفت میرا سر بسر

لیکن یہاں ہے دیدۂ گریاں کا حال اور
ان کا تو سیل اشک سے ہے بس خیال اور

یعنی کہ آگ غم کی ہوا اس آپ سے فرو — جلنے نہ پائے جسم پہ تدبیر ایسی ہو
رفتار عشق جھیلو تحمل سے کام لو — دل میں سوائے شکر نہ شکوے کو راہ دو

ہے زندگی تو دید کی حسرت بر آئے گی
جلوہ مراد دل کو پھر اپنا دکھائے گی

سیتا کا حال قابل شرح و بیاں نہیں — کیوں کر کوئی ادا کرے تاب زباں نہیں
قصہ نہیں فسانہ نہیں داستاں نہیں — سب آپ آپ پر تو ہے ظاہر نہاں نہیں

ہر لحظہ جان زار پہ رنج و ملال ہے
فرقت میں ایک پل بھی قیامت مثال ہے

بہتر ہے اب نہ جلنے میں وقفہ حضور ہو — پامال جلد حاکم اہل قصور ہو
کافور اس کے سر سے سراپا غرور ہو — متھلیش نندنی کا غم رنج دور ہو

یہ سن کے آبدیدہ شہ دو جہاں ہوئے
یوں انجنی کے لال سے گوہر فشاں ہوئے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

جو جان اور مال سے میری سرن میں ہے　　ہرگز وہ خواب میں بھی نہ قید محن میں ہے
خوشنود بامراد وہ اس انجمن میں ہے　　آزاد ہے اسیر نہ وہ دام محن میں ہے
اس کا نگاہبان میں لیل و نہار ہوں
غم خوار ہوں رفیق ہوں ہمدم ہوں یار ہوں

بولا وہ سن کے عرض یہ شاہ زمن سے ہے　　تکلیف میں وہی ہے جو غافل بھجن سے ہے
ہاں اتفاق آپ کے مجھ کو سخن سے ہے　　کیوں یہ گریز قتل شہ اہرمن سے ہے
لنکا کو فتح ظالموں کو زیر کیجئے
لے آئیے سیتا کو نہ اب دیر کیجئے

فرمایا بادشاہ اودھ نے عزیز جاں　　غیروں کے کام آنا بڑا کام ہے یہاں
تو نے جو کچھ کیا ہے وہ سب مجھ پہ ہے عیاں　　تیرے مقابلے کا نہیں زیر آسماں
ہوں غور میں کہ کیا تری محنت کا دوں صلہ
بے لوث بے غرض تری خدمت کا دوں صلہ

میں نے بہت خیال کیا دل میں اے ذکی　　باہر نہیں ہوں میں ترے احسان سے کبھی
اس کا عوض محال ہے خجلت ہے یوں بڑی　　ہوتی نہیں ہے سامنے تیرے نظر مری
یہ کہہ کے دیکھا چشم محبت سے شاہ نے
دی بندہ پروری کی شہادت نگاہ نے

جب یہ زبان رام سے ہنومنت نے سنا　　جوش نشاط سے وہ زخود رفتہ ہو گیا
قدموں پہ گر کے بولا کہ اے منبع عطا　　مامن ہے کون ان کے سوا مجھ غریب کا
بندہ میں آپ کا ہوں مجھے کیا کسی سے کام
طاعت سے کام ہے مجھے یا بندگی سے کام

ہرچند بار بار اٹھاتے تھے شہ مگر　　پاؤں سے تھا جو لپٹا نہ اٹھتا تھا خوش سیر
غیرت سے جاتا تھا وہ گڑا آپ سر بسر　　یعنی یہ لطف شاہ کا ادنیٰ فقیر پر
جس پر کہ مہربانی آقا دوچند ہو
کیوں مرتبہ جہاں میں نہ اس کا بلند ہو

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

آخر اٹھا کے شہ نے گلے سے لگا لیا   بٹھلا کے پاس پوچھا ہنومان سے ماجرا
کیوں کر کیا عبور سمندر کا راستہ   آتا نہیں یقین ہے یہ حیرت آشنا
سب ابتدا سے حال سنا تو جواں میرے
مشتاق ہوں میں سننے کا نشاں تیرے

دشوار ہے کسی کا ہو لنکا میں یوں گزر   جس کے ہیں پاس بان لعیناں حیلہ گر
ہے وسط بحر شور میں آباد سر بسر   حاکم جہاں کا آج ہے راون سا تاجور
تیرا ہی حوصلہ تھا کہ داخل وہاں ہوا
ہر پہر کے سارے شہر میں آتش فشاں ہوا

ہنومنت نے جو دیکھا کہ ہیں شاہ غمگسار   کرنے لگا بیان ادب سے وفا شعار
ہے رہوانِ شاخ کا ظاہر تو اقتدار   آتے ہیں اور جاتے ہیں شاخ پہ بار بار
بستی پہ میری آپ ہے بتانا کام کیوں
اس طرح شہروں میں میرا ہوتا نام کیوں

سب واقعہ سفر کا مشرح سنا دیا   جس جس طریق پر جو کیا تھا جتا دیا
حایل جو درمیان تھا پردہ اٹھا دیا   کہہ کے یہ شہ کے سامنے بس سر جھکا دیا
رگھوناتھ جی کے دل میں جگہ مل گئی اسے
جاگیر عشق خاص کی حاصل ہوئی اسے

خوش ہو کے اس سے کہنے لگا کوشلا کا لال   کر عرض مجھ سے تجھ کو ہو کرنا اگر سوال
بخشوں گا میں وہی تجھے جس شے کا ہو خیال   سن کے سخن یہ بول اٹھا وہ وفا خصال
فضل و کرم کا ہر گھڑی امیدوار ہوں
بھگتی مجھے عطا ہو یہی خواستگار ہوں

اس کی تو شیو کے دل میں بھی ہے آرزو   عارف کے دل کو ہے یہی ہر وقت جستجو
اس گل کی ہے بس ہوئی ہر اک چمن میں بو   اس آفتاب کی ہے ضیا پھیلی چار سو
یہ عشق جان پاک ہے انسان کے لیے
ہے موجب نجات خوش ایمان کے لیے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

سن کے یہ مسکرائے شہِ آسماں جناب   فرمایا لے یہ عرض ہوئی تیری مستجاب
فرما کے یہ سخن کیا سگریو سے خطاب   ہوئی ہے کیا سفر کے لیے رائے باصواب

نافذ ہو حکم کوچ کا فوجوں کے واسطے
افسر جدا جدا ہوں رسالوں کے واسطے

سگریو نے اشارہ ہنومان سے کیا   فوجوں کو جا کے تم یہ میرا حکم دو سنا
تیار ہو کے آئیں توقف ہو نہ ذرا   پاتے ہی حکم حکم وہ لایا بجا

سب فوجیں حکم شاہ سے تیار ہوگئیں
شوقِ مئے نبرد سے سرشار ہوگئیں

کیا کیا وہ بوزنے تھے سلحشور پہلوان   کچھ کالے منہ کے ان میں تھے کچھ سرخ رو جوان
خرسوں کے بھی رسالے ہوئے اک طرف رواں   تھا ایک ایک خرس جری صاحب تواں

لشکر جو مجتمع ہوا گردون دہل گیا
دم بھر میں نقشہ گاؤ زمیں کا بدل گیا

تھے لشکری وہ نشۂ سردی سے چور چور   آ آ کے سر جھکانے لگے رام کے حضور
دانا تھے بردبار تھے سب صاحبِ شعور   اذنِ وغا کو جانتے تھے مایۂ سرور

تھا اشتیاق شہ کے قدم پر نثار ہوں
جانیں ہزار ہوں تو فدا بار بار ہوں

رگھوناتھ جی نے ان پہ تعمق سے کی نگاہ   دیکھا کہ منتظر ہے مرے حکم کی سپاہ
ہیں افسرانِ فوج بھی جرار و کج کلاہ   اہلِ خطا نہ پائیں گے ان سے کبھی پناہ

جو سامنے نگاہ کے تھا سرفراز تھا
خرسوں کو بازوؤں کو شہنشہ پہ ناز تھا

آگے بڑھا کے فوج چلے شاہِ دو جہاں   ہے ہم رکاب لچھمن و انگد سے نوجواں
سگریو جاموونت ہنومان ذی نشاں   نل نیل گومیند و دبد صاحبِ تواں

حلقے میں افسروں کے یہ عالم تھا شاہ کا
جو بیچ میں ستاروں کے ہوتا ہے ماہ کا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

آثار فال نیک جو آنے لگے نظر　　بولے وہ سب ہوگا سعید آج کا سفر
مصدر یہ سعید قانون کا جو خود ہو سر بسر　　اس کے لیے شگون زمانے کا ہے اثر

سیتا کی بائیں آنکھ جو پھڑکی یقین ہوا
بے شبہ کوچ لشکر شاہ زمین ہوا

راون کے حق میں ہوتی تھیں بدفالیاں تمام　　دل میں انھیں نہ لاتا تھا وہ دشمن انام
رہتی تھی اس کی بزم وہی گرم صبح و شام　　جز ناؤ نوش اس کو نہ تھا کچھ کسی سے کام

دشمن کھڑا ہے سر پر اجل اپنی گھات میں
اس کا نہ تھا خیال دل بد صفات میں

کیا لکھوں حال لشکر سلطان نامدار　　خرسوں کا بانروں کا نہ تھا مطلقاً شمار
کیا کیا مثال رعد گرجتے تھے بار بار　　ناخن ہی جن کے تھے صفت تیغ شعلہ بار

کوئی لیے پہاڑ تھا کوئی شجر لیے
کوئی کسی کو جا رہا تھا دوش پر لیے

حشر نما ان کی چال سے اک ہر طرف بپا　　گردش تھی آسمان کو تزلزل زمیں کو تھا
حرکت میں کوہسار تھے جنبش میں تھی ہوا　　چنگھاڑتے تھے ہاتھی دشاؤں کے برملا

طائر بھی خوف کھا کے نشیمن سے اڑتے تھے
صحرا کے جانے والے بھی رستوں سے مڑتے تھے

نعرے تھے جے کے رام کی مدحت سرائی تھی　　خوش دل تو تھے کہ ان کی تمنا بر آئی تھی
لنکا پہ بادشاہ اودھ کی چڑھائی تھی　　کفار کے دلوں پہ گھٹا غم کی چھائی تھی

فتنوں کا کوچ امن کی آمد کا شور تھا
نا منصفی دبی تھی عدالت کا زور تھا

اس طرح با جنود و رفیقان باوقار　　ساحل پر اترے جا کے سمندر کے شہریار
دلکش تھا وہ مقام تھے اشجار باردار　　پھولے ہوئے تھے پھول تھا صحرا بھی لالہ زار

یہ دیکھتے ہی شور مچانے لگے دلیر
پھل پھول توڑ توڑ کے کھانے لگے دلیر

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

لنکا جلی ہے جب سے نشاچر ہیں بدگماں کرتے ہیں اپنے گھروں میں یہ بیاں
قاصد ہو جس کا ایسا قوی بال وی تواں لنکا میں اس کا آنا ہے اک قہر آسماں

آثار کہہ رہے ہیں بلا سر پر آئے گی
شوئی بخت روز فلاکت دکھائے گی

مندودری نے جب سنے خلقت کے یہ سخن گھبرا گیا دل اس کا لگا کانپنے بدن
شوہر کے پاس جا کے یہ بولی وہ سیمتن شاہ اودھ کی ذات ہے خود ذات ذوالمنن

کہتی ہوں میں کہ ان سے عداوت نہ کیجئے
صاحب یہ ٹیک چھوڑئے حجت نہ کیجئے

والی جو چاہتے ہو رہے امن و خیریت انسب نہیں ہے رام و لکھمن سے مخالفت
آپس میں اس قضیے کی کر لو مدافعت ہے بہتری اسی میں اسی میں ہے مصلحت

خدمت میں کوشلیش کی سیتا کو بھیج دو
عصمت سرشت آئینہ سیما کو بھیج دو

ہیں تیر بادشاہ اودھ کے سیاہ مار ان اشچروں کا غولوں میں کرتی ہوں میں شمار
ڈستے نہیں ہیں چھوٹ کے جب تک ہے اختیار جس طرح آج چاہو کرو فکر و جہد کار

تدبیر کرنا لے مرے والی ضرور ہے
غفلت ہوئی اگر تو سراسر قصور ہے

لنکا میں جب سے آئی ہیں متعلیش نندنی نازل بلائیں رہتی ہیں لنکا پہ ہر گھڑی
رہتے ہیں کنبے والے بھی ہر دم اداس ہی ہیں یہ شب اجل انھیں سمجھو نہ جانکی

ان کو اگر نہ بھیجو گے راحت نہ پاؤ گے
ہٹ دھرمی کا نتیجہ نہ اچھا اٹھاؤ گے

یہ سن کے بولا زوجہ سے وہ نخوت آشنا ڈر جانا عورتوں میں ہے یہ عیب اک بڑا
جب دیکھئے تو گھڑا انھیں ایک نہ ایک لگا آرام و عیش میں بھی نہیں دل ایک جا

اے جان جان یہ بزدلی اچھی نہیں تری
عقل آج کیا ہوئی ہے وہ اے نازنیں تری

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

لرزاں ہیں میرے خوف سے دونوں جہان آج — بتلا تو کس لیے ہے پریشاں ترا مزاج
ہے بانروں کی فوجوں کے آنے کی احتیاج — جوئے کلب تشنہ جگروں کا سہل یہ علاج
ہے شرم کا مقام اگر یوں ڈرے گی تو
ہلکان مجھ کو آپ کو ناحق کرے گی تو

یہ کہہ کے اپنے سینے سے اس کو لگا لیا — سمجھا بجھا کے جانب دیوان رواں ہوا
مندودری کے دل میں یہ پھر نقش جم گیا — مٹتا نہیں مٹانے سے تقدیر کا لکھا
آتی اگر ہے سر پہ تو ٹلتی اجل نہیں
اب تک کسی سے عقدہ ہوا ہے یہ حل نہیں

راون سبھا میں جا کے جو بیٹھا بہ کر و فر — ہرکاروں نے حضور میں پہنچائی یہ خبر
اس پار بحر شور کے با لشکر ظفر — ٹھہرے ہیں آ کے آج شہنشاہ بحر و بر
شاہِ نشاچران نے مشیروں سے لی صلاح
بولے وہ سب بتائے کوئی کون سی صلاح

جب نوریوں دیتوں سے درپیش تھی جدال — چہرے پہ تھی شکن نہ کوئی دل پہ تھا ملال
پھر کس لیے ہے آپ کا یہ آج غیر حال — انساں و بوزنہ جو مقابل ہو کیا مجال
ان کے دلوں میں جانے یہ اب کیا سمائی ہے
لڑنے جو آئے ہیں تو انھیں موت لائی ہے

اچھی صلاح اگر نہ بتائے صلاح کار — شیوہ نہ راستی کا کرے مرشد اختیار
ہو وید بھی حکیم بھی منہ دیکھا دوستدار — راج اور دھرم جسم نہیں رہتا برقرار
تھا پیش مسئلہ یہی کافر کے واسطے
مدحت سرا تھے اہلِ ستم زر کے واسطے

دربار کا یہ حال بھبھیکھن نے جب سنا — پہنچا سبھا میں بھائی کی وہ صاحبِ وفا
دانا تھا بردبار تھا منصف بھی تھا بڑا — روشن جبیں تھی چہرہ سے پیدا جلال تھا
بیٹھے جو اہلِ بزم ہے سب اٹھ کھڑے ہوئے
اک بار خم سلام کو چھوٹے بڑے ہوئے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

تسلیم کر کے بھائی کو بیٹھا وہ خوش نہاد — کی عرض اشارہ پاتے ہی اے شاہ بامراد
شاہوں کا شیوہ ہوتا ہے دنیا میں عدل و داد — رکھیے جہاں میں خلق تندرست شاد

پوچھی جو رائے آپ نے مجھ خاکسار سے
نکلیں گے کلمے حق کے دل حق گزار سے

اپنی بھلائی آپ کو منظور ہے اگر — ہے اتفاق و شہرت و انجام پر نظر
یوں کیجیے خیال زنِ غیر سے حذر — جس طرح دیکھا جاتا نہیں چوتھ کا قمر

غرّہ عبث ہے آپ کو جاہ و جلال پر
دانا وہی ہے جس کی نظر ہو مآل پر

آقا جہاں میں کیسا ہی ذی وصف ہو بشر — ہو جاتا ہے وہ حرص سے بدنام سربسر
ہیں آرزو و کبر و غصہ ہوس چار غم کا گھر — سچ پوچھیے تو یہ سوئے دوزخ ہیں راہبر

ملتی نہیں ہے گردش ایام سے نجات
ملتی ہے جو تو بندگی رام سے نجات

ہے ذات پاک رام کی سرچشمۂ حیات — پلتی ہے جس کے سایۂ رحمت میں کائنات
جلوے سے جس کے آج منور ہے شش جہات — تابع ہے جس کے حکم کی شام و سحر ممات

ہے کیف اور کم سے بری لایزال ہے
ہر جا ہے وہ محیط ہے وہ بے مثال ہے

کرتے ہیں رام پرورش وید و برہمن — ہے آج جن سے زیر فلک دھرم کا چلن
گائیں بھی خوش ہیں ان کو نہیں کچھ غم و محن — بھگتوں پہ دیوتاؤں پہ ہے لطف بے سخن

شکل بشر میں نور ازل آشکار ہے
غفار ہے رحیم ہے پروردگار ہے

بھائی ذرا تو دل میں کریں آپ فکر و غور — ہیں ذات کردگار نہیں رام کوئی اور
مدحت میں جن کی ایک زباں ہیں سبھی طیور — لازم ہے آپ کیجیے بس ترک ظلم و جور

خدمت میں ان کی چلیے کہ وہ ذی دستگاہ ہیں
مل جائے گی پناہ وہ عالم پناہ ہیں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

آزاد بے نیاز معین اور مہرباں — کیا کیا ہیں جمع ذاتِ مقدس میں خوبیاں
لیتے ہیں نامِ پاک جو انسان بے گماں — آفاتِ روزگار سے پاتے ہیں وہ اماں
وہ کون سے ہیں عقدے کہ جو حل نہیں ہوئے
غافل کب اپنے بندوں سے شاہِ زمیں ہوئے

واپس ہی کرنے میں ہے سیا کے مصالحت — ہرگز نہ کام آئے گی اپنے مخاصمت
شاہوں کو شاہوں سے ہے مناسب موافقت — واجب موافقت ہے نہ واجب منازعت
ہو التجا قبول یہی التماس ہے
دعوی درست اپنا ہے شاہد قیاس ہے

نانا نے بھی ابھی یہی بھیجا مجھے پیام — جس کو میں عرض کر چکا اے صحابہ کرام
تھا مالونت نام کا اک دیو نیک نام — دشمول سے وہ کہنے لگا سن کے یہ کلام
بھائی تو آپ کے یہ بڑے پختہ مغز ہیں
دیتے صلاح نیک ہیں کلمات نغز ہیں

بہتر ہے آپ رائے پر ان کی ہوں کاربند — تا حادثات دہر سے پہنچے نہ کچھ گزند
رائے ان صلاح کاروں کی ہو گی نہ سودمند — ہو جائیں گی یہ پست جو ہیں ہمتیں بلند
کیا ان کی ہستی اسپ ہوا پر سوار ہیں
حق آشنا نہیں ہیں خوشامد شعار ہیں

جب بات مالونت نے بھی اس طرح کہی — وبش کنٹھ بولا غصہ میں بھر کے کہ ہے کوئی
دربار سے نکال دو ان دونوں کو ابھی — دونوں کے ہے سروں میں ہوا اجل کی بھری
میرے عزیز ہو کے عدو کے رفیق ہیں
اچھے یہ بھائی بند ہیں اچھے شفیق ہیں

یہ سن کے مالوان تو اُٹھ کے چلا گیا — راون سے عاجزانہ ببھیکھن نے پھر کہا
آتا ہے دیکھنے میں یہی بے شک و ریا — جوہر ہے اتفاق کا یہ اختلاف کا
جس جا ہے اتفاق ہے عیش و طرب وہاں
جس جا ہے اختلاف ہے رنج و تعب وہاں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

صاحب خرد کو اتنی نہیں ہٹ بھی ہے روا — لازم ہے امتیاز ہو دشمن کا دوست کا
سیتا ہیں نِش چروں کے لئے صورت قضا — بہتر ہے احتراز یہ سودا ہے ناسزا

ہم سب کی بہتری ہے بھلائی سے آپ کی
ہوتی ہے دل کو پاس رکھائی سے آپ کی

ہر چند دست بستہ ببھیکھن نے بار بار — سمجھایا اونچ نیچ سے آگاہ بھی کیا
دشمنوں کے نہ دل کو گوارا مگر ہوا — اپنے لئے وہ آب بقا سمجھا سنکھیا

اٹھا غضب میں بھر کے وہ دیوانوں کی طرح
پیش آیا چھوٹے بھائی سے بے گانوں کی طرح

کہنے لگا جھڑک کے کہ نادان ناسمجھ — کر غور اور دل میں تو اپنے ذرا سمجھ
ساونت کون مجھ سا ہے رہ زن دغا سمجھ — ہمت رفیق کس کی ہے اور آشنا سمجھ

طاقت نے میری کس کو نہیں زیر کر دیا
کس کے نہ سر کو پال تہ شمشیر کر دیا

نکلا نہ تجھ سے کام کوئی حسب مدعا — ہر دم پڑے پڑے رہا ٹکڑے ہی توڑتا
میری بہادری کا نہ چرچا کبھی کیا — رجحان دشمنوں ہی کی جانب رہا ترا

لنکا میں رہ کے تپسیوں سے میل جول ہے
کہتے ہیں سچ کہ ڈھول کے اندر تو پول ہے

بہتر ہے مل انھیں سے تو اب جا کے نابکار — یہ رائے دے انھیں کو انھیں کا ہو دوستدار
مدحت سرا ہے جن کا تو ہر لیل ہر نہار — جن کے بیان کرتا ہے اوصاف بار بار

یہ کہہ کے اس کو ضرب لگد سے اٹھا دیا
ظالم نے دل سے نقش محبت مٹا دیا

ہر چند لات کھائی ببھیکھن نے بے سبب — لیکن لپٹ کے پاؤں سے راون کے باادب
بولا جو آپ نے کیا بھائی بجا ہے سب — مثل پدر ہیں آپ میں کہتا ہوں پھر بھی اب

انجام بد ہے رکھئے کدورت نہ رام سے
منہ موڑیئے نہ طاعت شاہِ انام سے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ہے صاف باطنوں کا یہ دستور بالیقیں دشمن سے بھی وہ دل میں نہیں رکھتے بغض و کیں
تندی ہو جو کلام میں کچھ ان کو غم نہیں ہوتے نہیں کسی سے وہ زنہار خشم گیں
ہر دم مثالِ آئینہ دل ان کا صاف ہے
پروائے آشتی نہ خیالِ مصاف ہے

القصہ اس دلیر نے لی آسماں کی راہ ہمراہ اس کے چار مصاحب تھے خیر خواہ
سب کو سنا کے بولا کہ اب میں ہوں بے گناہ جاتا ہوں جانبِ درِ شاہِ جہاں پناہ
ہو تم ار نہ معترض کوئی میری خطا نہیں
یارو تمہاری رہنے کے قابل سبھا نہیں

لنکا سے جب ببھیکھن عالی ہمم چلا کیا ساتھ ساتھ لشکر جاہ و حشم چلا
پڑھتا دعائے فتح دعا کا علم چلا اقبال دست بستہ قدم با قدم چلا
دولت جلو میں فرق پہ ظلِ الٰہ تھا
اس شان سے ہوا پہ رواں کج کلاہ تھا

جاتا تھا اپنے دل میں وہ کرتا ہوا خیال اب شک نہیں کہ آگیا اس راج کو زوال
مغرور بے خبر ہے جو دیش موں بد سگال ہوگا وہ ساتھ بھائیوں بیٹوں کے پائمال
درباریوں کی عقل بھی سب سلب ہوگئی
زہر آب ان کی تیرگیِ قلب ہوگئی

دنیا میں دیرپا نہیں دورِ ستم گراں دو چار روز اور ہے جورِ ستم گراں
مذموم ہے طریقہ و طورِ ستم گراں بے منفعت ہے کوشش و غورِ ستم گراں
جو چاہ کھودتے ہیں وہی پہلے گرتے ہیں
یوں ڈوبتے ہیں وہ کہ نہیں پھر وہ ترتے ہیں

صحبت سے عاقلوں کی انھیں اجتناب ہے اُن کا ہر ایک کام جہاں میں خراب ہے
ان کے دلوں میں روز نیا انقلاب ہے یارائے ضبط ہے نہ تحمل کی تاب ہے
مطلب نہ علم سے ہے نہ فہم و خرد سے کام
اپنی ہی دھن میں مست ہیں ہے شر و بد سے کام

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

گردش سے ہے نجات کہاں آسمانوں کو ملتا کہیں ہے چیں مضرت رسانوں کو
رہتی ہے بے دلی ہی غضب قہرمانوں کو ہے خواب خوش محال بہت ظلم رانوں کو

ثمرہ ہے بد کا بد ہی نہیں اشتباہ ہے
ہر دم بھنور میں کشتیٔ صاحب گناہ ہے

رہتا نہیں ہے کچھ حق و باطل میں پھر شعور آجاتا ہے جو عقل میں انسان کی فتور
بے دانشی رفیق ہے دل سوز ہے غرور ہو جاتا ہے وہ راہِ صداقت سے کوسوں دور

جانا کدھر ہے جاتا کدھر ہے خبر نہیں
پست و بلند راہ سے مطلق خطر نہیں

یہ نازنہ ہے زمانے میں میرا نہیں بدل ہے بھائی جان کا تو یہی حال آج کل
دل بدعت آشنا ہے نہیں نیک ہے عمل دولت کئے ہے اندھا بصارت میں ہے خلل

لانا سیا کا موجب آلام ہو گیا
صیاد آہ آپ تہہ دام ہو گیا

قائم جو سلسلہ نہ رہا مدعا غرض پھر دل سے یہ خطاب کیا تجھ کو کیا غرض
کوئی کسی کا دوست نہیں ہے بلا غرض بھائی نے آنکھ پھیر لی جب واسطا غرض

سچ یوں ہے اب تو سچ کا زمانہ نہیں رہا
سب غیر ہی ہیں کوئی یگانہ نہیں رہا

ہوگا اسی کے فضل و کرم سے مرا نباہ جاتا ہوں جس کے پاس میں اب طالب پناہ
بے شبہ سب پہ رہتی ہے الطاف کی نگاہ یکساں ہیں جس کے در پہ گدا اور بادشاہ

ذرہ نواز شاہ اودھ ہیں عجب نہیں
مل جائے آج وہ مجھے جس کی طلب نہیں

کونین کو ہے جن کی بزرگی پر افتخار دیکھوں گا آج وہ قدم پاک کردگار
ہوتا ہے جن کی لالی پہ رنگ حنا نثار جو ہیں کہیں کنول سے لطافت میں خوشگوار

راحت رساں ہیں بھگتوں کے مسجود خلق ہیں
حاجت روا ہیں اور وہ معبودِ خلق ہیں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ٹھوکر سے جن کی ہو گئی انسان اہلیا   گوتم کی بد دعا سے جو پیکر تھی سنگ کا
ہیں شیو کے دل سے مان سروور میں جلوہ زا   رہتی ہے جن کی ایک سی شام و سحر فضا
کس پر جہاں میں ان کی فضیلت عیاں نہیں
کیا کہہ سکے زباں کہ مجالِ زباں نہیں

ہیں محو جن کے دھیان میں سیتا سی خوش صفات   جن کے طفیل سے ملی ماریچ کو نجات
بھرتی ہے جن کے فیض کا دم ساری کائنات   جن پاؤں کی کھڑاؤں کو سمجھے بھرت حیات
اُن قدموں کی کروں گا زیارت خوشا نصیب
کیا ساتھ میرا تو نے دیا مرحبا نصیب

یوں دل میں سوچتا ہوا وہ صاحب شرف   جا پہنچا شاد سمندر کے اس طرف
دیکھا کھڑی ہیں بانروں کی فوجیں صف بصف   اذنِ دغا جو ملتا نہیں مل رہی ہیں کف
اک غلغلہ ہے شہ کے قدم پر نثار ہیں
جاں باز ہیں مطیع ہیں ہم حق گزار ہیں

ناگاہ بانروں نے جو کی اس طرف نظر   دیکھا کھڑے ہیں پانچ نشاچر جھکائے سر
سمجھے پیام بر ہیں یہ دشمن کے سر بسر   حال ان سے پوچھ کے شہ میموں کو کی خبر
راون کا بھائی رام سے ملنے کو آیا ہے
آثار کہہ رہے ہیں فلک کا ستایا ہے

سگریو نے یہ بانروں سے سُن کے ماجرا   کی عرض بادشاہِ اودھ سے کہ خسروا
راون کا بھائی ہو کے برادر سے کچھ خفا   آیا ہے وہ حضور سے ملنے کو ہے کھڑا
فرمایا سُن کے شہ نے کہو کیا صلاح ہے
ملنا مباح ہے کہ نہ ملنا مباح ہے

بولا حضورِ نِش چروں کا اعتبار کیا   آتے کبھی نظر ہیں کبھی ہیں یہ لاپتا
ہیں صنا فریب یہ ہیں مطلب آشنا   جس شکل میں یہ چاہیں نمایاں ہوں برملا
چالیں سمجھ میں آتی نہیں بد شعاروں کی
رہتی ہے عقل دنگ یہاں ہوشیاروں کی

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ممکن ہے بھید لینے ہی آیا ہو یہ یہاں — کرتا ہے اپنے راز کو اس چال سے نہاں
دکھلاتا ہے یہ آپ کو مظلوم و ناتواں — ہے آپ کی جناب میں اب طالب اماں

بہتر ہے باندھ رکھیے اسے قید کیجیے
آئے جو صید آپ نہ کیوں صید کیجیے

شہ نے کہا اگرچہ یہ ہے رائے باصواب — لیکن جدا ہی رہتا ہے اپنا یہاں حساب
آتا ہے جو اماں میں مری خانماں خراب — کرتا ہوں اپنے لطف سے دور اس کا میں عذاب

ہمت کا اقتضا نہیں اس کے خلاف ہو
ہو آشتی کسی سے کہ جنگ و مصاف ہو

نقصان کا جو رکھتے ہیں اپنے بشر خیال — سنتے وہ مستغیثوں کا مطلق نہیں ہیں حال
تیرہ ہیں قلب رکھتے ہیں وہ شیوۂ رذال — صحبت سے ان کی کرتے حذر ہیں نکو خصال

مطعونِ روزگار ہیں رسوا ہیں خوار ہیں
راحت سے دور رنج و الم سے دوچار ہیں

ہے مرتکب جو قتلِ برہمن کا بھی بشر — آیا پناہ میں تو ہوا پاک سر بسر
صاحب گناہ کتنا ہی انسان ہو اگر — داخل ہوا غلاموں میں پرسش سے ہے نڈر

ہوتا مگر ہے خاصہ صاحب گناہ کا
طالب وہ زینہار نہیں میری جاہ کا

جس کا جہاں میں دل ہے کدورت سے آشنا — وہ میرے نام و ذکر سے ہے دور بھاگتا
جس کا مثال آئینہ ہے قلب باصفا — موجود مجھ کو دیکھتا ہے وہ ہر ایک جا

لیکن عزیز دل نہیں صاحب ریا مجھے
مد نظر ہمیشہ ہے صدق و صفا مجھے

مانا کہ بھید لینے ہی آیا ہے خوش سیر — نقصان کچھ نہیں ہے مرا کچھ نہیں خطر
آپ آتا مجھ سے ملنے جو لنکا کا تاج ور — کر دیتا بند غم سے رہا اس کو سر بسر

صاحب تواں ہے لچھمن عالی مکاں مرا
ہے من چلا جہاں میں غضب نوجواں مرا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

آیا جو واقعی ہے وہ بے لوث دل حزیں آنکھوں میں اور دل میں جگہ دوں گا شک نہیں
کیا تاب ہے گزند جو پہنچا سکیں یہیں دونوں طرح یہ بات ہے تصدیق بالیقیں
لے آؤ جلد نشِ چر فرخندہ فال کو
کر دوں گا دور آج میں رنج و ملال کو

سنتے ہی حکم ہو گیا ہنومت شادماں انگد کو ساتھ لے کے بہ عجلت ہوا رواں
پہنچا جہاں کھڑا تھا وہ مظلوم آسماں فرمانِ شہ سنا کے لگا کہنے مہرباں
آئیے جو آپ دل کو مسرت بڑی ہوئی
آقا کو بھی ہمارے نہایت خوشی ہوئی

آخر چلا وہ ساتھ ہنوماں کے سوئے رام دیکھا یہ اس نے جلوہ فگن ہیں شہِ انام
بائیں طرف ہیں شاہ کے سوستر نیک نام ہے ارد گرد بانروں خرسوں کا ازدحام
جلوے سے کوشلیش کے حیران رہ گیا
اک ٹکٹکی سی باندھ کے مہمان رہ گیا

بازو ہیں لمبے سینہ کشادہ بلند قد آنکھیں وہ جن سے دور ہمیشہ ہے چشم بد
چہرے کی آب و تاب سے ہے کام دیو رد کاندھوں کی شانے سے ہے عیاں قدرتِ احد
حسنِ ملیح کانِ ملاحت کی جان ہے
جس پر نثار شام و سحر کل جہان ہے

آیا نظر وہ جلوہ جو دیکھا نہ تھا کبھی حل ہو گیا وہ عقدہ جو سلجھا نہ تھا کبھی
ہاتھ آیا وہ شرف جسے پایا نہ تھا کبھی چمکا وہ نجم بخت کہ چمکا نہ تھا کبھی
کیفیت اس دلیر کی اس دم نرالی تھی
آنکھوں میں تھی نمی تو بدن پر پھریری تھی

اک دم رہا سکوت میں وہ طالب اماں تسکین دے کے دل کو ہوا پھر گہر فشاں
اے کوشلا کے جان و جگر خالقِ جہاں ہیں آپ دست گیر گنہ بخش بے گماں
دشمنوں کا میں بھائی ہوں اہل قصور ہوں
ہوں قوم نشِ چراں سے صداقت سے دور ہوں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کرنا گنہ ہماری تو طینت کا ہے خمیر   ہوتا ہے کشت و خون جہاں روز و شب کثیر
رکھتے ہیں یوں عزیز ستم ہم سیہ ضمیر   ہو جیسے شپّروں کو شبِ تار دلپذیر
آیا ہوں شہرۂ حُسن کے پناہِ حضور میں
بخشیں مجھے جو آئے نگاہ حضور میں

یہ کہہ کے بہر سجدہ بھبیکھن جو جھک گیا   جوشِ خوشی میں جلد اٹھے شاہ ذی عطا
تھیں عاجزانہ اس کی وہ باتیں جو دلربا   اک بار اپنا کر لیا بیگانہ گو وہ تھا
لچھمن کے ساتھ مل کے بٹھایا عزیز کو
سینے سے بار بار لگایا عزیز کو

پھر دوستانہ کہنے لگے خسروِ زماں   رہتے ہو خیریت سے کہو میرے مہرباں
لنکا قیام کرنے کے قابل نہیں ہے یاں   کرتے ہیں کیا کیا بدعتیں اہل خطا وہاں
ان دشمنوں میں بھائی گزرتی ہے کس طرح
صحبت وہ رات دن کی ٹھہرتی ہے کس طرح

یوں تو تمہارے حال کی سب ہے مجھے خبر   نامنصفی سے تم کو ہے اے مہرباں حذر
ہے راستی پسند طبیعت بھی سر بسر   شام و سحر ہے بہتریٔ خلق پر نظر
انجام بیں ہو صادق الاقرار بھی ہو تم
شب زندہ دار واقفِ اسرار بھی ہو تم

خالق جسے کہ صاحبِ علم و ہنر کرے   لازم ہے اس کو صحبتِ بد سے حذر کرے
جھیلے عذاب رنج و الم میں بسر کرے   بدباطنوں سے ربط نہ لیکن بشر کرے
جس کے عمل ہیں نیک سبک دوش ہے وہی
غفلت شعار جو نہیں ذی ہوش ہے وہی

کی عرض اس نے سن کے کہ اے داورِ جہاں   جس پر نظر ہے آپ کی ہیں آپ مہرباں
اس کے لیے ہے گردشِ افلاک سے اماں   خاکِ قدم کے فیض سے ہوں آج شادماں
جب تک بھجن نہ آپ کا اپنا شعار ہو
ممکن نہیں کہ دل کو بشر کے قرار ہو

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

جب تک کہ آپ خانۂ دل میں مکیں نہ ہوں — ممکن ہے دل میں حرص و ہوس جاگزیں نہ ہوں
فکریں جہاں کی موجب غم بالیقیں نہ ہوں — یہ ولولے شباب کے پہلو نشیں نہ ہوں

بے گنتی حادثات ہیں اک جان کے لیے
کیا کیا نہ سدّ باب ہیں ایمان کے لیے

اے رام آپ ہوتے ہیں جب دل میں جلوہ گر — چھٹکارہ مخمصات سے پا جاتا ہے بشر
آسیب فکر اور مرض تینوں سر بہ سر — کر جلتے ہیں بہ خاطر انساں سے پھر سفر

آیا جو اس جناب میں میں پاک ہو گیا
دفتر مرے گناہوں کا سب چاک ہو گیا

کرتا کبھی ہوں خود پہ کبھی بخت پر نگاہ — یعنی ہوں ایک بندۂ ناچیز و روسیاہ
مجھ سے کوئی نہ کام ہوا نیک جز گناہ — بھولے سے بھی پسند نہ کی میں نے نیک راہ

اب وہ سروپ مجھ کو گلے سے لگاتا ہے
جو دھیان میں نہ رشیوں کے زنہار آتا ہے

فرمایا شہ نے ہے یہ طبیعت کا اقتضا — کہتا ہوں صاف صاف نہیں شبہ ہے ذرا
آگاہ ہے بھشنڈ مری خو سے ہیں آشنا — رہتا در پناہ ہے ہر دم کھلا ہوا

کیسا ہی کوئی شخص ہو اہل خطا یہاں
کرتا بحل ہوں اس کو اگر آ گیا یہاں

اپنی مثال اس کو بناتا ہوں بالیقیں — دل اس کا مثل آئینہ ہو جاتا ہے مبیں
لالچ جہاں میں جس کو زر و مال کی نہیں — مستغنی اس سے ہے کہ طلا فسر و نگیں

بے گانہ دش سے ہے الفت خویش و تبار سے
رکھتا نہیں ہے واسطہ عزّ و وقار سے

شادی و غم ہو امن و خطر ہو ہے بے نیاز — ارمان و آرزو و غرض سے نہیں ہے ساز
رہتا ہے صدق دل سے مری رہ میں یکہ تاز — تکیہ ہے میری ذات پہ رحمت پہ میری ناز

ایسے بشر کا یوں مرے دل میں قیام ہے
جیسے حریص کو ہوس زر مدام ہے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

بھائی مبالغہ نہیں کرتا ہوں میں ذرا تم پر تمہارے وصفوں کے باعث ہوں میں فدا
تم ایسے سنتوں کی ہوں صحبت میں مبتلا وحدت کو چھوڑ کے میں ہوا کثرت آشنا

جو میرے اس سروپ کے شیدا ہیں شاد ہیں
وہ جان سے عزیز ہیں میری مراد ہیں

فرمایا یوں جو رام نے خوش ہو گیا جری سمجھا اسے وہ اپنے لیے عین بہتری
کی عرض سب یہ آپ کی ہے بندہ پروری ذرّے کی پیشِ مہر ہے کیا جلوہ گستری

تھی دل میں پہلے ایک تمنّا بھی اب نہیں
بھگتی کو چھوڑ کے مجھے کوئی طلب نہیں

سب آپ پر ہے حالِ بد و نیک آشکار کیا عرض بار بار کروں میں خطا شعار
کچھ بن پڑی نہ مجھ سے اطاعت ہوں شرمسار لیکن حضور میں ہوں معافی کا خواستگار

ہے آرزو کہ مجھ سے نہ اب یہ قدم چھٹیں
گو بال بچے دولت و ملک ایک دم چھٹیں

یہ کہہ کے چومنے لگا وہ شاہ کے قدم جوشِ وفا کا دل میں تلاطم تھا دم بدم
خوش ہو گئے کمال شہنشاہ ذی حشم بولے کہ چاہتے نہیں گو دولت و خدم

لیکن ہمیں بھی اپنی سخاوت کا پاس ہے
انصاف و حق پسند دل حق شناس ہے

یہ کہہ کے قشقہ ماتھے پہ فوراً لگا دیا لنکا کا راج بندہ کو اپنے عطا کیا
پہلو میں اپنے صورتِ دل میں بٹھا لیا خوش ہو گیا برادرِ دشمن مُول بار یا

گردوں سے اس خوشی میں گل افشانیاں ہوئیں
بذل و عطائے شہ کی ثنا خوانیاں ہوئیں

حاصل ہوا تھا شیو سے جو راون کو اقتدار تھا یہ سبب کئے تھے دسوں اس نے سر نثار
ہے بے سبب یہاں تو مگر لطفِ شہریار کیا ہو گیا نہال بھبیکھن سا نام دار

اس در کو چھوڑ کے نہیں یا رب اماں کہیں
پائے گا چین کیا کوئی جائے جہاں کہیں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ہے یک زبان و متفق الرائے کُل جہاں ۔ شہ کی جناب وہ ہے زمانہ ہے کا سراں
کس کی مجال ہے جو فضیلت کرے بیاں ۔ خاموش اے فراقی خوش گو و نکتہ داں

جائے ادب ہے خامہ کے مانند سر جھکا
مقبول بارگہہ ہوا جس دم بشر جھکا

پھر نور چشم شاہ اودھ نے بصد وفا ۔ سگریو جامواں بھبیکھن سے یہ کہا
ہاں بھائیو صلاح ہے تم سب کی اس میں کیا ۔ طے کس طرح ہو اب یہ سمندر کا راستا

اس میں نہنگ بھی ہیں نہاں کوہ سار بھی
ہے طول اور عرض کا مشکل شمار بھی

کی التماس شہ سے بھبیکھن نے با ادب ۔ اے رام آپ چاہیں تو دریا ہو خشک سب
دکھلائے تیر آپ کا قدرت کو اپنی اب ۔ بہتر مگر ہے کیجئے جو راہ کی طلب

اس کی بنا ہے آپ ہی کے خاندان سے
عظمت کا مستحق ہے اسی آستان سے

فرمایا سُن کے رام نے ہے مصلحت یہی ۔ ایسا ہی میں کروں گا نہیں اس میں شک کوئی
لچھمن نے یہ پسند نہ لیکن صلاح کی ۔ بھائی سے بولے آپ سے یہ عرض ہے مری

ہرگز نہ دیر اے شہ شاہاں لگائیے
ہو خشک بحر شور وہ پیکاں لگائیے

کرنا سوال اپنے لئے ننگ و عار ہے ۔ کم ہمتوں کا بزدلوں کا یہ شعار ہے
کیا اصل بحر شور کی ہے کیا وقار ہے ۔ کیوں التجا لیت و لعل ہے کیا انتظار ہے

صاحب ہم کو کوشش و تدبیر چاہیے
زنہار یوں نہ کام میں تاخیر چاہیے

سُن کے یہ مسکرائے شہنشاہِ بحر و بر ۔ فرمایا لکشمن سے کہ اے راحت جگر
کہتے ہو تم جو بات وہی ہو گی سر بسر ۔ یہ کہہ کے پہنچے ساحلِ دریائے شور پر

آسن لگا کے بیٹھ گئے ڈنڈوت بجی کی
تھا پیر جو گھرانے کا وہ مکرمت بجی کی

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

لنکا سے جب چلا تھا بھبیکھن کا کارواں ۔ راون نے دو روانہ کئے تھے خبر رساں
تھے بانروں کے بھیس میں وہ راکشس نہاں ۔ دیکھا انھوں نے آ کے یہاں کا جو یہ سماں
ان کے دلوں سے دُور عداوت کی بو ہوئی
قرباں ہوں پائے رام پہ یہ آرزو ہوئی

بھولے تھے خود کو دل میں تھی رگھناتھ جی کی یاد ۔ پھرتے تھے بانروں کے وہ لشکر میں شاد شاد
اس دم دلوں میں ان کے نہ تھا کینہ و عناد ۔ کہتے تھے واہ کیا ہے شہنشہ کا عدل و داد
جو آ گیا وہ پاک گناہوں سے ہو گیا
اس کا بلند مرتبہ شاہوں سے ہو گیا

جب بانروں پہ کھل گیا ان شش چروں کا حال ۔ لائے اسیر کر کے انھیں وہ سعید فال
سگریو سے یہ عرض کی اے شاہِ خوش خصال ۔ مخبر عدو کے دونوں ہیں یہ صاحب ضلال
کیا حکم ان کے واسطے ہوتا حضور ہے
تعزیر کچھ نہ کچھ تو مناسب ضرور ہے

سگریو نے یہ سن کے معاً حکم دے دیا ۔ بد شکل کر کے ان کو یہاں سے کرو رہا
پایا جو حکم بندر دینے لگے سزا ۔ دانتوں سے ناخنوں سے انھیں خستہ تن کیا
لشکر کے ارد گرد پھراتے تھے بار بار
تالی بجا کے ناچ نچاتے تھے بار بار

جب ناک کان ان کے لگے کاٹنے جواں ۔ بولے جو یہ سزا ہمیں دے گا کوئی یہاں
دیتے ہیں اس کو ہم قسم شاہ دو جہاں ۔ ہم بے قصوروں پہ ہے عبث جور بیکراں
فریاد ان کی سن کے لکھمن نے چھڑا دیا
انصاف اور رحم کا شیوہ دکھا دیا

پھر ان کو اپنے پاس طلب کر کے یہ کہا ۔ راون سے کہنا دے کے یہ تم دونوں خط مرا
سیتا کو بھیج ہوگا اسی میں ترا بھلا ۔ ہستی کو تیری ورنہ مٹا دے گی اب قضا
حاضر تو پیش شاہ جلالت مآب ہو
ایسا نہ ہو کہ تجھ پہ نزولِ عذاب ہو

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

لچھمن کو سجدہ کر کے چلے دونوں شادماں   تھے اپنے دل میں لچھمن و رگھبر کے مدح خواں
پہنچے جو پاس خسروِ لنکا وہ پہلواں   پاؤں پہ سر جھکا کے ہوئے مُہر بر زباں
ڈرتے تھے راست کہنے پہ راجہ بگڑ نہ جائے
بیٹھے بٹھائے جان مصیبت میں پڑ نہ جائے

شُک سے کیا یہ ہنس کے دشگر یونے سوال   کیا بات ہے جو دل کو ترے ہے غم و ملال
کچھ مُنہ سے بولتا ہے نہ کرتا بیاں ہے حال   بھائی کا میرے کیا ہوا جا کے وہاں مآل
لنکا کا راج ترک جہالت سے کر دیا
راہِ غرور و کبر میں ناداں نے سر دیا

افسوس اس کی موت کا اب وقت آ گیا   ہو جائے گا وہ غلّے کا گھن پائے گا سزا
کیا رنگ ڈھنگ بانروں غرسو کا ہے بتا   لنکا میں جن کو گھیر کے لے آئی ہے قضا
جل جائیں گے وہ آتشِ قہر و عتاب سے
پہنچے گا کچھ نہ فیض سمندر کے آب سے

ہاں تپسیوں کا حال تو پہلے سنا ہمیں   جو اپنے حق میں جال لئے ہیں قضا ہمیں
آتا نظر ہے کچھ تو پریشان سا ہمیں   ہر ایک واقعے سے تو کر آشنا ہمیں
شہرہ ہمارا سن کے ہیں ٹھہرے کہ چل دیئے
کیا ہیں ارادے جنگ کے یا اب بدل دیئے

کی التماس شُک نے اے آقائے ذوالجلال   جس لطف سے کہ آپ نے پوچھا ہے مجھ سے حال
ویسا ہی میرے کہنے کا بھی کیجئے خیال   غصے کو ترک کیجئے بس سوچئے مآل
بے کار عقل رہتی ہے اہل عتاب کی
کچھ سوجھتی نہیں ہے عذاب و ثواب کی

پہنچا جو ہیں حضور میں شہ کی بھبیکھن آج   رگھوبنس من نے دے دیا لنکا کا اس کو راج
کیا جود اور داد ہے کیا خلق کیا مزاج   ہے بندہ پروری کا اک ادنیٰ جہاں رواج
لیکن یہ بانروں نے نہایت بُرا کیا
مخبر ہمیں سمجھ کے اسیر جفا کیا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

سوگند پائے رام نہ دیتا تو بالضرور — سالم نہ ناک کان مرے رہتے اے حضور
لشکر پڑا ہے بانروں ریچھوں کا دور دور — سب ہیں شجاع و پیل تن و صاحب شعور
جس نے جلا کے دم میں یہ لنکا تباہ کی
گنتی دلیروں میں نہیں اُس کج کلاہ کی

کیا کیا ہیں ان کے نام کہاں تک کروں بیاں — انگد مہندر نیل و نل و گو سے پہلواں
بکٹاش و دودھ مکھ اور سُبید صنا تواں — کیہر گمند یہ سارے ہیں نام آور جہاں
سگریو ہنومنت سے کچھ کم نہیں ہیں یہ
جنگ آزما عدو کش و اہل کیں ہیں یہ

سب سے بڑی یہ بات ہے حامی جو رام ہیں — ڈرتے نہیں ہیں جنگ کے طالب مدام ہیں
ان سب کا ہے یہ قول کہ شہ کے غلام ہیں — میداں سے کیا ہٹیں گے شجاع نام ہیں
پروا نہیں ہے مل کے دو عالم اگر لڑیں
ہتھیار ہم اٹھائیں نہ سینہ سپر لڑیں

ایسا نہیں ہے ایک بھی لشکر میں سورما — جو ہو سکے نہ آپ پہ غالب دم وغا
کہتے ہیں بادشاہ اودھ دیں اگر رضا — پی جائیں بحر شور کو ہم بے شک و ریا
یا پتھروں سے پاٹ دیں اس کی اساس کو
نیچا دکھائیں دشمن ناحق شناس کو

آقا ہے شہ کی عظمت و شوکت کا ذکر کیا — چاہیں تو آب خشک ہو سب بحر شور کا
کچھ دل میں مشورے سے بھبیکھن کے آگیا — کرتے ہیں راستے کی سمندر سے التجا
شاہوں کی مصلحت کو سمجھنا محال ہے
جود و عطا کبھی کبھی قہر و جلال ہے

دشمکھ نے یہ ہنس کے کہا شک سے بے خبر — بڑھ بڑھ کے کیوں تو بولتا ہے جھوٹ اس قدر
احوال مجھ پہ کھل گیا رگھبر کا سر بسر — کیا ان میں زور و علم ہے کیا دانش و ہنر
مچلے ہیں بحر شور سے طالب ہیں راہ کے
ہارتے ہی وہ تیر سے ہیں ذی دست گاہ کے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

سگریو جس کا دوست بچھمن مشیر ہو   کیوں کر نہ پھر وہ مالک تاج و سریر ہو
جرّار بردبار عقیل و امیر ہو   انجام بیں ہو اہل قلم ہو بصیر ہو

کرتا اسی بنا پہ ہے تو بار بار مدح
جھوٹا ہے تو، ہے جھوٹی تری بے شمار مدح

شک کو بھی اس سخن سے ذرا غصہ آ گیا   لچھمن کا خط نکال کے بس پیش کر دیا
ظالم نے بائیں ہاتھ سے اس خط کو لے لیا   بولا یہ پیش کار سے پڑھنا اسے ذرا

کھلتے ہی خط کے شوخیٔ تحریر کھل گئی
مضمون ہر بہ تہر کی تفسیر کھل گئی

یعنی دمِ بہار ہے غافل چمن میں آ   بھائی کی طرح تو بھی ہماری سرن میں آ
کر صاف دل کا آئینہ اس انجمن میں آ   نخوت جو مقتضی نہ ہو اس کی تیدن میں آ

تجھ کو تبہ کرے گی سخن پروری تری
ناداں سمجھ یہ باتیں ہیں سب سرسری تری

بے فائدہ غرور ہے بے کار بغض و کیں   چھوٹیں گے کوشلیش کے جب تیر آتشیں
کنبے کے ساتھ ہوگا ترا حال یوں لعیں   جیسے پتنگے دیتے ہیں جاں شمع کے قریں

بھونرے کی طرح عشق کا سرمایہ دار ہو
شہ کے کنول سے قدموں پہ غافل نثار ہو

بہتر ہے یہ کہ ہو مرے لکھنے پہ کار بند   آئے گی آڑے حق میں ترے صورت یہی پند
پہنچیں گے ورنہ دل کو ترے لاتعد گزند   فریاد تیری پھر نہ کرے گا کوئی پسند

برچھا ہو لچھن و شیو ہوں بچا جائیں گے نظر
فریاد رس نہ ایک بھی یہ آئیں گے نظر

خائف ہوا یہ سن کے وہ دل میں ستم شعار   کہنے لگا یہ سب کے سنانے کو بار بار
ان دھمکیوں میں میں نہیں آنے کا زینہار   تحریر کا لچھمن کی نہیں وقر و اعتبار

گردوں کو چاہتے ہیں وہ چھونا پڑے پڑے
کرتے ہیں حوصلوں کو وہ دونا پڑے پڑے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

شکؔ نے کہا کہ سچ ہے یہ فرمانا آپ کا   لیکن مکرر آپ سے ہے میری التجا
اس مسئلے میں کیجئے کچھ غور پھر ذرا   اچھا نہیں ہے شہ سے عداوت کا حوصلا

گردوں شکوہ صاحب فر تاج دار ہیں
بیکس نواز بندوں کے وہ غم گسار ہیں

ملتے ہی پیش آئیں گے بالطف و التفات   بن جائے گی سب آپ کی بگڑی ہوئی یہ بات
مل جائے گی مواخذۂ جرم سے نجات   قائم یونہیں رہے گی یہ لنکا کی کائنات

بس بھیجئے سیا کو معافی بھی چاہیے
عذر گناہ کی کچھ تو تلافی بھی چاہیے

سیتا کا نام آیا جو شکؔ کی زبان پر   غصے میں اور بھر گیا اٹھا وہ اہل شر
ضرب لگد سے اس کو کیا خوار سر بسر   بے دل ہوا کمال وہ ذی فہم و خوش سیر

لنکا کو خیر باد کہا اور چل دیا
خدمت میں کوشلیش کی فی الفور چل دیا

کی عرض سر جھکا کے کہ اے چشمۂ عطا   تھا برہمن میں پہلے ریاضت کا شوق تھا
لیکن اگست منی نے یہ کار عجب کیا   دی بد دعا کہ جس سے نشاچر میں ہو گیا

خاک قدم حضور کی اکسیر ہو گئی
زائل دعائے بد کی وہ تاثیر ہو گئی

یہ کہہ کے شکؔ مکان کو اپنے چلا گیا   جس کی طلب میں آیا تھا پایا وہ مدعا
دل میں خیال کرنے لگے شاہِ خوش عطا   گزرے ہیں تین دن نہ ہوا کام کچھ مرا

دیتا نہیں ہے راہ نہ آتا ہے بحر شور
مجھ کو یہ اپنی شان دکھاتا ہے بحر شور

بس آگیا جلال نظر کی سوئے لکھن   بولے کہ لانا تیر و کماں اے عزیز من
کرتا ہوں خشک ابھی میں سمندر کو بے سخن   تنبیہ لازمی ہے یہ دنیا کا ہے چلن

غرّہ ہے اس کو اپنی بہت دست گاہ پر
تنبیہ کے بغیر نہ آئے گا راہ پر

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ناداں سے عجز، بد سے وفا کا کرے بیاں　　صاحب ہوس سے آہ کہے حق کی داستاں
ترکِ جہاں کا ذکر حریصوں کے درمیاں　　کافر کے آگے وصفِ خدا و نبیِ دو جہاں

باتیں بشر کے حق میں یہ ساری ہیں اس طرح
شورہ زمیں میں بیج کا بونا ہے جس طرح

یہ کہہ کے بس کمان پہ چلّہ چڑھا لیا　　جوڑا جو تیر صاف قیامت ہوئی بپا
سینے میں بحرِ شور کے اک شعلہ سا اٹھا　　گھبرا گیا وہ تابِ اقامت نہ لا سکا

نکلا خودی کو چھوڑ کے آبِ عمیق سے
حاضر ہوا وہ برہمنوں کے طریق سے

ڈرتا ہوا وہ پاؤں پہ شہ کے ہوا نثار　　گزرانے طشتِ زر میں گہر ہائے آبدار
بولا خطا معاف ہو اے شاہِ ذی وقار　　آب اور آسمان زمین اور باد و نار

ان عنصروں کا جہل میں یکسر شمار ہے
اُپ وید اور وید سے بھی آشکار ہے

پانی سے لاکھ کیلے کو سینچے کوئی مگر　　کاٹے بغیر وہ کبھی لاتا نہیں ثمر
آقا یہی ہے حال رذیلوں کا سر بسر　　تنبیہ کے بغیر نہیں دیتے بار سیر

جو کچھ جہاں میں آج یہ پیشِ نگاہ ہے
سب قدرتِ حضور کی یہ دستگاہ ہے

جیسی رضا ہے آپ کی عبد کے لیے یہاں　　شاکر اسی رضا پہ ہے وہ اور شادماں
تنبیہ کی جو مجھ کو یہی مصلحت تھی ہاں　　ہے آپ ہی کی دی ہوئی عزت شہِ جہاں

ڈھول و رذیل جانور و زن جو چار ہیں
قابل سزا و زجر کے لیل و نہار ہیں

ہو جاؤں گا میں خشک اگر ہے یہی عتاب　　آقا اتر ہی جائے گی یہ فوج بے حساب
لیکن ہے دل کو اس لیے اس وقت اضطراب　　قائم رہے گی گوہرِ عظمت میں وہ نہ آب

بے شک اٹل یہ حکمِ شہِ ذوالکرام ہے
پھر بھی نگاہِ لطف کا طالب غلام ہے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

سن کے یہ عاجزانہ سخن رام نے کہا راضی ہوا میں تم سے مرا دل بھی خوش ہوا
تم جانتے ہو خوب عجب ہے مرا بکھیڑا تم بھی مدد کرو یہ ہی مدعا مرا

جس طرح فوج اُتّر سے وہ اب انتظام ہو
تم کو گزند پہنچے نہیں اور کام ہو

بولا وہ دست بستہ کہ اے صاحبِ عطا دی تھی کسی رشی نے نل و نیل کو دعا
جن پتھروں کو دونوں یہ چھوئیں گے اک ذرا مانندِ کاہ پانی پہ تیریں گے برملا

پل باندھنا ہے سہل نل و نیل کے لیے
قابل یہ دونوں شخص ہیں تکمیل کے لیے

حتی الوسع مدد کروں گا میں بھی وقتِ کار بندھ جائے گا حضور جو پل ہوگا یادگار
جوڑا ہے جو کمان میں پیکانِ شعلہ بار اُتّر کی سمت کیجیے اے رام اس کا وار

کہنے پہ بحرِ شور کے شہ نے عمل کیا
عقدہ جو مشکلات کا اس کے تھا حل کیا

دیکھا جو اس نے رام کے کس بل کو بے مثال تعریف دل میں کرنے لگا ہو گیا نہال
آیا جو بذل و بخشش و الطاف کا خیال اپنے کئے پر اس کو ہوا آپ انفعال

آخر وہ سجدہ کر کے نظر سے نہاں ہوا
لطف و کرم سے شہ کے بہت شادماں ہوا

مداحِ شہ ہوں فکر رسا ہے مری بلند جو مدح لکھیں اور سنائیں کیا پسند
عالم میں جو سنیں گے پڑھیں گے یہ چند بند ہوں گے نہ زیرِ چرخ فراقی وہ مستمند

ان پر رہیں گے رام و لچھمن مہرباں مدام
ہوں گے وہ بامراد و عزیزِ جہاں مدام

CC-0 In Public Domain. Digitized by eGangotri

لنکا کانڈ

لنکا پر آج شاہِ اودھ کی چڑھائی ہے — غم کی گھٹا دلوں پہ لعینوں کے چھائی ہے
برپا یہ تہلکہ ہے قیامت اُٹھ آئی ہے — چہرہ ہر اک سوار کا فق ہے ہوائی ہے
غایب حواس و ہوش ہیں صاحب حواس کے
جاری زباں پہ کلمے ہیں اندوہ و یاس کے

پھیلی ہے خاص و عام میں اک بے دلی عجب — اک عالم سکوت ہے سہمے ہوئے ہیں سب
اس قہر کی ہے اپنی ہی جور و جفا سبب — سمجھے نہ قہر ہوتا ہے قہار کا غضب
کھویا جہاں سے دولتِ دنیا کی چاہ نے
آخر دیا نہ ساتھ زر و زور و جاہ نے

جاتا رہا سروں سے وہ سودائے افتخار — آساں جان دینا نہیں رزمِ کارزار
کرتے مال پر ہیں نظر مردِ ہوش یار — سرشار ہیں یہ جامِ خودی سے خطا شعار
مذموم شیوہ زشت منش دل سیاہ ہے
عصیاں رفیقِ حال معیں خیر خواہ ہے

دنیا صلاحِ جنگ ہوا مارِ آستیں — جاں کو وبال سر پہ ہوا خودِ آہنیں
دشمن ہوئی خود اپنے لیے فکرِ بغض و کیں — آتا ہے آسماں نظر اب نہ اب زمیں
سوچے تھے کچھ ظہور میں آیا کچھ اور ہی
تھا مدعا کچھ اور ہی پایا کچھ اور ہی

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

حلقے میں ہیں گھرے ہوئے آفت کے اہل شہر ہیں سانپ کی زبانیں نہیں خنجر دو سر
ہے موت کی شریک محافظ نہیں سپر چار آئینے ہیں خانۂ مالک کے چار در

کہتی دلاوری ہے کہ میرا سلام ہے
ہمت پکارتی ہے کہ اب میرا کام ہے

انسان کاٹتا ہے وہی جو کہ بوتا ہے پچھتائے بھی جو بعد وہ کیا اس سے ہوتا ہے
آٹھ آٹھ آنسو اپنے نصیبے کو روتا ہے دنیا میں آپ عزت و توقیر کھوتا ہے

کنبہ قبیلہ کہتے سبھی ہیں بُرا کیا
سچ کہتے ہیں کہ ہم نے یہاں آ کے کیا کیا

آنا خیال کرتے ہنومان کا ہیں سب ادنیٰ وہ رام کا تھا فرستادہ خوش لقب
کیا کیا نہ اس نے کار نمایاں کئے غضب دیکھیں گے پیش آئے گا جو آگے آگے اب

بھائی کے ساتھ رام کی آمد کا شور ہے
ان سے مقابلہ کا بھلا کس میں زور ہے

تقدیر کی بدی کی نہ تھی مطلقاً خبر پڑتا ہے جھیلنا اُسے پڑ جاتی ہے جو سر
بے اختیار ہے نہیں مختار ہے بشر انجام پر نگاہ ہماری نہیں مگر

دس موں اپنی ٹیک سے باز آئے گا نہیں
لنکا کا ٹھاٹھ باٹ یہ رہ جائے گا نہیں

عورات میں بھی شور ہے الغیاث کا دہشت سے پتا پتا شجر کا ہے کانپتا
دیوار و در ہیں سکتے میں یہ ماجرا ہے کیا ہیں جان و مال ڈرے ہوئے وحشت میں مبتلا

چاروں طرف غضب کی ہے ہل چل مچی ہوئی
جینا ہوا حرام تبہ زندگی ہوئی

ایماں پکارتا ہے کہ ایماں کی راہ لو دربارِ کوشلیش میں جا کے پناہ لو
جاگیر و ملک و مال لو منصب لو جاہ لو جس سے بصارت آئے وہ نورِ نگاہ لو

کہتا ہے کفر اس کے نہ کہنے میں آنا تم
دیتی ہے یہ صلاح ضلالت نہ جانا تم

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

دوزخ کی ہے صدا مرے مہمانوں جلد آؤ   مالک کو انتظار مناسب نہیں دکھاؤ
دریا کا اچھا ہوتا نہیں روکنا بہاؤ   دریا ترا ہو کا بانروں ریچھوں کے تم بہاؤ
مردوں کا کام مارنا مرنا ہے جنگ میں
ان کو تو جینا جی سے گزرنا ہے جنگ میں
کھوئی ہوئی ہیں عقلیں ٹھکانے نہیں حواس   چھایا ہوا ہے رعب مری رام حق شناس
پہلو میں دل نہیں ہیں جو دیکھو کسی کے پاس   پژمردہ چہرے ہو گئے چھایا ہے ابر یاس
یاد آئے گا زمانہ نشاط و سرور کا
اس وقت پر کھلے گا یہ عقدہ غرور کا
ہے محو راگ رنگ میں لنکا کا تاجدار   کس سے چھڑی ہے جنگ نہیں فکر زینہار
ہوتا نہیں ہے نشۂ غفلت سے ہوشیار   سر میں ہوا سمائی ہے ہوں خصم اقتدار
ہم سر کسی کو اپنا وہ گردانتا نہیں
قادر ہے گو تشلا کا پسر، مانتا نہیں
دشمن کھڑا ہے سر پہ اجل بھی سوار ہر   مطلق اثر نہیں ہے دلِ نابکار پر
لیل و نہار نفس پرستی پہ ہے نظر   دیتا ہے جان لذتِ دنیا پہ سر بسر
غافل مآل سے ہے وہ دشمن مآل کا
آتا نہیں ہے یاد زمانہ ملال کا
معلوم ہوگا آج اگر کھیت پڑ گیا   دشرت کا لال ملکِ شجاعت کا بادشا
آتا ہے پار کر کے سمندر کا راستا   ریچھوں کا بانروں کا ہے ہمراہ قافلا
کیا کیا نہ منچلے ہیں جری ذی شعور ہیں
سب نشۂ دلیری و ہمت میں چور ہیں
اک اک جوان ان میں ہے شہ زور پیل تن   جرار سرفروش قوی بال صف شکن
طائر کی طرح اڑنے میں مشاق بے سخن   ٹھہریں مقابلہ میں نہ دیوان کوہ کن
ناخن، سلاح جنگ ہیں دم ہے کمان جنگ
ہیں دانت سخت اور نکیلے سنان جنگ

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ہتھیار بند جتنے ہیں یہ دُم دبائیں گے
میدانِ گیر و دار میں آڑے نہ آئیں گے
آئی بلا جو جان پر آنکھیں چرائیں گے
جینے کی آرزو میں نہ خنجر اٹھائیں گے
بڑھنے قدم نہ دے گی محبت عیال کی
ہو جائے گی کچھ اور ہی صورت خیال کی
کھینچیں گے جب کماں شہِ دشرت کے لاڈلے
کس کی مجال ہے کہ وہ آ جائے سامنے
شاہِ لعیں کے ہوں گے یہ پامال حوصلے
رنج و الم سے بدلیں گے پہلو نشاط کے
قادر ہے کون، کون ہے عاجز کھلے گا حال
کیا اس خودی کا ثمرہ ہے یہ خود کہے گا حال
آسان بحرِ شور میں پل باندھنا نہیں
اس تہہ کو پہنچیں گے وہ جو ہیں مردِ دور بیں
ہیں کارساز قادرِ مطلق شہِ زمیں
مختارِ خشک و تر ہیں دو عالم کے آفریں
ہر شے پہ ان کا قبضہ ہے زور اختیار ہے
باہر نہ حکم سے کوئی شے زینہار ہے
نازل ہوا جو قہرِ شہنشاہِ بحر و بر
مغرور بحرِ شور تھا آیا وہ راہ پر
لایا وہ پیش کش کو شہنشاہ کے گہر
طالب ہوا خطا کی معافی کا خوش سیر
آخر وہ لطفِ رام سے خوشنود ہو گیا
شایانِ عفو و بخشش معبود ہو گیا
غافل بشر ہے حیف وہ کرتا نہیں خیال
ہے ذاتِ پاک رام کی تو ذاتِ لایزال
خلقت انھیں کے فضل و کرم سے ہے فارغ حال
اوقات جن کے تیر ہیں جن کی کمان کال
یاد اس کی بھولنا نہیں زنہار چاہیئے
دل بادۂ خیال سے سرشار چاہیئے
اے شہسوارِ طبع شجاعت کا وقت ہے
اے رخشِ فکر سرعت و ہمت کا وقت ہے
اے خنجرِ زباں یہ سلاست کا وقت ہے
اے ناظمِ کلام فصاحت کا وقت ہے
لکھتا ہوں حال دگر عالی جناب کا
منظور پار کرنا ہے بحرِ پُر آب کا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

سگریو سے یہ کہہ رہے ہیں خسروِ انام / سمجھو تو دل میں یہ نہیں تاخیر کا مقام
دریا میں پل بنانے کا ہو جلد انتظام / ہو پار جس کی راہ سے سب فوج لاکلام

کی عرض جاموَنت نے کچھ التماس ہے
وہ التماس یہ شہِ معنی شناس ہے

نام آپ کا تو آپ ہی اک پل ہے اے حضور / بحرِ جہاں کو کرتے ہیں اس نام سے عبور
کیا بود کیا بساط سمندر کی کیا غرور / اس فاصلے کو ہم تو سمجھتے نہیں ہیں دور

ہو جائے گا عبور سمندر کا راستہ
ہے بانروں کے واسطے دم بھر کا راستہ

بولا یہ ہاتھ جوڑ کے پھر انجنی کا لال / لنکا کی فتح کا کیا تھا شہ نے جب خیال
دریائے شور میں نہیں اس وقت سے ابال / خود خشک دل کی آگ سے ہو کے ہوا نڈھال

آقا کے دشمنوں کے جو عورات روئے ہیں
قسمت کی طرح ان کے جو وارث ہیں سوئے ہیں

یوں اس میں پانی آ گیا لبریز ہو گیا / ورنہ یہ پہلے آپ کے آنے کے خشک تھا
علت میں ایک اور گرفتار یہ ہوا / اک بار شور ہو گیا تلخ اس کا ہے مزا

کبر و غرور کیوں نہ ہو اس کی سرشت ہیں
اچھی کہاں سے خصلتیں اس کی زشت ہیں

یہ سن کے مسکرائے شہنشاہِ روزگار / دیکھا بچشمِ لطف ہنومان کو ایک بار
پھر بولے جاموان کہ ہے عرضِ خاکسار / قابل ہے کون اس کے لیے حضرتِ پرافکار

واقف ہیں نیل و نل فنِ تعمیر سے حضور
یہ کام ہوگا ان کی ہی تدبیر سے حضور

یہ کہہ کے نیل و نل کو بلا کر رما کہا / کیا تم سے کہہ گیا ہے سمندر ابھی بھلا
جس سنگ کو چھوؤ گے نہ ڈوبیں گے وہ ذرا / دیں گے دکھائی پانی پہ ترتے وہ بلا

تم دونوں کے سوا نہیں یہ کام خیر کا
بنوانا پل کا یہ بھی ہے اک کام خیر کا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ہو جائے کام پل کا شروع آج سے ضرور　　حضرت کا حکم ہے یہی کہتے بھی ہیں حضور
فرمائیں گے تمہاری مدد شہرِ غیور　　آقا پہ ہو نثار تم اے صاحبِ شعور
اُجرت ملے گی وہ کہ جو عقبیٰ میں کام آئے
لینے کو آ گئے صاحبِ دارالسلام ہوئے

رگھناتھ جی کے حکم سے نل نیل نے معاً　　پل کا بنانا کر دیا آغاز بے سخن
لا لا کے سنگ دینے لگے خرس پیل تن　　اک دم پہاڑ ڈھونے لگے شاخوں کے ہرن
لیتے تھے مثلِ گیند کے نل نیل سنگ کو
رکھتے نہ تھے ذرا وہ توقف درنگ کو

دیتے تھے داد ہمت و مردی ہر ایک کو　　فرماتے تھے کہ رام کا ہے کام بھائیو
جانیں لڑا کے کام تم اس کام میں کرو　　ہنستے ہنساتے فرض کا انجام اپنے دو
راضی ہوا جو اپنا خداوند بن گئی
تقدیر سے خرابیٔ رنج و محن گئی

یہ سن کے اور ہوتے تھے سرگرمِ کار وہ　　لیتے تھے ایک بار اٹھا کوہسار وہ
تھے بردبار عاقل و ہمت شعار وہ　　آقا کے نام و کام پہ تھے جاں نثار وہ
کیا کیا نہ زور و طاقت و ہمت دکھاتے تھے
پتھر ہزاروں من کے اٹھاتے تھے لاتے تھے

لے کے وہ نامِ پاک شہنشاہِ ذی وقار　　جڑ سے اکھاڑ لیتے تھے پیڑوں کو ایک بار
دیتے تھے لا کے نیل کو نل کو وہ نامدار　　ہمت نہ ہارتے تھے نہ دل پر گراں تھا بار
مشغول اپنے کام میں نل نیل دونوں تھے
فن میں یگانہ صاحبِ تکمیل دونوں تھے

تعمیل ہو تو ہوئے خوش شہِ جہاں　　فرمایا مسکرا کے یہ اے شاہِ بانراں
یہ ارضِ پاک اور مقدس ہے بے گماں　　کیا اس کے میں فضائل اعلیٰ کروں بیاں
اس سرزمیں پہ چاہیے سجدہ ادا کرے
ذکر و ثنائے خالقِ ارض و سما کرے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

پوجا کروں میں شیو کی مرا دل ہے کہہ رہا — ہوں جمع ارد گرد کے زہاد و پارسا
کرنا نصب بھی ہے مجھے منظور لنگ کا — بالاتفاق سب نے کہا سُن کے ہے بجا

سگریو نے عمل کیا فرمانِ رام پر
خاص اہلِ کاروں کو کیا مامور کام پر

حاضر ہوئے حضورِ شہنشاہِ انس و جاں — زنار دار اہلِ ضمیر اور وید خواں
کی ڈنڈوت ہر ایک کو رگھوپت نے بے گماں — مرکوزِ دل جو تھا کیا ہر ایک پر عیاں

مائل بہ حق تھی طبعِ شہِ ماسوائے کی
سب نے دعائے خیر دی تائید رائے کی

جیسا حضور چاہتے تھے ان کی تھی رضا — آیا وہی ظہور میں بے چون و بے چرا
ہر اک نے اپنے فرض کو دل سے ادا کیا — وردِ زباں ہر ایک کے تھی وید کی رچا

فارغ ہوئے جو شیو کی پرستش سے کپیش
فرمانے یوں لگے دلِ بے غش سے کوشلیش

عاشق ہوں بشوناتھ کا طاعت گزار ہوں — ان کے تو نامِ پاک پہ جاں سے نثار ہوں
گو رتی کے بھی ہو فیضِ پرستش سے شاد کام — دشمن کا ان کے دوست نہیں زینہار ہوں

اپنا ہی بندہ کیوں نہ ہو دشمن سمجھتا ہوں
بد خواہ شیو کو دین کا رہزن سمجھتا ہوں

عاشق کو میرے چاہیے شیو کا بھی ہو غلام — مندر میں جائے شیو کے کرے ان کا احترام
گو رتی کے بھی ہو فیضِ پرستش سے شاد کام — راضی ہوں اس سے اس کا محافظ ہوں صبح شام

دیتے ہیں جس کو شیو اسے ملتا ہے عشقِ رام
شنکر ہی کے تو حصے میں آیا ہے عشقِ رام

شنکر میں اور مجھ میں نہیں فرق اک ذرا — ہے ایک بات یہ کہ نہیں ہر ایک جانتا
جو جانتا ہے وہ نہیں غفلت سے آشنا — کرتا ہے احترام مرا شیو کا ایک سا

اس کے لیے کھلے ہوئے ابوابِ خلد ہیں
مشتاق پیشوائی کو اربابِ خلد ہیں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

زائر کو اس مقام کے میں دوں گا اپنا گھر
گنگا کا جل چڑھائے گا لا کے کوئی اگر

ہو جائے گا کشاکشِ ہستی سے بے خطر
طاعت کرے گا شیو کی جو بے مدعا بشر

دونوں کی جس نے راہِ اطاعت قبول کی
دنیا میں اس نے دولتِ عقبیٰ حصول کی

شیو کا غلام ہو کے جو دشمن ہوا مرا
ناداں شیو کے رہتا ہے افضال سے جدا

رکھتا نہیں ہے سینہ کدورت سے وہ صفا
ہے صاف اس کے واسطے دوزخ کا راستا

ہر آفتِ جہاں سے مضر ہے پناہ ہے
آزادگی نصیب انھیں شام و پگاہ ہے

اس پل کا جو کریں گے نظارہ وہ بے گماں
دنیا کا طے کریں گے وہ دریائے بیکراں

حل ہوں گی ان کے واسطے دشواریاں یہاں
ان کی رہے گی رام کی رحمت نگاہ یاں

ہر آفت جہاں سے مفر ہے پناہ ہے
آزادگی نصیب انھیں شام و پگاہ ہے

ارشادِ رام سے ہوئے خوشنود خاص و عام
رخصت ہوئے جو آئے تھے اربابِ ذی الکرام

ہے بالیقیں یہ شیوۂ شاہنشہِ انام
رہتے ہیں مہرباں غلاموں پہ وہ مدام

نل نیل پل بنانے یہ ان کی مجال تھی
شامل عنایتِ شہِ فرخندہ فال تھی

نل نیل میں نہ اتنی تھی ہمت نہ تھی تواں
مالک جو خوش ہوا ہوئے نام آورِ جہاں

پانی پہ ترتے سنگ یہ ممکن نہ تھا یہاں
کشتی کی طرح پانی پہ پتھر ہوئے رواں

ورنہ ہے ان کا خاصہ ڈوبیں ڈبائیں یہ
مطلق نہ کام ڈوبنے والوں کے آئیں یہ

مطلب نہ ذکرِ سنگ و سمندر سے ہے مجھے
کچھ مدعا نہ بانروں کے ہے بیان سے

منظور عرض کرنا ہے اوصافِ رام کے
جن کی رضا سے سنگ بھی پانی پہ تر گئے

حامی ہمیں ہیں بندوں کے حاجت روا بھی ہیں
مالک ہیں تیغ و تیر کے صاحب لوا بھی ہیں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کیا وہ بشر ہیں یاد نہیں کرتے رام کی / رہتے ہیں صبح و شام وہ محروم بندگی
عاشق نہ شہ سا بندوں کا ہوگا یہاں کوئی / رہتا ہمیشہ باب کرم کا ہے باز ہی
شہ کے غلام رنج و مصیبت سے دور ہیں
قلب ان کے پاک گرد کدورت سے دور ہیں

فارغ ہوئے پرستش شنکر سے جب حضور / سگریو جا ہوا ان سے بولے بشر غیور
نیل نیل دونوں قابل تعریف ہیں ضرور / ہشیار اپنے کام میں دونوں ہیں ذی شعور
احسان مند ان کا نہایت ہوں مہرباں
خدمت سے ان کی آن پہ بہ غایت ہوں مہرباں

فرما کے یہ یہ حکم دیا فوج ہو رواں / طے راہ بحر ہو کریں غرب و باتراں
تھا منتظر جو حکم کا وہ لشکر گراں / پاتے ہی حکم ہو گئے خوش فوج کے جواں
کیا کیا اچھلتے کودتے اٹھتے رواں ہوئے
پل سے بلند پلیوں تا آسماں ہوئے

نعرے جو کرتے ہیں تو ہل اٹھتا ہے آسماں / سائے سے ان کے ہوتی ہوا ہے رواں دواں
سرعت وہ ان کی پہنچے نہ تخئیل نکتہ داں / چلتے ہیں اپنی رو میں وہ بشاش شادماں
ایسے بھی ہیں کہ پل سے نہیں واسطہ انہیں
آتا ہے اڑ کے چلنے ہی میں اک مزا انہیں

کوئی کسی کی جا رہا ہے پیٹھ پر چڑھا / کوئی کسی کی کھینچ کے دم دیتا ہے گرا
دریا کی راہ سے کوئی جاتا ہے منچلا / حیرت فزا سماں ہے عجب پیش برملا
کشتی پہ بادشاہ دو عالم کی ناؤ ہے
اک اک کا دل قوی ہے غنی بے نیاز ہے

پل سے نظارہ کرتے ہیں دریا کا کوشلیش / دریا کے رہنے والوں میں پیدا ہے پیش
کیا ہم کو رام کہتے نہیں ہیں عزیز و خویش / چھونا ضرور ہے قدم شاہ داد کیش
ایسی نہیں سبیل رسائی عقدہ کشائی کا طور ہو
مشکل ہو سہل عقدہ کشائی کا طور ہو

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

آخر یہ فیصلہ کیا طے ایک ایک نے | چل کر زیارتِ شہِ ذی جاہ کیجیے
اک بار شوقِ دید میں وہ سب نکل پڑے | کیا ان کی شکلیں نام ہیں کیا کوئی کہہ سکے

قدرت کو ہیں دکھاتے نہنگ و نگر نہیں
کیا کیا ہیں ہول ناک کہ تابِ نظر نہیں

کیا طول اور عرض کروں سانپوں کا بیاں | باہر نکلتے جب ہیں تو ہوتا ہے یہ گماں
ان کے نہیں یہ جسم جزیرے ہیں درمیاں | قادر کی شان خلق کا دیتے ہیں یہ نشاں

دیدار کے ہیں نشہ میں متوالے ہو رہے
دامن سے ہیں سیاہی عصیاں کو دھو رہے

ڈر سے نہ پاس آتے تھے جو جن کے جانور | تھا جن کو جن سے جان کا اندیشہ و خطر
وہ سب ملے جلے ہوئے آتے ہیں اب نظر | یہ ہے زیارتِ شہِ کونین کا اثر

خوش وقت ہیں ہٹانے سے نہیں ہٹتے مقام سے
بے غم ہیں ان کو واسطہ ہے اپنے کام سے

ان کا ضمیر دل پہ ہے شہنشاہ پر کھلا | چشمِ کرم سے دیکھتے ہیں جانِ کوشلا
در پردہ ایک ایک پہ ہے بخشش و عطا | کرتے ہیں دور ان کے گناہوں کو بے ریا

پیشِ نگاہ جو ہے وہ صاحب مراد ہے
دشرت کا لاڈلا بھی تو ربّ العباد ہے

پل کے دو رویہ جانوروں کا ہے وہ ہجوم | پانی کا علم ہوتا نہیں ہے علی العموم
قدموں کو شہ کے چاہتا اک ہے کہ چوم | کرنا ادا ضرور اطاعت کے ہیں رسوم

رعبِ ادب سے بڑھ نہیں سکتا حضور تک
جاتا ہے ساتھ ساتھ شہنشہ کے دور تک

وہ بس ہیں ریچھوں بانروں کی بے حد و شمار | چلنے کو پل پہ ملتی نہیں راہ زینہار
کرتے عجب تماشے ہیں آہوئے شاخ سار | ہو لیتے ہیں نہنگوں کی وہ پیٹھ پر سوار

بے محنت ان کی ہوتی ہے طے راہِ بحرِ شور
آسان ان کے واسطے ہے راہِ بحرِ شور

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ہنستے ہیں دیکھ دیکھ کے بھائی کے ساتھ رام   جاتے ہیں وسطِ فوج میں شاہنشہِ انام
آخر ہوا بہ لطف و خوشی راستہ تمام   اس پار پہنچے بحر کے بافوج و احتشام
کُہسار و دشت بانروں ریچھوں سے بھر گیا
چکرایا آسمان لرز اٹھا ڈر گیا

ٹھہرے جو بادشاہِ اودھ صاحبِ عطا   سب بانروں کو ریچھوں کو فرماں دے دیا
پھل پھول کھائیں شوق سے ہو جتنی اشتہا   سنتے ہی حکمِ رام معاً قافلہ چلا
افضالِ شہ سے پھولا پھلا ہر نہال تھا
موسم ہے یا نہیں ہے نہیں یہ خیال تھا

ہوتی عجب شریر ہے بانر کی ذات بھی   کچھ ہو رہی ہے بات بھی لو آج اور ہی
کھاتا ہے پھل کوئی تو ہلاتا شجر کوئی   لیتا کوئی اکھاڑ ہے چوٹی پہاڑ کی
لنکا کی سمت پھینکتا ہے غل مچاتا ہے
کچھ دور جا کے ساتھ پلٹ آپ آتا ہے

مل جاتے ہیں کہیں جو نشاچر ادھر اُدھر   بانر نچاتے ناچ ہیں حلقے میں گھیر کر
بے ناک اور کان کا کرتے ہیں سر بہ سر   کہلاتے نام رام کا ہیں اس سے خوش سیر
یہ کہہ کے چھوڑتے ہیں کہ سمجھیں گے پھر تمہیں
اس وقت طرح دیتے ہیں دیکھیں گے پھر تمہیں

بے ناک اور کان کے ہو کے وہ اہلِ شر   آئے حضورِ راون خود کام دی خبر
دریا میں پُل بنا کے شہنشاہ بحر و بر   آ پہنچے اس کنارۂ قلزم سے اب ادھر
سنتے ہی اس خبر کے سراسیما ہو گیا
اک بار سکتہ ہو گیا بھونچکا ہو گیا

بول اٹھا اضطراب میں کیا سچ ہے یہ خبر   کیا سِکّہ شہ کا بیٹھ گیا بحرِ شور پر
یہ کہہ کے پھر وہ سنبھلا ستمگار بد سیر   ہنستا ہوا حرم کو چلا خوف ہے نہ ڈر
مَندودری کو اس کی خبر پیش تر سے تھی
واقف وہ حالِ پاکِ شہِ بحر و بر سے تھی

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

خلوت کدے میں لائی وہ وارث کو ایکبار — آنچل سے ڈھک کے چہرے کو پہلے ہوئی نثار
بعد اس کے بولی چھو کے قدم میر تاجدار — کچھ عرض کرتی ہوں نہ ہو جو دل کو ناگوار
الفاظ مختصر ہیں معانی کی جان ہیں
بخشندۂ نجات ہیں راحت نشان ہیں

جس سے نہ پیش پائے کسی بات میں بشر — اس سے بگاڑ کرنے میں ہے ہر طرح خطر
رگھناتھ جی سے لڑنے کا رکھتے نہیں جگر — سورج کے آگے جگنو کے کیا نور کا اثر
صاحب کرو تو غور کہ انسان رام ہیں
خلّاق دو جہاں کے یہ بالا کلام ہیں

جس ذات نے نہ کیا کیا کئے قتل سورما — آوازہ جن کے زور کا نزدیک دور تھا
وہ ذات شکل رام میں ہے آج جلوہ زا — آزاد ہے قیود دو عالم سے بے ریا
سر بر نہ ہو گے ان سے لڑائی جو ٹھانو گے
آرام سے رہو گے جو تم کہنا مانو گے

کرو حوالے رام کے سیتا کو لو قدم — بیٹے کو راج دے کے ہو آزاد یک قلم
کوئی نہ اور غیر غم عشق شہ ہو غم — دریا ہے اٹھتا محبت کا دم بدم
دشرت کے لاڈلے تو یہ بندہ نواز ہیں
مستغنی الصفات ہیں گر دل فراز ہیں

خوں خوار اگرچہ ہوتا ہے شیر ژیاں مگر — دیتا اماں ہے اس سے ہو خواہاں کوئی اگر
رہتی ہمیشہ بندوں پہ ہے رام کی نظر — کرتے ہیں دوستوں کی خطاؤں سے درگزر
عادل ہیں اور رحم طبیعت میں ہے بہت
پیش آنا لطف و خلق سے عادت میں ہے بہت

دنیا کا لطف اٹھا چکے شاہی بھی کر چکے — جو سورما دلیر تھے تابع وہ سب رہے
زانو ادب کے جن و ملایک نے تہہ کئے — اس کے کرم سے پورے ہوئے دل کے حوصلے
کیا باقی اب رہا کہ ہوس جس کی اور ہے
انجام پر نگاہ نہ کچھ فکر و غور ہے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ہوتا ہے صاف دیدوں سے بھی جس کا آشکار — آخر جو عمر ہو تو ہے لازم کہ شہریار
ہو بارِ سلطنت سے سبک دوش ایک بار — لے راہ بن کی اور کرے یاد کردگار
ہے ذاتِ رام قادر و مختار بالیقیں
ہر طرح سجدے کی ہے سزاوار بالیقیں

رہتے ہیں جس کی یاد میں مشغول شب نشیں — کرتے ہیں ترک جس کے لیے خسروِ زمیں
فرزند ملک مال زنِ رشکِ حورِ عیں — رگھناتھ جی وہی ہیں مسلّم ہے بالیقیں
آئے ہیں آپ عین کرم گستری ہے یہ
قربان جاؤں کیا غربا پروری ہے یہ

صاحب نے کی قبول اگر میری التجا — ہوگا بلند نام دو عالم میں برملا
قائم سہاگ بھی رہے گا مجھ کنیز کا — فرما کے یہ وہ گر پڑی قدموں پہ مہ لقا
رعشہ تھا تن میں آنکھ تھی نم قلب زار تھا
نظروں میں اس کی تیرہ سیہ روزگار تھا

بولا اٹھا کے زوج کو راون کہ ہے عجب — کرتی ہے میری جان تو کیوں اس قدر تعب
مجھ سا کوئی شجاع نہیں جانتے ہیں سب — آتا نہیں سمجھ میں ترے خوف کا سبب
قبضہ ہے بحر و بر پہ مرا ہیں فلک مطیع
جنّات و موت و آتش و باد و ملک مطیع

انسان بانروں کو تو میں کیا سمجھتا ہوں — ہستی ہی کیا بساط ہے کیا ان کی جو ڈروں
کھا جائیں راکشش یہ مرے جو میں حکم دوں — خاموش یوں ہوں ان کی بھی طاقت کو دیکھ لوں
صاحب یہ اضطراب و تردد فضول ہے
بے کار رونا دھونا طریقِ جہول ہے

سمجھا کے یہ حرم سے چلا صاحبِ غرور — پہنچا سبھا میں جمع تھے سب دشمنِ شعور
بولا صلاح کیا ہے جو دشمن ہو سر سے دور — یہ سن کے عرض کرنے لگے سب کہ اے حضور
حضرت صلاح پوچھتے کیا یار ہار ہیں
انسان خرس بوزنہ اپنے نہار ہیں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کس بات کا حضور کو ہے خدشہ و خطر — جب دے چکے صلاح یہ دیوانِ بد سیر
بولا پرہست اٹھ کے ادب سے یہ سر بسر — کرنا خلاف عدم نہیں چاہیے پدر
دیتے ہیں جو صلاح وہ صاحب خرد نہیں
ان کی صلاح و رائے کوئی مستند نہیں

ہوگی مفید یہ نہ کبھی رائے زینہار — بانر جو پہلے آیا تھا دریا کو کر کے پار
جس کا دلوں میں خوف سمایا ہے بے شمار — اس وقت کیا یہ بھوک نہ تھی کھاتے ایکبار
بڑھ بڑھ کے آج فخر جتاتے ہیں بے حیا
مانند زاغ شور مچاتے ہیں بے حیا

کہتے خوشامدانہ ہیں یہ سب نمک حرام — لنکا تمام ہو گئی جل کے سیاہ فام
موجود کیا یہاں نہ تھے آیا نہ ایک کام — جاتی رہی ہے عقل ہیں بے عقل لاکلام
دعویٰ دلاوری کا یہ جھوٹا ہے کچھ نہیں
اک وہم ہے خیال ہے سودا ہے کچھ نہیں

ہے مشورت مشیروں کی ظاہر میں خوش گوار — ہوگی یہ زہر آپ کے حق میں مآل کار
دریائے شور کی نہ چلی جس سے زینہار — اس کو بشر سمجھنا نہیں کارِ ہوشیار
کیا بانروں کی تاب تھی کرتے عبور بحر
اپنی صفات سے نظر آتا یہ دور بحر

رکھتے ہیں اس بشر کے یہ کھانے کا حوصلا — آتی نظر نہیں مگر آئی ہوئی بلا
خود کام ہرزہ گو ہیں ہیں غفلت آشنا — ہوگا مآل کیا نہیں اس پر نظر ذرا
کرتا ہوں عرض جھوٹ کہ سچ غور کیجیے
میری طرف سے دل میں نہ شک اور کیجیے

منہ دیکھی بات کہتے ہیں سنتے ہیں جو یہاں — ان کی کمی نہیں وہ زیادہ نہیں کہاں
وہ حرف تلخ جس میں کہ ہو مصلحت نہاں — ہیں کہنے سننے والے تو کم اس کے پایا جہاں
ظاہر میں تلخ اگرچہ ہے باطن میں نوش ہے
اس رمز کو سمجھتا مگر اہل ہوش ہے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

انصاف کہہ رہا ہے کہ ہو یوں کشادِ کار — بھیجیں حضور اپنا کوئی پیک ہوشیار
کردیں سپرد رام سیا جی کو ایک بار — ہو درمیان رشتۂ محبت کا استوار

ہو جائے طورِ صلح کا پھر جائیں کوشلیش
حضرت پہ التفات بھی فرمائیں کوشلیش

منظور ہو نہ شاہِ اودھ کو یہ بات اگر — ہے مصلحت کہ کیجیے پھر معرکے کو سر
بولا یہ سن کے بیٹے سے مغرور بدسیر — کس نے تجھے سکھائی ہے یہ عقل اے پسر

دہشت ابھی سے دل میں ہے بزدل لڑے گا کیا
میدان میں دادِ ہمت مردانہ دے گا کیا

تیرے لیے تو راست مثل ہے یہ بالیقیں — ہے بانس کی تو جڑ کے لیے خار و خس نہیں
دیکھا پسر نے بابا تو ہیں ہوش میں نہیں — ہوتی نہیں ہے بات بھلائی کی دل نشیں

چشمِ پدر میں اب نہ مرا وہ وقار ہے
انجام پر نگاہ نہیں زینہار ہے

غصہ میں بھر گیا چلا کہتا ہوا وہ گھر — رونا حضور آتا ہے حضرت کے حال پر
اچھی صلاح یوں نہیں ہوتی ہے کارگر — جیسے دوا کا اہلِ اجل پر نہ ہو اثر

تھا عرض کرنا فرض مرا عرض کر چکا
کرنا جو کچھ مجھے تھا ادا فرض کر چکا

دن ڈھل چکا تھا شام کے آثار تھے عیاں — اٹھ کے چلا سبھا سے شہنشاہِ نشہ جراں
پہنچا وہاں جو ناچنے گانے کا تھا مکاں — کہتا تھا رشک جس کی بلندی پر آسماں

قبّہ کی ضو سے ماند تھا نورِ آفتاب کا
تھا پست در سے مرتبہ جنّت کے باب کا

آراستہ سبھا تھی عجب احتشام سے — مسند بچھی تھی تکیے تھے ہر سو لگے ہوئے
تھے اہلِ رقص نغمہ سرا اور ناچتے — خادم ادب شناس وفادار تھے کھڑے

پہنچا جو بزمِ عیش میں مسند نشیں ہوا
مشغولِ ناؤ نوش میں صاحب نگیں ہوا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

حاضر ہیں ساکنانِ فلک جی حضور کو   جنت خیال ہوگئی ایک ایک حور کو
بھر بھر کے پیش کرتی تھیں جام طہور کو   کرتے ہیں پیش ساز بھی کیف و سرور کو

حاصل جو اندر کو نہیں حاصل وہ عیش ہے
بیٹے نبیرے دولت و زن ملک و جیش ہے

دشمن مول کس قدر ہے تغافل سے آشنا   آتا نہیں ہے یاد غضب کو شلیش کا
اُترے سُبیل کوہ پہ ہیں شاہ دوسرا   ریچھوں کا بانروں کا ہے لشکر بہت بڑا

آسان معرکہ نہیں تیغ افگنی نہیں
آڑے گی کام اس جگہ ما و منی نہیں

اک دل فزا بلند سر کوہ ہے مقام   ہے نخل سایہ دار گھنا اور سبز فام
زیرِ شجر ہے فرش کا پھولوں کے التزام   جلوہ فگن ہیں دوستوں بھائی کے ساتھ رام

جی میں ہے اس مقام کا منظر بیاں کروں
پھر شانِ جلوۂ شہِ رگھبیر بیاں کروں

زانو پہ ہے برادرِ باکی کے فرق شاہ   ہیں پاؤں سوئے انگد و ہنومنت کج کلاہ
کرتے ہیں پاچپی وہ خوش اقبال خیر خواہ   بیٹھے ہیں لکشمن عقبِ شاہ حق پناہ

راون کا بھائی کہتا ہے کچھ پاس کان کے
چپ سن رہے ہیں غور سے مالک جہان کے

اس ہاتھ میں ہے تیر تو اس ہاتھ میں کماں   تیر و کماں سے کھیلتے ہیں خسروِ زماں
یہ وہ کمان و تیر ہے مانگے اجل اماں   آنکھیں ہی جانتی ہیں جو دیکھیں ہے سماں

اس جلوے سے ہوئیں نہ جو روشن وہ آنکھیں کیا
جن کو نہیں نصیب بصارت وہ دیکھیں کیا

ناگاہ شہ کی جانبِ مشرق اٹھی نظر   دیکھا کہ آسمان پہ ہے چاند جلوہ گر
کہنے لگے ہر اک سے شہنشاہ بحر و بر   اس چاند کو تو دیکھو تم اے صاحب خبر

نکلا ہے آج شیر کے مانند کیا نڈر
ورنہ نہ اتنا اس کے کبھی قبل تھا نڈر

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

رہتا ہے غارِ کوہ میں مشرق کے بے الم — طاقت میں نام و نور میں کیا ہے کسی سے کم
پھرتا ہے آسمان کے جنگل میں خوش شیم — آتا نظر ہے چہرہ غضب صورتِ دژم
ظلمت کے فیل کا ہے یہ دشمن ہزار ہاتھ
ماتھے کو چیر ڈالتا ہے بڑھ کے چار ہاتھ

گج سکتے ہیں یہ بکھرے نہیں اختر سما — ان سے عروس لیل کو ہے زینت و ضیا
آتا نہیں کلف کا سمجھ میں سبب ذرا — تم کیا سمجھتے ہو کہو اے صاحب ذکا
سگریو نے کہا کہ ہے سایہ زمین کا
سونلا گیا ہے رنگ کچھ اس نازنین کا

کی عرض اک نے راس نے مارا تھا بے خطر — ضربت کی تیرگی ہے نمودار سر بہ سر
کی التماس ایک نے اے شاہِ بحر و بر — چہرہ بنا رہا تھا جو رت کا وہ چہرہ گر
نور اس کا اس کے پھیرنے میں سب صرف ہو گیا
یوں ظرف رخنہ دار یہ بے ظرف ہو گیا

پرچھاداں ہے فلک کا یہ ان رخنوں سے عیاں — سنتے بڑوں سے آئے ہیں آقا یہی بیاں
کہنے لگے یہ اس سے شہنشاہِ دو جہاں — یہ بات تو نہیں، نہیں ہوتا ہے یہ گماں
بھائی عزیز زہر ہے اس کا چھپا نہیں
کرتا ہے اپنے سینے سے اس کو جدا نہیں

زہر ملی دی کرنوں کو پھیلا کے ایک بار — فرقت زدوں کو آج جلاتا ہے شعلہ بار
کی عرض انجنی کے پسر نے کہ شہریار — مہتاب تو حضور ہے حضرت کا جاں نثار
یہ سانولی حضور کی مورت جو دل میں ہے
ہے سب اسی کی فیض ملاحت جو دل میں ہے

یہ سن کے مسکرائے شہنشاہِ نکتہ داں — جدت کے اس کی ہو گئے قائل وہ بے گماں
کی جانب جنوب نظر پھر جو ناگہاں — آیا نظر حضور کو برسات کا سماں
کہنے لگے عزیز بھبھیکن نظر اٹھا
ابر سیاہ کتنا یہ ہو کے نڈر اٹھا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اک بار کوند. برق سی جاتی ہے برق بھی　　آتی ہے دھیرے دھیرے کچھ آواز رعد کی
پانی کے ساتھ اولے بھی آئیں گے واقعی　　اس وقت کہتی میری طبیعت تو ہے یہی

بولا یہ دست بستہ جیوتشی حضور سے
آثار ہاں دکھائے ہے ہیں رنگ دور سے

لیکن یہ بجلی اور یہ بادل نہیں حضور　　دشمن دول کی ہے گرم یہاں محفل سرود
سرمست راگ رنگ میں ہے حسبِ قصور　　عظمت پہ اپنی آج ہے نادان کو غرور

ابر سیاہ یہ نہیں پیتر سیاہ ہے
مندودری کے بندے ہیں. بجلی نہ شاہ ہے

بادل کا شور یہ نہیں طبلے کی ہے صدا　　فرمانا حق ہے آپ کا ارشاد ہے بجا
شہ سن کے مسکرائے ہے بندہ غرور کا　　کھینچی کمانِ آہنی اک تیر سر کیا

اک ساتھ چتر و تاج و گہر گر پڑے وہاں
گھبرا گئے جو لوگ تھے بیٹھے کھڑے وہاں

اعجازِ شہ کے تیر کلے ہے، تھی کسے خبر　　کب آیا کب گیا نہ کھلا یہ ہر ایک پر
حیرت میں مبتلا تھے سبھا والے سر بسر　　آیا نہ زلزلہ نہ ہوا باد کا گزر

یہ آج کا تو واقعہ بالکل نیا ہوا
گرنا یہ چتر و تاج و گہر کا برا ہوا

دشمن دول نے جو دیکھا ہے محفل کا غیر حال　　کہنے لگا ہر ایک سے ہنس کے وہ بد خصال
جس کے لیے ہو کاٹنا بھی سر کا نیک فال　　تاج اس کے گر پڑیں تو عجب کیا ہے کیا ملال

میں ان توہمات کا قائل نہیں کبھی
یہ سچ ہیں دل کو ہوتا نہیں یہ یقیں کبھی

سب لوگ جا کے اب کرو آرام بے خطر　　پاتے ہی حکم سب چلے آخر جھکا کے سر
مندودری کے دل میں کھٹک یہ رہی مگر　　بے وجہ میرے بندے گرے کیوں زمین پر

رکھنا تھا جی بھلا کریں آئی بلا ٹلے
جس کا ہے ہول دل میں وہ سر سے قضا ٹلے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کچھ سہم سی گئی نہ رہا دل پہ اختیار — شوہر سے ہاتھ جوڑ کے بولی وہ اشک بار
لونڈی یہ عرض کرتی مکرر ہے شہریار — ہونا خلاف شہ سے نہیں اچھا زینہار

کیا ذاتِ قدسِ رام کو سمجھے حضور ہیں
پروردگار خلق ہیں قادر غیور ہیں

کہنے کو میرے مانیئے سچ جھوٹ کچھ نہیں — ایک ایک عضوِ پاک تنِ بادشاہ دیں
عالم ہے مثل عالم ایجاد بالیقیں — دنیائے نور ہیں ہے سر عرش و زمیں

اس عالم حیات میں ہیں پاؤں رام کے
قربان قد و قامتِ شاہ انام کے

جنبش بھوؤں کی قہر مجسم ہے موت کی — زلفیں گھٹائیں آنکھیں ہیں خورشید خاوری
دن اور رات جنبشِ مژگاں ہے واقعی — کہتے ہیں ناک کو ہے طبیبِ جہاں یہی

دریا رگیں ہیں ہڈیاں کوہِ دراز ہیں
دندانِ پاک سب اجل بے نیاز ہیں

قلزم شکم ہے عقل ہے برہما نفس ہوا — آتش ہے چہرہ ہونٹ طمع و دید ناطقا
بازو ہیں فیل سمتوں کے ایے حسنا ذکا — ہے مرگ و زیست و پرورشِ خلق مشغلا

مہتاب دل ہے درگ ہیولیٰ کرن زباں
قدرت تبسم اور جہت گوش بے گماں

عضو برانز دبول سقر رو نگٹے نبات — شنکر انانیت ہیں جو ہیں حسنا صفات
صاحب سمجھئے رام کو مختار کائنات — حاصل انھیں سے ہوتی ہے انسان کو نجات

ہر شے میں جلوہ رام کا ہے آنکھ چاہیئے
کیا اپنا فرض آج ہے والی نبھائیے

میرا بھی یہ سہاگ سلامت رہے گا ہاں — سن کے یہ بولا ہنس کے وہ مغرور ذی نشاں
کس پر ہوس کا رنگ نہیں زیر آسماں — یہ عورتوں کا خاصہ ہوتا ہے بے گماں

عیب آٹھ ان میں ہوتے ہیں کہتے ہیں ذی خرد
ہشیار ان کی چالوں سے رہتے ہیں ذی خرد

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

شوخی ہے اور سنگ دلی جھوٹ اور ڈر ناپاکی اور بے خردی دل کشی کا گھر
عجلت ہے عیب آٹھواں واقف ہے ہر بشر صاحب جتایا تم نے جو دشمن کا کرّ و فر
معلوم سب مجھے ہے سب خبر بھی ہے
کیا ان کا میرے ہوتے ہوئے کچھ اثر بھی ہے

صاحب تمہاری بات سمجھ میں اب آئی ہے اس پردے میں ہماری برائی دکھائی ہے
قبضے میں جانتی نہیں ساری خدائی ہے قربان اس ادا کے عجب خوش ادائی ہے
کہتی ہو بات تول کے کیا آفریں تمہیں
ایسا خیال کرتا نہ تھا نازنیں تمہیں

سننے میں غم گسل ہے سمجھنے میں خوش گوار صاحب تمہاری بات ہے کیا تم ہو ہوشیار
منظور داری یہ سخن کے ہوئی پاس سے دو چار کرنے لگی خیال یہ دل میں وفا شعار
سر پر قضا سوار ہے شوہر ہیں بے خبر
یہ رائے زن نگوڑے نشاچر ہیں بے خبر

آخر علی الصباح وہ دربار میں گیا لیکن وہی دماغ میں سودا تھا کبر کا
دنیا میں بید پھولتا پھلتا نہیں سنا ہر چند اس کی جڑ میں ہے چشمۂ بقا
یوں ہی ہزار کوئی کہا کچھ کرے تو کیا
نا اہلوں کے لیے نہ سنے یا سنے تو کیا

جب نور صبح کا ہوا افلاک پر ظہور بیدار خواب سے ہوئے شاہنشہ غیور
مجرے کو آئے شہ کے مشیرانِ ذی شعور ہر ایک سے بہ لطف مخاطب ہوئے حضور
پوچھا صلاح جنگ ہے کیا مشورت ہے کیا
کیا ہم کو کرنا چاہیئے اب مصلحت ہے کیا

کی عرض جاموآن نے اے شاہِ قلعہ گیر حضرت پر آشکار ہے ہر اک کا ضمیر
سنتا ہوں کہتے آپ کو ہیں قادر و قدیر خلاقِ روزگار ذکی حاضر و بصیر
پھر بھی جو ہوگی حق وہی دوں گا صلاح میں
اس بات کو سمجھتا ہوں شاہا مباح میں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

راون کے پاس بھیجئے انگد کو پہلے رام   شاید نہ رائے جنگ ہو ہو صلح کا پیام
بول اٹھے سب صلاح ہے معقول لاکلام   بولے پسر سے بالی کے یہ خسروِ انام

بیٹا ہو تم جوان ذکی زور مند ہو
وہ کام کون سا ہے کہ تم جس میں بند ہو

لنکا میں جاؤ دیکھو ہے کیا رنگ کیا ہے حال   راون کا کیا ارادہ ہے کیا اس کا ہے خیال
آجائے گفتگو میں کوئی پیش جو سوال   دینا جواب ہونا نہ عاجز دمِ مقال

تم سے زیادہ کیا کہوں کیا جانتے نہیں
نقصان اور نفع کو پہچانتے نہیں

اپنے مفید، اس کے بھی ہو جو مفید بات   کرنا وہی ضرور کہ ہو ماہر نکات
چھو کے چلا وہ پائے شہنشاہِ کائنات   کہنے لگا کہ ہو گئے حل آج مشکلات

جس پر کرم حضور کا ہو وہ بشر رہا
عادت میں اس کی پھر کبھی فساد اور شر رہا

اقبال سے حضور کے آؤں گا فتح یاب   راون نہ دے سکے گا مری بات کا جواب
فرما کے یہ روانہ ہوا صاحبِ صواب   جاتا تھا وہ ہوا پہ چلا صورتِ سحاب

خوش تھا کہ مہربان تو دشرت کا لال ہے
اب کون سی ہے فکر مجھے کیا ملال ہے

داخل ہوا جو شہر میں وہ پیک نام دار   اکشے کمار خسروِ لنکا کا یادگار
مصروف لہو و لعب میں تھا زشت ہرزہ کار   مڈھ بھیڑ راستے میں ہوئی اس سے ایکبار

دونوں میں باتوں باتوں میں تکرار بڑھ گئی
حد سے زیادہ تندیٔ گفتار بڑھ گئی

ایک اک مستِ جامِ جوانی سے تھا جواں   شہ زور اور شیر فگن صاحبِ تواں
انگد پہ اس نے لات اٹھائی جو ناگہاں   آیا ادھر بھی غیظ میں فخرِ دلاوراں

ظالم کا پکڑا پاؤں گھمایا ٹپک دیا
پروانہ راہِ مرگ کا بے شبہ و شک دیا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

یہ حال دیکھ کے مضطر غضب شعار — انگد کا رعب چھا گیا لنکا میں ایک بار
دہشت یہ تھی سمائی دلوں کو نہ تھا قرار — ڈر تھا کوئی کسی کو نہیں سکتا تھا پکار

جو تھا جہاں وہیں کا وہیں رہ گیا کھڑا
کوئی کسی کے پاس نہ آ کر ہوا کھڑا

کرتے ہیں اپنے اپنے دلوں میں یہ سب خیال — ممکن ہے آ گیا ہے یہ پھر انجنی کا لال
لیکن کوئی بڑا ہے یہ جرار خورد سال — لڑنے کی اس بلا سے بھلا کس کی ہے مجال

آئی ہے جس کی جائے وہ اب اس کے سامنے
ناچیز اور نیست ہیں سب اس کے سامنے

ہے تہلکہ مچا ہوا لنکا میں اک غضب — آتا نظر ہر اک ہے رہینِ غم و تعب
کہتا ہے دل میں دیکھیے کیا پیش آئے اب — اوروں کی جانوں پر بھی جو بن جائے کیا عجب

سہما ہوا ہر ایک پریشاں ہر ایک ہے
انگد کا اپنے دل میں ثنا خواں ہر ایک ہے

جس پر نگاہ کرتا تھا تارا کا مہہ لقا — وہ سہم جاتا تھا کہ ہے قہر اس کا تو قفا
دیتا تھا ایک ایک بتا آپ راستا — جاتا تھا اپنی چال میں وہ من چلا چلا

اس کا تو راہ روکنے والا کوئی نہ تھا
شایانِ جنگ انہوں میں تو ایک بھی نہ تھا

دربار میں جو پہنچا تو دربان سے کہا — کر عرض جا کے راجہ سے اپنے میں آ گیا
دربان نے حضور میں کی جا کے التجا — آیا ہے باہر ایک فرستادہ رام کا

ملنا وہ چاہتا ہے رضا کیا حضور کی
کرتا ہے بات چیت نہایت شعور کی

دربان کو یہ حکم ہوا لائیے جلد اسے — جب وہ چلا تو ساتھ نقیب اور بھی چلے
دربار میں لے آئے وہ سب احترام سے — صاحب شکوہ پہنچا جو راون کے سامنے

دیکھا پہاڑ کالا ہے اک جس میں جان ہے
شاہِ ستم گراں نہیں قدرت کی شان ہے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

بازو ہیں دونوں اس کے مثالِ شجر بلند   ہے فرقِ نحس مثلِ سرِ کوہ ارجمند
کرتے ہیں روئیں بیلوں کی تشبیہ کو پسند   ناک آنکھ کان چہرہ یہ ہیں غار سے دوچند
لیکن ذرا جبیں پہ نہ بل آیا شیر کے
تیور مگر وہی رہے قائم دلیر کے

آیا جو وہ سبھا میں کھڑی ہو گئی سبھا   راون یہ رنگ دیکھ کے غصے میں بھر گیا
پیغام بر تھا رام کا سب نے ادب کیا   اعدا میں بھی بلند ہوا اس کا مرتبا
محفل کو سر جھکا کے شجاعوں کی شان سے
بیٹھا وہ بانکا ترچھا عجب آن بان سے

آتا تھا دشمنوں میں نظر یوں وہ شیر نر   جیسے گروہِ فیل میں ہو شیر کا گذر
طاقت تھی کس کی کرتا جو ٹیڑھی کوئی نظر   دہشت میں خود اسیر تھا لنکا کا تاجور
آخر پسر سے بال کے تفتیشِ حال کی
وہ جانتا نہ تھا کہ یہ ہے جان بال کی

انگد سے بولا کون ہے تو کیا ہے مدعا   آیا ہے کس کا بھیجا ہوا تو مجھے بتا
بولا جری کہ میں ہوں فرستادہ رام کا   بابا سے میرے تجھ سے بہت میل جول تھا
آیا ہوں اس خیال سے تفہیم کے لیے
حاضر نہیں ہوا ہوں میں تسلیم کے لیے

کہتا ہوں جو یہ غور وہ سن دشمنِ خرد   لازم نہیں بشر کو کرے فکرِ کارِ بد
ناداں سری پلست ترے کیا نہیں ہیں جد   ان کا تو خاندان ہے مشہور و مستند
کرتا نہیں خیال، ہے تو کس گھرانے کا
سمجھا ہے کیا مآل تو اس سر اٹھانے کا

برہما کی اور شیو کی عبادت کا ہے ثمر   حاصل ہے اقتدار، ہے قبضے میں مال و زر
جن و ملک بھی آگے جھکاتے ہیں اپنا سر   تو شر سے اپنے باز نہیں آتا بے خبر
سیتا کو کیا سمجھ کے اٹھا لایا ہے یہاں
دشرت کا لال جس کے لیے آیا ہے یہاں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ہر چند یہ قصور بڑا تجھ سے ہو گیا　شہ کے حضور چل تری بخشیں گے وہ خطا
ہیں عیب پوش اہل عطا ابن کوشلا　بن جائے گی یہ بگڑی تری شاہ اشقیا
تنکا دبا کے دانتوں میں یوں تو روا نہ ہو
ہم راہ اہل شہر ہوں اور اہل خانہ ہو
سینتا ہوں آگے آگے کہ ہیں قابل ادب　پہنچے گا یوں جو پیش سری رام خوش لقب
آئی ہوئی بلائیں یہ رد ہوں گی آپ سب　آیا ہوں پناہ میں دیکھیں گے تجھ کو جب
بے سوچے سمجھے بخشیں گے فوراً قصور وہ
کرتے ہیں اپنے بندوں کا ڈر خوف دور وہ
کہنے لگا یہ سن کے دشمن گریہ بد خصال　کرتے نہیں حضور شہنشہ ہیں یوں مقال
خاموش اے شریر زباں اپنی اب سنبھال　میں وہ ہوں آج مجھ سے ملاتا ہیں پامال
راون کا نام بونہ تو نے سنا نہیں
کیا نام تیرے باپ کا تھا کہہ بتا نہیں
جب تک بشر کو ہو نہ کسی امر کی خبر　کس طرح میل جول کو باور کرے بشر
راون سے بولا سن کے یہ پیک خجستہ فر　انگد ہے میرا نام میں بالی کا ہوں پسر
کر یاد کوئی بالی ترا آشنا بھی تھا
ہاں تو کبھی کہیں اس سے ملا بھی تھا
سنتے ہی ایک بار وہ خاموش رہ گیا　بولا خیال آتا ہے بانر وہ ایک تھا
اچھا اسی کا بیٹا تو انگد ہے مرحبا　کیا نام روشن اپنے کیا خاندان کا
صادق یہ تیری ذات پر آتی مثال ہے
تو آگ بن کو بانس کے بے احتمال ہے
ماں باپ کے تو نام کو تو نے ڈبو دیا　آیا ہے بن کے ایلچی ابن کوشلا
اسقاط حمل کیوں نہ تری ماں کا ہو گیا　پیدا کیا جو تجھ سا پسر بھی تو کیا کیا
کہہ بالی خیریت سے ہے اچھا مزاج ہے
انگد ہنسا سمجھ کے کہ بدلا مزاج ہے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

بولا کہ مجھ سے پوچھنے کی احتیاج کیا — دو روز بعد آپ ہی چل جائے گا پتا
بالی سے جب ملے گا تو او غفلت آشنا — خود حال اس سے پوچھنا اس کے مزاج کا
جب وہ کہے گا آئے گا تجھ کو یقیں عجب
ناداں ہوگی بات مری دل نشیں جب

ہوتا ہے آل شہ کی عداوت کا کیا ہے آہ — تجھ سے بیاں خود وہ کرے گا بے اشتباہ
کیا سمجھیں گے وہ اس کو جو ہیں قلب کے سیاہ — جن کو نہیں ہے شاہِ دو عالم سے رسم و راہ
دشمن کو رام کے نہیں آرام ایک پل
کب چھوڑتی ہے گردش ایام ایک پل

تسلیم ہے میں ننگ ہی ہوں خاندان کا — کی تو نے خاندان کی کیا پرورش بتا
جس طرح کہہ رہا ہے یہ تو باتیں ناسزا — رکھیں گے کچھ وگر کبھی نہ اس کہنے کو روا
ہیں آنکھیں ہیں کان تو رکھتا ہے بے خبر
سمع و بصر سے کیا تجھے بہرا ہے بے خبر

بر جہاد و جرّ در اور ملک زندہ دارِ شب — طاعت کو جس کی جانتے ہیں عین فرض سب
قاصد ہوا میں اس کا ہوا ننگ کا سبب — آتا ہے عقل پر تری افسوس مجھ کو اب
کیوں ایسی مت پہ جا کہ نہیں سینہ ہوتا ہے
ظالم کو آپ اس کا درد و کینہ ہوتا ہے

دل بند بال نے جو کہے تند بول سخن — آنکھیں ہوئیں ڈوب گئیں اس کی بے سخن
کہنے لگا ڈپٹ کے وہ سردارِ اہرمن — ناداں جہیں یہ قاصدوں کا شیوہ یہ چلن
شاہوں کے سامنے یہ جسارت روا نہیں
تیرے حواس ہوش ہیں کیا گم بجا نہیں

فرماں روا ہوں رحم و عدالت کا ہے چلن — لوں چپ ہوں تیرے سنتا درشتانہ ہوں سخن
کہنے لگا جواب میں یہ ایک شہ زمن — واقف ترے صفات سے ہوں شاہِ اہرمن
انصاف ہے چرا کے جو سیتا کو لایا ہے
زیر اشوک آہ زمیں پر بٹھایا ہے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کیا ہے ترا سلوک مرے ساتھ غور کر
جا چلّو بھر تو پانی میں بے شرم ڈوب مر

کذب و دروغ سے نہیں تو نہاد ہے حذر
ہے حال تیرے رحم کا آئینہ سر بہ سر

دیکھا بہن کو ناک نہیں کان بھی نہیں
شہ کی خطا پہ تو نے نظر کی سقی نہیں

پیش آتے ہیں سفیر سے کس طرح بادشاہ
ہیں آپ تیرے طور ترے بے خبر گواہ

دونوں جہاں میں آج تو تیری ہے واہ واہ
خلقت کو ہر طرح ترے سایہ میں ہے پناہ

حاصل ہوئی مجھے بھی زیارت خوشا نصیب
ماتا بہت تھا نیند کا جاگا مرا نصیب

سنتے ہی یہ دشن گرا بول اٹھا
حیوانیت تو خاصہ ہے تیری قوم کا

گر تو نگاہ بازوؤں پر میرے ڈالتا
کیا ان میں زور ہے یہ نہیں تو ہے جانتا

طاقت کو میری راکشس تو لے بے خبر سمجھ
دگ پالوں کے تو زور کو مثل قمر سمجھ

عرش بریں کو ایک تو دریا خیال کر
میرے یہ ہاتھ پھول کنول کے ہیں سر بسر

ان پر ہوئے ہیں شیو مع کیلاش جلوہ گر
جلوہ فروز ہنس ہوں جس طرح کوہ پر

پہنچا مجھے نہ رنج نہ ایذا ہوئی مجھے
مطلق نہ وزن و بار کی پروا ہوئی مجھے

انگد ہے تیری فوج میں کون ایسا سورما
لڑنے کو آئے مجھ سے کرے میرا سامنا

آقا ہے تیرا آفتِ فرقت میں مبتلا
لچھمن بھی غم سے بھائی کے ہیں عدو آشنا

سگریو اور تجھ کو تو میں کیا سمجھتا ہوں
دونوں کو نخلِ ساحلِ دریا سمجھتا ہوں

بزدل بڑا ہے ذکر بھبیکھن کا کیا بیاں
بوڑھا ہے جاموان ہے گو صاحبِ تواں

نل نیل دونوں صاحب صنعت ہیں بے گماں
ہاں مگر ہے ایک گراں ڈیل پہلواں

جو آچکا ہے، جس نے یہ لنکا جلائی ہے
مردانہ شانِ ہمت و طاقت دکھائی ہے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

راون کی جب زبان سے الفاظ یہ سنے — پوچھا یہ اس سے ہنس کے جگر بند بال نے
سچ کہہ رہا ہے یہ نہیں آتا یقیں مجھے — بانر جلائے شہر ترا تیرے سامنے
انصاف کر یہ کون کہے گا غلط نہیں
شایاں یہ کہنا تیرے لیے بد نمط نہیں

تعریف جس کی کرتا ہے دشمن ہو کے اس قدر — سگریو کا وہ ایک ہے ہرکارہ بے خبر
آیا تھا میرے حکم سے وہ باد کا پسر — ہاں چلنے والا ہے وہ بڑا بالیقیں مگر
ہوتا ہے تیز رو جو وہ صاحب تواں نہیں
کہتے جہاں میں لوگ اسے پہلواں نہیں

مالک کی بے رضا کے جو اس نے کیا یہ کام — اس خوف سے ہوا نہیں حاضر وہ نیک نام
یہ بھی ہے کہنا سچ ترا اس میں نہیں کلام — رکھتے ہیں اتفاق بھی سب اس سے خاص و عام
کوئی ہماری فوج میں مرد جری نہیں
ہمت ترے مقابلے میں ایک کی نہیں

ایک ایک میری فوج کا جرار او لعیں — لڑنا سمجھتا ننگ ہے تجھ سے یہ کر یقیں
اپنی برابری کا جو ہو عیب بھی نہیں — صورت ہو رسم و راہ کی یا شکل بغض و کیں
مینڈک پہ شیر جھپٹے تو وہ شیر کیا رہا
دنیا میں کیا وقار رہا مرتبا رہا

یوں ہی جناب رام کو تجھ سے ہے ننگ و عار — رکھتے روا نہیں ہیں ترا قتل زینہار
لیکن عصب ہے چھتریوں کا قہر بے شمار — پاداش کو تو پہنچے گا اپنی خطا شعار
تیری تعلیاں یہ سراسر فضول ہیں
کب انجمن میں اہل خرد کی قبول ہیں

راون ہنسا یہ سن کے لگا کہنے بولتا — بے اشتباہ تیری تو گھٹی میں ہے پڑا
جو پالتا ہے ہوتا اسی کا ہے آشنا — کرتا ہے ذکر اس کی بھلائی کا جا بہ جا
کچھ لاج کا خیال نہ توقیر کا خیال
سر میں ترے سمایا ہے رگھبیر کا خیال

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

شاباش بانروں کو ہے ہیں بندۂ رضا　　مالک کے کام کے لیے کرتے نہیں حیا
رہتا گریز نا چنے سے بھی نہیں ذرا　　آنکھوں کے سامنے ہے رہِ منزلِ وفا
دکھلاتے ہیں وہ فرض کو اپنی نمود کو
قبضے میں کرتے ہیں دلِ اہلِ شہود کو

انگد اسی تو قوم کا ہے تیرا کیا شمار　　آقا کے کیوں گیے نہ تو اوصاف بار بار
مجھ کو نہ یہ سمجھنا نہیں میں ہوں ہوشیار　　رکھتا خبر ہوں میں نہیں غافل ہوں زینہار
خاموش سن رہا ہوں میں تقریر کو تری
کڑھتا ہوں دیکھ دیکھ کے تقدیر کو تری

کیا کہہ رہا ہے تو یہ میں کرتا نہیں خیال　　انگد ہے میرے سامنے تو طفلِ خرد سال
بولا یہ سن کے اس سے معاً نورِ چشمِ بال　　کرتا بیاں تھا حال ترا انجنی کا لال
میں سن چکا ہوں کہتا ہنومان صحیح تھا
گستاخ اور شوخ نڈر بھی صریح تھا

تیرا عطا کا کام تھا کرتا رہا عطا　　وہ پیک بھی مگر نہ رہا بات صرفِ خطا
تاراج باغ کر دیا لنکا بھی دی جلا　　بیٹے کو تیرے راہیِ ملکِ عدم کیا
گستاخ ہیں بھی یوں ہوا تو اہلِ ہوش ہے
مجھ سے گناہ گاروں کا تو جرم پوش ہے

جو سن چکا ہوں آج ہے آنکھوں کے روبرو　　تجھ میں نہیں ہے غصہ حیا ننگ زشت خو
رہتی ہے رحم اور عدالت کی جستجو　　کرتا نہیں طلب ہے راست جو ہوتی ہے گفتگو
کیا بات آج تیری ہے تو برگزیدہ ہے
موقع شناس اہلِ ذکا سن رسیدہ ہے

انگد کی تھی وہ کج سخنی صورتِ کماں　　ہر لفظ اس کا کاٹ میں تھا تیرِ جاں ستاں
راون کے دل کو کرتا تھا چھلنی وہ بے گماں　　تردید اگرچہ کرتا بھی تھا شاہِ نش چراں
لیکن سکون اس کے نہ دل کو نصیب تھا
اک عالم اضطراب کا اس کے عجیب تھا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

آخر وہ پھر جواب میں کہنے لگا شقی نادان عقل ایسی نہ ہوتی اگر تری
کیوں آج جان جاتی ترے باباجان کی کیوں پڑتا یوں اٹھانا یتیمی کا رنج بھی

یہ کہہ کے زور سے ہنسا اک بار بدسرشت
تھا بے خودی کے جام سے سرشار بدسرشت

بولا یہ انگد اس سے کہ چپ کہہ رہا ہے کیا تیری بھی جان لیتا شک اس میں نہ تھا ذرا
دِشِ مول یہ خیال مگر مجھ کو آگیا وابستہ تیری ذات سے ہے شہرہ آل کا

ہے یہ سبب کہ قتل نہیں کرتا ہوں تجھے
تو دل میں یہ خیال نہ کر ڈرتا ہوں تجھے

راون جہاں میں کتنے ہیں تجھ کو نہیں خبر جو جانتا نہیں ہے تو سن مجھ سے اہل شر
اک بل نے جیتنے کو گیا تھا بہ کرّ و فر اصطبل میں لے آئے اسے بچے گھیر کر

اک شغل لہو و لعب انھیں زور کا ہوا
آئے سری بکست رشی تو رہا ہوا

راجہ سہسر باہ کو اک جب نظر پڑا کیڑے کی طرح دوڑ کے اس کو پکڑ لیا
دولت سرا پہ لایا عجائب وہ مرد تھا اس سے تو ملتا جلتا بہت نقشہ ہے ترا

وہ بھی طفیل ہی سے رشی کے رہا ہوا
زنہار منفعل نہ وہ صاحب دغا ہوا

آتی ہے شرم کہتے ہوئے ایک کے لیے جس کو بغل میں بال نے رکھا تھا داب کے
راون تو ان میں کون ہے راون بتا مجھے کہنا نہ جھوٹ بات مگر میرے سامنے

راون یہ سن کے بول اٹھا بک رہا ہے کیا
نادان کچھ جنون تجھے ہو گیا ہے کیا

سن بے خبر وہی ہوں میں دِشِ مول فی توا بازو کا میرے زور ہے کیلاش پر عیاں
ہمت بھی میری کچھ نہیں شنکر پہ ہے نہاں اپنے سروں کو کاٹ کے خود میں نے بے گماں

شنکر کو بارہا عوضِ گل چڑھائے ہیں
یہ پھول کام وقتِ پرستش کے آئے ہیں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

مشہور ہیں مُوکّل اطراف سوّر مسا — ان کے دلوں میں چھایا ہوا رعب ہے مرا
کھاتے ہیں خوف کرتے نہیں ہیں مقابلا — فیلِ جہات ہیں جو قوی زور آزما

سختی کا میرے سینے کی علم ان کو آج ہے
وہ جانتے ہیں میرا توانا مزاج ہے

جب جب بھڑا ہوں ان سے میں جا کے پئے جدال — یکسر شکستہ دانت ہوئے مولی کی مثال
جن کا کہ ٹوٹنا نہیں ممکن تھا، تھا محال — ہوتا زمین کا چال سے میری ہے غیر حال

راون میں وہ ہوں شہرہ ہے میرا جہان میں
شاید پڑے یہ حرف نہیں تیرے کان میں

لاتا نہیں خیال میں تو مجھ کو بولنا — بڑھ بڑھ کے کرتا رام کی ہے مدحت و ثنا
آگاہ مجھ سے جب نہ تھا بال اپنے ہو گیا — کہنے لگا یہ سن کے وہ جانباز باوفا

مغرور کیا تجھے نہیں قابو زبان پر
اتنا چڑھا دیا ہے دماغ آسمان پر

جس ذاتِ پاک کے تبر شعلہ بار نے — راجہ سہسر باہ کے بازو جلا دیئے
آبِ تبر میں جس کے شہنشہ جہان کے — مردانگی کے ننگ سے غرقاب ہو گئے

اس کا بھی کِبر سامنے شہ کے نہ رہ سکا
کوئی خلاف حرف زباں سے نہ کہہ سکا

انسان رام کو تو سمجھتا ہے اہل شر — کہتا ہوں میں جو اس کو تو سن اور غور کر
ہے فوقیت نہ صاحبِ پیکاں کو رام پر — دریا میں اور گنگ میں ہے فرق کس قدر

ہر گاہ گاؤ خلد نہ طوبیٰ ہے ہر نہال
حاصل گرڑ کا رتبہ ہو ہے زاغ کو محال

ہر سنگ لعل ہو نہیں سکتا ہے نابکار — ہر رس کا ہوتا آبِ بقا میں نہیں شمار
نیرات میں ہے غلہ کی نیرات کا وقار — نسبت نہیں جناں کو عوالم سے زینہار

عاشق کو رام کے ہے فضیلت جہان میں
یہ بات آ چکی ہے ترے امتحان میں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ہوتا اگر نہ بندۂ شہ انجنیٰ کا لال   کرنا عبور آج سمندر کا تھا محال
مارا اسپر کو تیرے کیا باغ پائے مال   آتش فشاں ہوا وہ سرِ حسنِ بے مثال
لشکر کا تیرے، تیرا وہ غرّہ کہاں رہا
غالب ہزاروں لاکھوں میں صفا نشاں رہا

شیوہ خودی کا چھوڑ نہ ہوا اتنا بے خبر   ناداں قبول طاعتِ شاہِ انام کر
دشمن کو رام کے نہیں آفاق میں مفر   برچھا و گُرز دونوں ہوں جس کے مددگر
راحت نصیب ہو یہ ہے دشوار بالیقیں
کہنا ہے راست، راست ہے گفتار بالیقیں

بڑھ مارنا یہ تیرا ہے بڑھ بڑھ کے یوں فضول   حاصل نہ ہوگا غیر ندامت کچھ اے جہول
پھر اپنے دل میں غور ذرا کر ہے تیری بھول   ہو کے خلاف رام سے ہوگا یہی حصول
پیکانِ شہ سے سر ترے کٹ کر گریں گے یہ
گیندوں کی طرح رن میں ہوا سے بکھریں گے یہ

کھیلیں گے ان سے خوب یہ بانر یہ ریچھ سب   آئے گا دیکھنے میں تماشا نیا عجب
ہوگا نزولِ قہرِ شہِ کائنات جب   پڑ جائے گا یہ ٹھنڈا ترا غصہ و غضب
ہر طرح ہے اسی میں بھلائی ترے لیے
بندہ ہو رام کا ہے خدائی ترے لیے

فرمایا یوں جو انگدِ ذی جاہ نے سخن   اک بار سُن کے جل اٹھا اس طرح بد چلن
روغن کو پا کے جیسے ہو آتش شرر فگن   کہنے لگا یہ حال نہیں تجھ پہ کیا گمن
بھائی ہے کُنبھ کرن سا، بازو کا زور ہے
فرزند ہے وہ فوریوں میں جس کا شور ہے

میں فاتح زمانہ ہوں جرّار ہوں بڑا   ہے کون جس کا آگے یہاں سر نہیں جھکا
امداد سے جو بانروں کی پل یہ بن گیا   ناداں اس پہ ناز ہے اُتا کو تیرے کیا
لاکھوں طیور کرتے سمندر کو پار ہیں
لیکن نہ وہ شجاع جری زینہار ہیں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

بازو کا ہے یہ میرے رَوَاں بحر بے کنار   غرقاب اس میں ہو گئے کیا کیا نہ شہریار
جنات انس اور ملک اے خطا شکار   دریا ہیں ہیں کس کی ہے ہمت کرے گا پار
بھروائی چلمیں میں نے ہیں دگپالوں سے بہت
دکھوائی تیغیں میں نے ہیں قتالوں سے بہت

اس واقعہ سے تو نہیں آگاہ بے خبر   کرتا بیان ہے حالِ شہنشاہِ بحر و بر
مولا ہیں تیرے شیر و شجاع و دلیر اگر   اوصاف پاک جن کے ہیں تیری زبان پر
دشمن سے میل کرنے میں آئی نہ لاج انہیں
کیا تیرے بھیجنے کی تھی کچھ احتیاج انہیں

میرے تو بازوؤں کی طرف پہلے کر نگاہ   طاقت سے جن کی مانگتا کیلاش ہے پناہ
آقا کو پھر سراہنا آقا کا خیر خواہ   مجھ سا ہے آج کون سلح شور کج کلاہ
تابِ تواں کے میری سری شیو گواہ ہیں
کیلاش کے وہ شاہ ہیں عالم پناہ ہیں

نادان اپنے ہاتھ سے خود کاٹ کاٹ کر   میں نے کئے ہیں نذر ہون بار یہ سر
جلتے ہوئے جو ہاتھوں پہ میری پڑی نظر   دیکھا یہ لکھا ہے خطِ قسمت میں سر بسر
بے باک نوریوں سے رہوں گا جہان میں
دستِ بشر سے قتل میں ہوں گا جہان میں

تحریر پر نہ آیا بدھاتا کی اعتبار   میں آشنائے خندہ ہوا دل میں ایک بار
اس بات کا خیال نہیں مجھ کو زینہار   لیتا نہیں ہوں ہول عبث فکر و انتشار
ہے کہنہ سال کاتب تقدیر لکھ گیا
سہواً روا روی میں وہ تحریر لکھ گیا

ہے ہم سری کی مجھ سے کسے طاقت مجال   کرتا ہے اپنے دل میں تو کیا شاہ کو خیال
مطلق نہیں ہے شرم و حیا تجھ کو بدخصال   بولا یہ سن کے ایلچی شاہ ذو الجلال
تجھ سا کوئی زمانے میں صاف حیا نہیں
ساونت سورما نہیں تیغ آزما نہیں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

شاہد یہ بات تیری حیا کی ہے آپ ہی — اپنی زباں سے نہ کبھی اپنی مدح کی
کیلاش اور سر کی حکایت جو یاد تھی — سو رنگ سے بیان وہ کی تو نے اے شقی
تجھ سے سپہر باہ نے کھائی نہیں شکست
حصہ میں تیل کے بال کے آئی نہیں شکست

ظالم یہ تینوں تجھ سے نہیں زیر کیا ہوئے — کیوں ان کا ذکر کرتا نہیں میرے سامنے
سر کاٹے جو دلیر نہیں کہتے ہیں اُسے — زور آوری کا حال سناتا ہے کیا مجھے
مرد شجاع شعبدہ گر ہو محال ہے
سر کاٹ کے دکھانا یہ فن کا کمال ہے

دیتے ہیں جان شمع پہ پروانے نابکار — کیا کیا گدھے نہ بار اٹھاتے ہیں ایک بار
ان کا شجاعوں میں نہیں ہوتا مگر شمار — کر غور اس قدر نہ تغافل سے ہو دو چار
کیا بحث غیر اس سے جو کہتا ہوں اب وہ سُن
تیری نجات کا ہے وسیلہ سبب وہ سُن

آیا نہیں سفیر کی صورت سے میں یہاں — بھیجا ہے شہ نے اس لیے اے شاہِ نشچراں
منشائے رام کیا ہے کروں تجھ پہ میں عیاں — تھا چلتے چلتے مجھ سے یہ قولِ شہ زماں
قتل شغال سے ہے شرف کیا پلنگ کو
تجھ سے وہ ننگ و عار سمجھتے ہیں جنگ کو

خاموش سن رہا ہوں میں یوں تند یہ کلام — ورنہ ترا یہ توڑ کے منہ آج ہرزہ کام
لے جاتا تیرے دیکھتے سیتا کو لاکلام — چوری سے حال تیری ہے مردانگی کا عام
تو نشچروں کا شاہ میں خادم ہوں رام کا
ہوتا نہیں مقابلہ مالک غلام کا

ہوتا مجھے نہ شاہ کی عظمت کا پاس اگر — تجھ کو ابھی دکھاتا تماشہ یہ بے خبر
مغرور یہ ابھی اٹھا کے پٹکتا زمین پر — جاں بر نہ ہوتے مجھ سے یہ گمراہ اہل شہر
تاراج قہر کرتا نہیں بات شان کی
مندودری کے ساتھ میں لے جاتا جانکی

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

بالفرض ایسا کر کے دکھاؤں بھی فائدہ مُردوں کو مارنے میں دلیری کا نام کیا
کُمسِک غریب اہلِ غضب صاحبِ خطا گم نام پیرو دشمنِ سلطانِ دوسرا
شہوت پرست منکرِ دیں و شکم غلام
بدگوئے بادہ خوار مریض علی الدوام
احمق یہ چودہ ہستیاں زیرِ فلک لعین مُردے کی طرح جیتی ہیں کہنے کا کر یقین
ایسا سمجھ کے قتل تجھے کرتا میں نہیں بے کار کس لیے مجھے کرتا ہے خشمگیں
اچھا نہیں بپھرنا ہے شیروں کا سوچ تو
ہوتا ہے تیور اور دلیروں کا سوچ تو
یہ سُن کے جامہ سے ہوا باہر جفا شعار دانتوں سے چابنے لگا ہونٹوں کو بار بار
انگد سے بولا ہاتھ ٹیک کے وہ نابکار شاید تو چاہتا ہے کہ ہو مرگ سے دوچار
کہتا ہے چھوٹے منہ تو بڑی بات بے شعور
ہوتی ہے تیری شوخ نڈر ذات بے شعور
کرتا ہے جس کے بل پہ تو مغروریوں غرور مطلق نہیں ہے اس میں توانائی و شعور
دشرتھ نے کس لیے کیا آنکھوں سے اپنی دور کوئی تو بات اس میں ہے کوئی تو ہے قصور
قابل جو ہوتا، ہوتا نہ آوارۂ وطن
اہلِ وطن سمجھتے نہ غم خوارۂ وطن
کھاجاتے ہیں یہ راکشس ایسے بشر تمام کیا بود اور کیا ہے بساطِ شہِ انام
نکلے جو ہیں زبانِ نشاچر سے یہ کلام اک دم غضب میں بھر گیا بالی کا لال فام
سوچا کہ شُناشہ کی برائی روا نہیں
کوئی گناہ اس سے جہاں میں بڑا نہیں
ٹیکا زمیں پہ ہاتھوں کو دانتوں کو پیس کر ساکت زمیں نہ رہ سکی ہل اٹھی سر بہ سر
بیٹھے جو تھے وہ گر پڑے محفل میں اہلِ شر بادِ خطر سے اڑنے لگے سب اِدھر اُدھر
اک عالم اضطراب کا آیا نظر وہاں
بیٹھا ہوا دلوں میں تھا خوفِ خطر وہاں

CC-0 In Public Domain. Digitized by eGangotri

راون بھی منہ کے بل گرا سنبھلا اٹھا مگر — اس کے سروں کے تاج گرے جا کے فرش پر
دو چار اٹھا کے اس نے کئے اپنے زیب سر — دو چار تاج اٹھا لئے انگد نے دوڑ کر
لے کے وہ تاج پھینک دیئے شاہ کی طرف
دیکھا کیا وہ انگد ذی جاہ کی طرف

کرتا ہوں اس طرف کا اب احوال میں بیاں — خورشید کی طرح جو تھے وہ تاج ضوفشاں
دیکھا انھیں جو بانروں نے آتے بے گماں — اک بار دل میں ہو گئے خایف بہ خوف جاں
سمجھے کہ دن میں ٹوٹنا تاروں کا بات کیا
دن کی شریک ہو گئی اس وقت رات کیا

دشمول نے روانہ کئے یا یہ بحر چار — رفتار تیز سے ادھر آتے ہیں شعلہ بار
بولے یہ ہنس کے ان سے شہنشاہ ذی وقار — ڈرتے عبث ہو خوف نہیں کوئی زینہار
کرتے جو تم خیال ہو مطلق نہیں وہ بات
جھوٹی غلط وہ بات ہے برحق نہیں وہ بات

راون کے ہیں یہ تاج نگیں ان میں ہیں جڑے — انگد کے ہیں یہ پھینکے ہوئے آتے ہیں چلے
تاجوں کو لایا جلد ہنومان کود کے — آگے جناب رام کے چاروں وہ رکھ دیئے
کیا تھا فروغ و نور مہ و مہر ماند تھے
دن میں اندھیری رات کے وہ چار چاند تھے

محو نظارہ شوق سے بانر تھے ریچھ تھے — تھا اک عجب نظارہ یہ ان سب کے واسطے
راون ادھر یہ کہنے لگا خشم و غیظ سے — جانے نہ پائے کر لو گرفتار جلد اسے
ہے حکم عام بانروں ریچھوں کو کھاؤ تم
لو بے دریغ جان جہاں جس کو پاؤ تم

اس طرح ان کے ناموں کو عالم سے دو مٹا — رہ جائے بس فسانوں میں اک ان کا تذکرا
یہ دونوں بھائی آج جو ہیں صاحب بقا — جیتا ہی قید کر لو توقف نہیں روا
انگد یہ سن کے بول اٹھا شرم کیا نہیں
شیخی جو مارتا ہے بہت یہ سزا نہیں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

لازم تھا یہ تجھے کہ مرا زور دیکھ کر — مر جاتا آپ کاٹ کے بے شرم اپنا سر
ناموس و ننگ کا نہیں تجھ تک گزر مگر — بے غیرتی کا جامہ تو پہنے ہے اہل شر
مذموم تیرے فعل ہیں اطوار ناسزا
شایاں نہیں یہ تیری ہے گفتار ناسزا

تو بچ سے اجل کے نہیں ہونے کو با — معلوم ہو گیا کہ ترا وقت آ گیا
دل کا نکال لے تو غبار اپنے بے حیا — اس ناسزا کی پائے گا روزِ وغا سزا
ریچھوں کے بانروں کے طمانچوں کی مار سے
دھوئے گا ہاتھ زندگیٔ مستعار سے

کہتا بشر ہے رام کو گرتی نہیں زباں — کٹ کر گرے گی سر کے یہ ہمراہ بے گماں
جب معرکہ میں آئے گا پیش شہ جہاں — آئیں گی کام ایک نہ تیری تعلیاں
پچتائے گا تو بعد کو ہے خیریت ابھی
ہر طرح تیرے واسطے ہے عافیت ابھی

کر ترک اپنی ٹیک نہ چل راہِ ناصواب — ہے مطلق العنان شہ دشرتھ کا آفتاب
جس کے کہ ایک تیر سے اے خانماں خراب — بالی ہوا نجات کی دولت سے فیض یاب
انسان اسے سمجھتا ہے تو عقل کیا ہوئی
قائل نہیں ہے اب بھی کہ مجھ سے خطا ہوئی

پیاسے جو تیرے خون کے ہیں تیر رام کے — کرتا نہیں ہیں قتل تجھے راون اس لیے
بک بک سے دیکھ ہاتھ لگے گا نہ کچھ تجھے — مدہوش اس قدر نہ ہو جامِ غرور سے
کافی ہیں ایک قتل کو گو ہوں ترے لئے
آقا کا حکم یہ نہیں لیکن مرے لئے

رہ رہ کے جی میں آتا ہے بے حکم شہریار — چہرہ ابھی بگاڑ دوں میں تیرا نابکار
لنکا اٹھا کے ڈال دوں دریا میں ایک بار — دوں خاک میں ملا یہ تعلی یہ افتخار
گو لقمہ یہ میرے واسطے لنکا ہے اے لعیں
دشواری اس کے کھانے میں کیا ہے اے لعیں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

راون سے یوں جو انگد ذی جاہ نے کہا   کہنے لگا وہ ہنس کے شہنشاہِ اشقیا
اتنا پڑھایا کس نے سبق تجھ کو جھوٹ کا   بے عقل سوچ اتنی تعلی نہیں روا
جو بات بال میں تھی نہیں تجھ میں آہ ہے
تیری بشر کے میل سے تو ادھر راہ ہے
بولا یہ انگد اس سے کہ سچ کہتا ہے لعیں   جو کچھ کہا زبان سے میں نے کہا نہیں
یہ کہہ کے آیا غیظ میں پیکِ شہِ زمیں   آیا نظر وہ بپھرا ہوا شیر خشمگیں
بولا جما کے پاؤں میں دیتا زبان ہوں
ادنیٰ غلام رام کا ہوں ناتوان ہوں
میرا قدم ہٹا دے تو ہارا میں جانکی   نازل نہ ہوگا تجھ پہ لعیں قہر خسروی
اس لین دین میں نہیں ہے بات جھوٹ کی   سُن کے یہ نشہ چڑھ دل سے وہ کہنے لگا شقی
اس کا قدم ہٹا کے گرا دو زمین پر
مُردے کی طرح اس کو لٹا دو زمین پر
فرمانِ شاہ سے اٹھے لنکا کے نامدار   ان میں تھا میگھ ناد بھی راون کا یادگار
دکھلایا ایک ایک نے بل اپنا ایک بار   تل بھر قدم ہٹا نہ سکا کوئی زینہار
تدبیر کارگر کسی صورت نہ ہوتی تھی
ہمت کو لائیں کام میں ہمت نہ ہوتی تھی
اُٹھ اُٹھ کے بیٹھ بیٹھ کے زور آزماتے تھے   مانندِ قطب پاؤں کو جنبش نہ پاتے تھے
انجام کار دل میں ندامت اٹھاتے تھے   ناکام اپنی اپنی جگہ سب پھر آتے تھے
دشوار تھا جری کے قدم کا پچھاڑنا
آسان تھا نہ نخل جہالت اکھاڑنا
یوں چھوڑتا قدم نہ تھا جرّار کا زمیں   مشکل ہیں جیسے چھوڑیں نہ انصاف اہلِ دیں
ناچار سر جھکا کے گئے بیٹھ سب لعیں   جاتا رہا غرور دماغوں سے بالیقیں
اٹھا یہ حال دیکھ کے بے حیا
کھاتا تھا دل ہی دل میں مگر ہول بے حیا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

آیا وہ جب قریب قدم بول اٹھا جواں　　کیا لیتا ہے تو میرے قدم شاہِ نش چراں
چل کے یوں ہی پائے شہنشاہِ دو جہاں　　ہوں گی بحل خطائیں سلامت رہے گی جاں
ہو جائیں گی جہالتیں تیری یہ دور سب
بخشیں گے تیرا راج یہ تجھ کو حضور سب

یہ سن کے چپ پلٹ پڑا نادم بہت ہوا　　اک بار ماند پڑ گیا یوں نور چہرے کا
جس طرح دوپہر میں ہو مہتاب کی ضیا　　جلوہ فروزِ تخت ہوا صاحب خطا
صورت سے اس کے قلب کا حال آشکار تھا
بے طور دل خراش ملامت کا خار تھا

آتا نظر تھا اس طرح وہ شاہِ اشقیا　　جس طرح آدمی ہو کوئی راہ کا لٹا
سچ ہے جہاں میں دشمنِ فرزندِ کوشلا　　ہوتا نہیں سکون سے راحت سے آشنا
ہے صاحب اختیار وہ ذی اقتدار ہے
بانی ہے دو جہان کا وہ پروردگار ہے

اس کی رضا سے ہوتا ہے مٹتا ہے روزگار　　ہوتی ہے کاہ کوہ صفت کاہ کوہ سار
ہر شے کا ذاتِ پاک پہ اس کی ہے انحصار　　حقا ہے اس کے علم میں پنہاں و آشکار
غفلت سے آہ کس لیے انساں دوچار ہو
قاصد کا اس کے قول نہ کیوں استوار ہو

انگد نے ہر طریق سے سمجھایا پھر اسے　　لیکن اجل رسیدہ نہ باز آیا جہل سے
آخر اٹھا یہ کہہ کے وہ دشمن کو سن تجھے　　بودا سمجھ چکا تھا میں صورت ہی دیکھتے
سب زور تیرا، تیرے جوانوں کا کھل گیا
اک بار تو نظر کے ترازو میں تل گیا

کہتا ابھی نہیں ہوں نظر آئے گا مگر　　تجھ کو کھلا کھلا کے میں ماروں گا بد سیر
فرما کے یہ وہ پیکِ شہنشاہِ بحر و بر　　شیرانہ بزم سے چلا مانندِ شیر نر
جس شان سے وہ آیا اسی شان سے چلا
مستانہ جھومتا ہوا ایوان سے چلا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

راون کو تھی نہ قتل کی فرزند کے خبر سنتے ہی اس خبر کے ہوا چاک دل جگر
دل میں خیال کرنے لگے اہل بزم ادھر آثار اب تو اچھے نہیں آتے ہیں نظر

کیا ہوگا دیکھیں کہتی ہیں بدفالیاں کچھ اور
محشر بپا کرے گا مگر آسماں کچھ اور

پہنچا حضورِ شاہِ اودھ بال کا پسر بڑھ کے ادب سے رکھ دیا سر اس نے پاؤں پر
مسرور تھا وہ جام مسرت سے سر بہ سر شادی کا اس کی آتا تھا عالم عجب نظر

آنسو خوشی کے آنکھوں میں تھے دل نہال تھا
اعدا پر فتح پائی تھی چہرہ بحال تھا

دن ہو چکا تھا ختم تھا آغاز شام کا پہنچا حرم میں بزم سے وہ شاہِ اشقیا
مندودری نے پھر بہ ادب کی یہ التجا صاحب تم اپنے دل میں کرو غور پھر ذرا

اچھی یہ ضد نہیں کسی صورت کسی طرح
راس آئے گی نہ شہ سے عداوت کسی طرح

خط کھینچا تھا لکھن نے جو سیتا کے واسطے تم خط کے اس طرف نہ قدم اپنا رکھ سکے
جس کے کہ قاصدوں کے ہوں یوں حوصلے بڑھے اس کو ہرانا چاہتے لب ہے کے ہیں چنے

بانر جو پار کر کے سمندر کو آیا تھا
جس نے تمام شہر میں محشر اٹھایا تھا

کیا اس کا کوئی کر سکا سب دیکھتے رہے دعوے تمہارے کبر کے بے کار سب ہوئے
چھوڑو یہ شیوہ خوب نہیں میرے کہنے سے آئیں گے کام ایک نہ کلمے یہ فخر کے

دل سے کرو خیال نہ انسان رام کو
سمجھو قدیر بادشہ خاص و عام کو

ماریچ روشناس تھا پیکان رام کا اس کے بھی کہنے پر نہیں صاحب عمل کیا
سیتا کے تھے نہ آپ سویمبر میں کہئے کیا توڑی کماں تھی رام نے جب کرتے سامنا

سیتا کو لائے عقد میں مردانگی سے وہ
ہیں متصف جلالت و فرزانگی سے وہ

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

آقا جہاں میں شاہ ملک کا بھی مہ لقا ہے زورِ بازوئے شہِ عالم سے آشنا
پیش نظر ہے حال جو کچھ نند کا ہوا کیا تم نے کر لیا کہو کیا تم سے ہو سکا
پھر بھی نہیں ہے پاس حیا شرم کا لحاظ
عالم کے پیچ اور نخ خنک گرم کا لحاظ
بانی برادہ دو کھن و کھر کو کیا ہلاک سینہ کبندھ کا کیا پیکاں سے چاک چاک
دریا کو زیر کر لیا تھا زورِ قہر ناک طاقت ہے یہ بشر میں وہ ہے آپ مشتِ خاک
قاصد بھی بھیجا عین کرم گستری ہے یہ
بندہ نواز ہیں غربا پروری ہے یہ
صاحب وہ عقل آج تمہاری کہاں گئی انصاف کی تو بات خوش آتی نہیں کوئی
سر بر ہوا نہ زور میں قاصد سے ایک بھی سمجھو اگر تو ناک سر بزم کٹ چکی
ہنومنت پونہ بال سے جس کے غلام ہوں
جرار برد بار ذکی لا کلام ہوں
شایاں نہیں جو کہتے ہو ہر بار اسے بشر ہونے ہو غرق چاہ میں غفلت کے سر بسر
اس اختلاف کے نہیں انجام پر نظر انساں کے فعل اس کی ہیں قسمت پہ منحصر
وقت آ گیا قریب یہ آثار اسی کے ہیں
صاحب تمہاری عقل پہ یہ وار اسی کے ہیں
سمجھائے لاکھ کوئی نہیں ہوتا کچھ اثر آتا ہے مجھ کو رونا تمہارے تو حال پر
مدہوش ہو رہے ہو بہت اور بے خطر افسوس ایک بات نہیں ہوتی کارگر
کب مارتی کسی کو ہے لاٹھی سے آہ موت
کرتی ہے زور و فہم و خرد کو تباہ موت
ہوتی سوار سر پہ ہے جس شخص کے قضا ہوتا ہے اس کا حال یونہیں جیسے آپ کا
دو بیٹے قتل ہو گئے گھر شہر جل گیا دل میں تمہارے اس کا کہو کیا اثر ہوا
اب بھی محل ہے وقت ہے سیتا کو بھیج دو
پیغام صلح خسرو والا کو بھیج دو

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

سن کے زبانِ زوجہ سے یہ تلخ گفتگو — ہوتے ہی صبح نکلا حرم سے وہ حیلہ جو
بیٹھا بہ صد شکوہ سرِ تخت تند خو — نخوت کی اس کے سر میں بھری تھی غضب کی بو
سچ ہے جہاں میں موت سے ناچار ہے بشر
غفلت سے ہوشیار نہ رہتا رہے بشر

انگد کو اس طرف کیا رگھبیر نے طلب — پوچھا بٹھا کے پاس محبت سے ہے عجب
لنکا کا حال مجھ کو بعینہ سناؤ اب — کس طرح ہاتھ آئے یہ تاج ڈر و ذہب
راون کے تاج ہاتھ لگیں یہ محال تھا
ہاتھ آئیں گے تمھارے یہ کس کو خیال تھا

انگد نے عرض کی یہ نہیں تاجِ شہریار — کہتا نہیں ہوں جھوٹ یہ اوصاف ہیں چار
جن کو عمل میں لاتے ہیں شاہانِ روزگار — آتے ہیں کام وقت پہ جو مثلِ دستدار
داد و دہش ہے حکمت و تعزیر ہے حضور
دشمن کو رام کرنے کی تدبیر ہے حضور

شہرت یہ سن کے آپ کی اے کوشلا کے لال — حاضر ہوئے حضور میں چاروں سعید فال
تھی ناگوار صحبتِ دشمن مول بد خصال — چھوڑا مصاحبت کا ستم گار کی خیال
آئے حضور میں ہیں مطیع حضور ہیں
اطوار سے یہ شاہِ لعیں کے نفور ہیں

انگد کی اس کمال ذہانت کو دیکھ کر — خندہ بہ زیرِ لب ہوئے رام نکو سیر
پھر دست بستہ اور ادب سے جھکا کے سر — انگد نے عرض کر دیا سب حال سر بسر
آگاہ واقعات سے لنکا کے جب ہوئے
صاحب صلاح پیشِ شہنشہ طلب ہوئے

کہنے لگے یہ سب سے شہِ مالک الرقاب — اس حصن زر نگار کے محکم ہیں چار باب
جس کے ہیں بہرہ دار قوی بال پنجہ تاب — کس طرح داخلہ ہو یہ دو رائے باصواب
باندھے ہوئے قطاروں کو اسوار ہیں کھڑے
تیغیں نکالے میانوں سے سردار ہیں کھڑے

CC-0 In Public Domain. Digitized by eGangotri

ساگر پو جا موا آن بھبھیکھن نے سوچ کر   کی التماس پیشِ شہنشاہِ بحر و بر
آقا یہی صلاح مناسب ہے سر بسر   تقسیم چار حصوں میں ہو فوج با ظفر

یہ کہہ کے چار حصوں میں تقسیم فوج کی
ہر طرح کی تسلّی و تفہیم فوج کی

سردار الگ الگ کیا ایک ایک فوج کا   لنکا کے یوں محاصرہ کا فیصلہ کیا
لشکر تھا ریچھوں بانروں کا کوسوں میں پڑا   مشکل شمار کرنا تھا کچھ تھی نہ انتہا

خوش خوش ہر اک تھا جنگ و جدل پر تُلا ہوا
باب کرم تھا شہ کا ہر اک پر کھلا ہوا

سردار فوجِ شرق کا تھا ابن بال کا   سردارِ فوجِ غرب پسر انجنی کا تھا
تھے جانبِ شمال لکھمن صاحب وفا   خود جانبِ جنوب تھے سردار دوسرا

نافذ ہوا یہ حکم کہ لنکا کو گھیر لو
مغرور ہونے پائیں نہ اعدا کو گھیر لو

پاتے ہی حکم مستعد جنگ سب ہوئے   دستے کے دستے بانروں ریچھوں کی فوج کے
شاہِ اودھ کی فتح ہو کہتے ہوئے چلے   ہوتا تھا زہرہ شیر کا آب ان کے شور سے

چونکے راکشس ہوئے طبل وغا بجا
دل ہل گئے نہ ہوش رہا ایک کا بجا

چاروں طرف سے گھیر لیا حصن زرنگار   کثرت یہ تھی سپاہ کی دشوار تھا گزار
کرنے لگے حصار کو اک بار سنگسار   لنکا میں الاماں کی اٹھی ہر طرف پکار

تھے جنگ پر تُلے ہوئے بانر بھی ریچھ بھی
واقف تھے فنِ جنگ سے بانر بھی ریچھ بھی

دیش موک نے جو دیکھا یہ عالم ہراس کا   گونجی ہوئی ہے بانروں کی شہر میں صدا
آتے نہیں ہیں باز شرارت سے بے وفا   ظاہر ہیں ایک بار وہ ٹھٹھا کے ہنس پڑا

بولا یہ افسروں سے ہے اسوار سر قضا
لائی ہے بانروں کو یہاں کھینچ کر قضا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کچّا ہی راکشس انھیں کھا جائیں گے ابھی — تشویش کی تو ایسی نہیں بات ہے کوئی
پہنچاتا رزق آپ ہے وہ ربِّ ایزدی — کھائیں گے سیر ہو کے انھیں بھوک تھی لگی
دیتا ہوں حکمِ عام کہ جنگ و جدل کریں
ریچھوں کو بانروں کو سپردِ اجل کریں

جیسے اٹھا کے پاؤں پلنگ سوتا ہے یہاں — رہتا ہے خوف پھٹ نہ پڑے سقفِ آسماں
یوں ہی غرور سے ہے شہنشاہِ نش چراں — پندار اس کا چھوٹا ہے بے اصل ہے گماں
سر بر کبھی نہ ہو گا شہِ نام دار سے
پالا پڑا نہیں ابھی شیروں کے وار سے

دوڑے یہ حکم پا کے لعینانِ خیرہ سر — ہاتھوں میں تھے لیے ہوئے مگدر، گدا، تبر
کوئی لیے تھا ڈھال کوئی خنجرِ دو سر — کوئی کمان کوئی لئے تیر بد سیر
جمدھر عمود کوئی کوئی نیزہ تھا لیے
جاتی تھی ایک ایک کو اس کی قضا لیے

جس طرح رنگ سُرخ کے ٹکڑوں کو دیکھ کر — ہوتا گماں ہے گوشت کا کرگس کو سر بسر
سب اس پہ ٹوٹ پڑتے ہیں اک بار بے خطر — ریچھوں پہ بانروں یوں ہی جھپٹے اہلِ شر
ایسا کبھی نہ کھیت پڑا تھا خبر نہ تھی
قسمت سے ان کی سعی کوئی کارگر نہ تھی

ہر چند زور و قوت و مردی دکھاتے ہیں — لیکن نہ حرب و ضرب میں وہ پیش پاتے ہیں
لیتے کبھی گدا کبھی خنجر اٹھاتے ہیں — نیزہ لگا کے تیغ کو بھی آزماتے ہیں
خالی نہ وار جاتے تھے جن کے وہ دنگ ہیں
بے زار اب نشانوں سے ان کے خدنگ ہیں

چاروں طرف فصیل پہ لاکھوں ہیں اشقیا — جاں باز سر فروش قوی صاحبِ دغا
عالم ہے یہ فصیل پر ان روسیاہوں کا — چھائی سپہرِ کوہِ طلا پر ہے یہ گھٹا
آوازِ سازِ جنگ دلاتی ہے جوش انھیں
کیا کر رہے ہیں آہ کہاں اتنا ہوش انھیں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

سن سن کے شورِ طبل و دہل ہیں جو بزدلے　　قابو میں ان کے دل ہیں نہ دل میں وہ حوصلے
مردانگی کی لاج کے ہیں پھیر میں پڑے　　ہے پاس اس کا قول جو ہارے ہیں موت سے

ہنستے ہیں ریچھ بانر انھیں دیکھ کر بہت
سرگرم جنگ ہوتے ہیں صبا ظفر بہت

دھنستے ہی فوج میں چلے جاتے ہیں خوش خصال　　پست و بلند راہ کا کرتے نہیں خیال
حائل کوئی جو ہوتا ہے پتھر ہو یا نہال　　ہوتا ہے ان کی ضرب لگد سے وہ پائمال

کیا کیا وہ کٹ کٹا کے گرجتے ہیں زور سے
پھٹتے ہیں سینے سنگدلوں کے شور سے

دانتوں سے داب داب لبوں کو اچھلتے ہیں　　سیدھی ذرا نہ چال شرارت سے چلتے ہیں
سب شوخیوں کے چال سے پہلو نکلتے ہیں　　بچھڑے ہوئے ہیں شیر کہیں یہ سنبھلتے ہیں

آئی اجل ہے نشِ چروں کی جنگ کرتے ہیں
اپنے لئے یہ قافیہ خود تنگ کرتے ہیں

دونوں طرف ہے فوج میں غل فتح یاب کا　　راون کی ہے ادھر تو ادھر رام کی صدا
پتھر گراں جو پھینکتے ہیں بانی بھنا　　بانر انھیں پہ لے کے انھیں دیتے ہیں چلا

القصہ جنگ چھڑ گئی آغاز یوں ہوا
آپس میں گرم معرکہ کشت و خوں ہوا

ریچھوں کی بانروں کی اوکت کیا کہے کوئی　　محلوں پہ چڑھ کے دیتے دہائی ہیں رام کی
پاس آ نکلتا ہے جو کوئی راکشس قوی　　آگے وہ بڑھنے پاتا نہیں مطلقاً شقی

مع اس کے کودتے ہیں زمیں پر ہوا سے
ہوتی فنا ہے روح تنِ نابکار سے

زور آوری میں ریچھوں کا بالا ہے مرتبا　　لیتے نشاچروں کو ہیں وہ گود میں دبا
دانتوں سے ان کے دانت لڑاتے ہیں برملا　　پی پی کے خون کرتے ہیں وہ شور قہر کا

دشمن کے زور کو نہیں لاتے خیال میں
رکھتے روا نہیں وہ مروت جدال میں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ریچھوں کی بانروں کی دُموں کو ستم شعار   ہاتھوں میں لے کے کھینچتے ان کو ہیں ایکبار
اُڑتے ہیں ساتھ ساتھ نشاچر کے نامدار   کرتے جھٹک کے دُم ہیں اُنھیں خاک سے دوچار

بھولے ہوئے ہیں اہل ستم اب سپہ گری
پوچھے کوئی کہاں گئی وہ سب سپہ گری

یوں چھوڑ کے لڑائی کو بھاگے سیہ تناں   ہوں جیسے تند باد سے ابر سیہ رواں
طفل و جوان و پیر ہیں سب صرف فغاں   برپا تمام شہر میں ہے شورِ الاماں

گالی سے یاد کرتے ہیں راون کو اہل شہر
کہتے بُرا ہیں عقل کے دشمن کو اہل شہر

آرام سے گذرتی تھی حاصل تھا ملک و مال   دانستہ مول لے لیا دشمنوں نے وبال
انجام کا کیا نہ بدانجام نے خیال   تاراج دستِ مرگ سے ہوگا زبوں خصال

ناحق ہماری جانوں کو ڈالا عذاب میں
ہونا پڑا شریک رہِ ناصواب میں

پہنچی ادھر جو خسرِو لنکا کو یہ خبر   صورت ہے انتشار کی لشکر میں سربسر
اکھڑے ہوئے ہیں پائے دلیرانِ نامور   ریچھوں کا بانروں کا سمایا ہوا ہے ڈر

سنتے ہی خشمناک شہِ اہرمن ہوا
یہ حکم فوج کے لیے اس کا معلن ہوا

کوئی جو رن سے بھاگے گا پیدل ہو یا سوار   اس کا پیے گی خون مری تیغ آبدار
محسن کشی روا نہیں عالم میں زینہار   مردوں کو رن سے بھاگنا ہے سخت ننگ و عار

پالا ہے جس نے اس کے نمک کا خیال ہو
اس کا شریک حالِ بروزِ جدال ہو

ایک ایک سن کے حکم یہ راون کا ڈر گیا   ناچار ہاتھ جان سے دھو کے پلٹ پڑا
یہ امر ہر طریق سے خاطر نشاں ہوا   جو مرد ہیں وہ کرتے نہیں صرفہ جان کا

دیتے ہیں جان جان لڑا کر لڑائی میں
دکھلاتے ہیں لڑائی کے جوہر لڑائی میں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

آخر وہ شب روانِ سیہ قلب بد شعار — ہو ہو کے منفعل ہوئے سرگرمِ کارزار
میداں میں آئے اسلحہ لے لے کے ایکبار — کرنے لگے وہ فوجِ شہنشاہِ دیں پہ وار

ریچھوں کے بانروں کے قدم بھی اکھڑ گئے
پتّے سے نیش پیڑوں کے مصیبت میں پڑ گئے

انگد کی نیل نل کی ہنوماں کی ہے پکار — بے تاب ہو رہے ہیں دلوں کو نہیں قرار
کرتے ہیں راکشس بھی غضب اسلحہ کی مار — چاروں طرف ہیں موت کے آثار آشکار

سرگرمِ جنگ لشکرِ اہلِ ضلال ہے
بھاگیں کہاں کہ جان بچانا محال ہے

جاسوس نے جو پورصبا کو خبر یہ دی — لشکر میں ہے حضور کے اس وقت ابتری
لڑتا تھا اندرجیت سے پچھم طرف جری — ہوتا نہ فتح یاب تھا آفت میں جان تھی

پیدا سبب جلال کا اک اور ہو گیا
بپھرا ہوا سا شیر وہ فی الفور ہو گیا

پتھر اٹھا کے بھاری چلایا جو تاک کر — اسوار کی لعیں کو کیا چور سر بسر
بے راحلہ کا ہو گیا عیّار بدسیر — رتھ بان کا پتہ نہ تھا جا کے مرا کدھر

سینے پہ لات ماری کہ بے شرم مر کہیں
چلتا ہے اہلِ شر سے بھی نادان شر کہیں

رتھ بان دوسرا لئے رتھ آ گیا وہاں — اسوار کر کے اس کو چلا جانبِ مکاں
موقع جو ہاتھ آیا ہوا کا وہ نوجواں — جا پہنچا اس سپاہ میں تھی ابتری جہاں

معلوم یہ خبر ہوئی تارا کے لال کو
لنکا میں پور پا گیا ہے جدال کو

تنہا ہے ساتھ فوج نہ لشکر نہ قافلہ — گیا رکتا رد کئے سے وہ بالی کا دلربا
سوچا کہ چل کے دیکھئے کیا ہے معاملہ — اک جست میں حصار کو وہ پھاند کر گیا

اک جا جو دو دلیر ہوئے کھیت پڑ گیا
باغِ حیات اہلِ خطا کا اجڑ گیا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

میناروں پر چڑھے ہوئے دونوں وہ نوجواں　　اوصافِ رام کرتے ہیں تفسیر سے بیاں
قبوں کے ساتھ ڈھاتے ہیں سونے کے وہ مکاں　　ہوتے ہیں دیکھ دیکھ کے خائف ستم گراں
عورات چھاتی پیٹتے ہیں کوئی بس نہیں
ان کا کوئی معین نہیں فریاد رس نہیں

کہتے ہیں سب کہ دونوں نہایت شریر ہیں　　کرتے بڑوں کے کام ہیں سن میں صغیر ہیں
سنتے ہیں یہ غلام شۂ قلعہ گیر ہیں　　مردانگی میں آپ ہی اپنی نظیر ہیں
آتے نہیں ادھم سے شرارت سے باز یہ
ہیں طالبِ رضائے شۂ سرفراز یہ

کہتی یہ بی بیاں ہیں ادھر دونوں من چلے　　دکھلاتے ہیں ڈراؤنی شکلوں کو زور سے
محلوں کی سیر کرتے ہیں وہ کود کود کے　　لنکا میں روک ٹوک نہیں ان کے واسطے
دیتے ستونوں کو ہیں ہلا اپنے زور سے
آتا زمیں کو زلزلہ ہے ان کے شور سے

بچوں کی طرح کھیلتے ہیں دونوں سورما　　کیا سوجھ بوجھ اور ہے اندازِ جنگ کیا
آتے ہیں گنبدوں سے سرفوجِ اشقیا　　اک اک شقی کو راہِ عدم دیتے ہیں دکھا
کہتے ہیں ذکرِ رام نہ کرنے کی ہے سزا
دم ان کے عشق کے یہ نہ بھرنے کی ہے سزا

ایک ایک کو جھپٹ کے پکڑ لیتے ہیں جواں　　ضربِ لگد سے کرتے ہیں چور اس کے استخواں
گردن سے سر اتار کے کرتے ہیں جب رواں　　راون کے آگے جاکے وہ گرتے ہیں بےگماں
تخصیص کا خیال بھی مدِ نگاہ ہے
غافل کوئی نہ فرض سے صاحب کلاہ ہے

جو خاص خاص ہوتے ہیں جرار اہل شر　　کرتے انھیں رواں ہیں سوئے شاہِ بحر و بر
کہتا ہے ان کے نام بھبھیکھن وفا سیر　　ہوتے ہیں وہ نجات کی دولت سے بہرہ ور
چشمِ مجاز کو ہیں وہ عبرت کا آئینہ
رکھتے ہیں پیشِ چشم حقیقت کا آئینہ

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

فعلوں پر ان کے رام کی مطلق نہیں نگاہ　　گو کھانے والے برہمنوں کے ہیں رو سیاہ
دل میں خیال کرتا ہے دشرت کا رشک ماہ　　غافل نہیں خیال سے میرے ہیں کینہ خواہ
دشمن ہیں یا کہ دوست ہیں بندے ضرور ہیں
سب مستحق لطف کے صاحب قصور ہیں

دیکھیو ہمارا رام کو ہے کس قدر خیال　　عادل ہیں وہ رحیم ہیں وہ اور ذو الجلال
اپنا قصور ہے کہ ہے غفلت شریک حال　　سمجھے نہ ان کی ذات کو ہم ذات لایزال
افسوس اب بھی ہوش میں آتے نہیں ہیں ہم
تھے جس جگہ مقیم وہیں کے وہیں ہیں ہم

لازم ہے نام رام سے ہو آشنا زباں　　بھولے بشر نہ یاد شہنشاہ دو جہاں
بندہ نواز ایسا نہیں زیر آسماں　　سہتے ہیں بندوں کے لیے غربت کی سختیاں
رکھتے ہیں بہتری خلائق سے واسطا
ہے ذات قدس کو نہ علائق سے واسطا

لنکا میں انگد اور ہنومان ہیں صرف جنگ　　دانا ہیں دار و گیر میں ہیں خشمگیں پلنگ
جاتے ہیں اڑ کے دشمنوں پر صورت خدنگ　　کرتے ہیں پشت اسپ سے راکب کو زیر تنگ
ہو کے سوار گھوڑے کو سرپٹ بھگاتے ہیں
انداز چابکی کے وہ اپنی دکھاتے ہیں

رہ جاتا ہے وہ دیکھتا منہ شہسوار کا　　کہتی بہادری کی ہے مر کیوں نہ بے حیا
غیرت بھی اس کی بھیجتی لعنت ہے برملا　　جب تیر ہاتھ سے گیا کیا زور رہ گیا
مردانگی کے ننگ کا کس کو خیال ہے
مدہوش جام کبر سے صاحب ضلال ہے

کرتے عجب تماشہ ہیں دونوں وہ صف شکن　　لیتے پکڑ ہیں پنجوں میں دو دیو سحر فن
ایک ایک کو لڑا کے وہ ہنستے ہیں بے سخن　　رکھتے روا نہیں ہیں مروت کا پھر چلن
کہہ دیتے ہیں کہ راہ عدم ہے کھلی ہوئی
کرنا معاف مجھ سے جو نیکی بدی ہوئی

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

یوں ہی تمام فوج کو تاراج کر دیا کوئی مقابلے میں نہ پھر آیا سورما
دن ختم ہو چکا تھا وہ مغرب کا وقت تھا دونوں دلوں میں سوچ نہیں وقت جنگ کا

اک بار اُچک کے آ گئے باہر حصار سے
صاحب ظفر ہوئے کرم کردگار سے

رگھوناتھ جی کے پاؤں پہ دونوں نے سر رکھا خوش ہو گئے حضور کہ دونوں ہیں باوفا
آیا معاً خیال تھکے ہوں گے سورما دیکھا جو چشم لطف سے کسل ان کا مٹ گیا

یوں تازہ دم وہ ہو گئے افضال رام سے
گویا پڑا تھا کام نہ محنت کے کام سے

لنکا سے آنا دونوں کا معلوم جب ہوا لشکر بھی ریچھوں بانروں کا دشت سے چلا
روز ازل سے حصہ ہے کچھ دیوزادوں کا ہوتے ہیں دن سے رات کو وہ زور میں سوا

دشمنوں کی دہائی کو دیتے جھپٹ پڑے
بزدل نہ خرس و بوزنہ کچھ تھے پلٹ پڑے

بانر کا اس طرف تو ادھر راکشس کا دل لڑتا ہے ایک ایک سے بے خدشہ و خلل
ایک ایک کو پکڑ کے گراتا ہے منہ کے بل کشتی ہیں ایک ایک سے بے طاق و بے بدل

ہاتھوں میں دونوں دامنِ ہمت کو ہیں لئے
ساتھ اپنے زورِ مردی و طاقت کو ہیں لئے

ہیں کالے کالے دیو قوی ہیکل و دلیر جن کے ہو دیکھنے سے بشر زندگی سے سیر
ریچھوں پہ بانروں پہ جھپٹتے ہیں مثل شیر کر لیتے ہیں اگرچہ وہ طاقت سے اپنی زیر

ریچھوں سے بانروں سے نہیں پیش پاتے ہیں
کشتی میں داؤں پیچ میں وہ منہ کی کھاتے ہیں

لڑتی ہے دونوں سمت کی یوں فوج بے خطر گویا سفید اور سیہ ابر عرش پر
تحریک سے ہوا کی ہیں ٹکراتے سر بہ سر ہمت مگر ہیں ہارے ہوئے دل میں اہل شر

غیرت سے ہاتھ دھو چکے قصد گریز ہے
لڑنے کی اب اُمنگ نہ جوش ستیز ہے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

لشکر کا رنگ دیکھ کے اتکائے سحر فن — صاحب رہا اکمپن و صاحب دغا اَوَن
سوچے طلسم و سحر سے لو کام بے سخن — خائف بہت ہے بانروں سے فوجِ اہرمن
پسپا کہیں نہ فوج ہو یہ احتمال ہے
بے مکر و حیلہ کار برآری محال ہے

ظلمت کا ابر چھا گیا میداں میں سر بہ سر — آتا نہیں ہے اپنا پرایا کوئی نظر
ہوتا ہے شور مار تو کھا جاؤ بے خطر — پتھر لہو نمک کی ہے بارش بھی زوروں پر
دھاریں لہو کی پڑتی ہیں تلوار کی طرح
چلتی ہوائیں ہیں نفسِ مار کی طرح

بے تاب خرس و بوزنہ ہیں سوجھتا نہیں — آتی نہیں ہے دیکھنے میں روشنی کہیں
کس سے لڑیں وہ جائیں کہاں ہیں وہ دل حزیں — دھنستے ہیں پاؤں ہو گئی تر خون سے زمیں
ایک ایک کو پکارتا آواز دیتا ہے
دشرتھ کے لاڈلے کا کوئی نام لیتا ہے

فریاد و الغیاث کا اک شور ہے مچا — ناچار و کشمکش میں ہے ایک ایک سورما
یہ راز جب ببھیکھن ذی جاہ پر کھلا — فوراً بلا کے انگد و ہنونت سے کہا
سنتے ہی اس خبر کے چلے دونوں من چلے
جیسے کماں سے ناوکِ شاہِ زمن چلے

سر تیر آتشیں کیا رگھبیر نے ادھر — یوں دور ہو گیا جو تھا ظلمت کا شور و شر
ہوتا ہے جیسے وسوسوں پر علم کا اثر — ہر چیز صاحب آنے لگی آنکھوں سے نظر
دوڑے اجالا ہوتے ہی سب بانر اور ریچھ
بپھرے ہیں مثلِ شیر غضب بانر اور ریچھ

رن میں خطا شعاروں کو دیتے ہیں وہ گرا — کہتے ہیں منہ دبا کے کہ لو نام رام کا
سمجھو ہمارے پنجوں کو تم پنجۂ قضا — کھوا کے رام ان سے اٹکھیل کرتے ہیں یہ ہا
کافر سے پوچھتے نہیں خیر اس کی جان کی
کہتے ہیں راس کوئی نہ دولت جہان کی

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

پہنچے ادھر سے انگد و ہنومنت نعرہ زن — دہشت سے زہرے ہو گئے آب آب بے سخن
دشمن دغا سے ہٹنے لگی فوج اہرمن — للکار کے پکارے ہنومان صف شکن

جاتے کہاں ہو دیکھو مرد جوان دو لڑو
تنہا ہوں میں جو چاہو تو تم مل کے دو لڑو

ناموس کے خیال سے مڑتے ہیں اہل شر — لیتا ہے ایک اک کو پکڑ باد کا پسر
اونچا اٹھا کے اس کو پھراتا ہے چرخ پر — دیتا پٹک زمین پہ ہے بے خدشہ و خطر

ظالم زمیں پر آتے ہی فی النار ہوتا ہے
اس کا نصیب اس کے نصیبوں کو روتا ہے

انگد بھی باز شوخیوں سے آتا ہے کہیں — آ جاتا ہے جو تیغ بکف کوئی اہل کیں
پیچھے سے کھینچ لیتا ہے پاؤں اس کا مہ جبیں — جھٹ منہ کے بل زمین پہ گرتا ہے وہ لعیں

اس کو اٹھا کے شکل سمندر دکھاتا ہے
قہر و جلال رام کا منظر دکھاتا ہے

دونوں بہادروں نے دکھائی وہ کارزار — اہل فلک بھی رہ گئے حیرت میں ایکبار
فوج عدو بھی ہونے لگی جا بجا فرار — لاشوں کے ڈھیر دم میں نظر آئے بے شمار

کتنے کراہتے ہیں سسکتے ہیں مرتے ہیں
دم کتنے توڑتے ہیں جہاں سے گزرتے ہیں

کرتے ہیں شور مل کے جو وہ دونوں نامدار — دشمن کے دلوں میں مردوں کے رہتا نہیں قرار
سورج کے ڈوبنے کا ہے اعدا میں انتظار — شب کی علامتیں ہوئیں گردوں پہ آشکار

آخر حضور رام گئے خرس و بوزنہ
دشمن پہ فتح یاب رہے خرس و بوزنہ

چشم کرم سے آپ نے سب پر نگاہ کی — پھر تازگی سی جسموں میں اک بار آ گئی
گویا گیا تھا رن میں نہ لڑنے کو ایک بھی — شہ کی نہیں یہ بات تعجب کی ہے کوئی

مختار کائنات ہیں ذی دست گاہ ہیں
شاہ اودھ کے لال ہیں صاحب کلاہ ہیں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

لی مشورت مشیروں سے دشمول نے اُدھر — وہ چاہیئے صلاح جو ہو نیک و کارگر
آدھی تو ختم فوج ہوئی آدھے نام ور — سب دیوزادے کٹتے ہیں بے دل مجھے نظر

گو بانروں سے ریچھوں سے مجھ کو خطر نہیں
ان کی تہوّری کا اثر قلب پر نہیں

تھا مالونت نام کا اک مردِ کُہنہ سال — راون کا جد مشیر بھی تھا صاحب کمال
دشمول سے وہ کہنے لگا سُن کے یہ مقال — پیارے یہ غلط نہ سمجھو کرو کہنے کو خیال

لائے چھپا کے جب سے ہو سیتا کو دیکھ لو
کیا صورت اس کی ہو گئی لنکا کو دیکھ لو

بدفالیاں بھی دیکھنے میں آتی ہیں تمام — ہے ساکنانِ شہر کو تو خواب و خور حرام
سرتابی آج کرتا ہے اقبال تھا غلام — راحت کی وہ سحر ہے نہ عشرت کی وہ شام ہے

اک رنج و اضطرار کا عالم ہے چار سو
تشویش و انتشار کا عالم ہے چار سو

تم رام سے خلاف نہ ہو دیکھو میری جاں — وید و پران جن کی ثنا میں ہیں تر زباں
ہاتھوں سے ان کے مارے گئے کتنے پہلواں — تھا جن کے زور و ظلم سے مجبور اک جہاں

بحرِ نوال رام ہیں رحمت کے باب ہیں
قہار بھی غضب کے وہ عالی جناب ہیں

ہے جن کے اختیار میں مرگ و حیات بھی — طاعت کا ان کی بھرتی ہے دم کائنات بھی
کرتے غضب بھی بندوں پہ ہیں التفات بھی — ہوتے ہیں بارگاہ میں حل مشکلات بھی

خلاقِ دو جہاں پسر کوشلا ہے آج
دل پر تمہارے یہ نہیں عقدہ کھلا ہے آج

عظمت کو ان کی مانتے ہیں عرش کے مکیں — برہما و شیو کے دل کے وہ ہیں بے بہا نگیں
سنبھلو ابھی تو وقت گیا ہاتھ سے نہیں — دشمن کو ان کے مر کے بھی راحت نہیں کہیں

سیتا کو دے کے اپنی خطا بخشواؤ تم
تاجِ غرور اتار کے حضرت میں جاؤ تم

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

سن کے یہ مالونت کی گفتار بد شعار غصہ میں بھر گیا نہ رہا ہوش زینہار
چبھتی تھی دل میں تیر کی صورت وہ بار بار بے اختیار بولا دشگریو نابکار
بڈھے نہ آپ ہوتے تو کرتا ہلاک میں
کردیتا قصہ آپ کی ہستی کا پاک میں

آتی نہیں ہے آپ کو غیرت مگر ذرا منہ کیجئے سیاہ ٹھہرنا نہیں روا
دریا غضب کا میرے ہے بے طور اُٹھ رہا سنتے ہی یہ خیال معاً اس کو آگیا
اس کی اجل لکھی ہوئی ہے تیر رام سے
مدہوش ہو رہا ہے تغافل کے جام سے

صلواتیں وہ سناتا ہوا اٹھا گھر گیا کی اُٹھ کے میگھ ناد نے بابا سے التجا
کل صبح دیکھئے گا کہ خادم نے کیا کیا جو کہہ رہا ہے اس سے کرے گا کہیں سوا
جس وقت اپنے زور کو یہ آزمائے گا
لشکر کے ساتھ رام کو نیچا دکھائے گا

القصہ رات گزری سپیدہ عیاں ہوا مصروف کارزار میں پیر و جواں ہوا
دل بانروں کا جانب لنکا رواں ہوا ہنگامہ گرم جنگ کا پھر درمیاں ہوا
دونوں طرف کے لڑتے ہیں جرار بے خطر
کرتے سلاحوں کے ہیں غضب وار بے خطر

پڑتی ہے چوب طبل پہ شہنا کی ہے صدا چلتی ہیں توپیں چلتے ہیں گولے کبھی شعلہ زا
ہر سو دھوئیں کی چھائی ہوئی ہے غضب گھٹا بجلی کی طرح کوندتی تیغیں ہیں برملا
چھینٹیں لہو کی اڑتی ہیں خنجر کی دھار سے
رن کی زمین پاک ہے گرد و غبار سے

مانند رعد کیا گرجتے ہیں نوجواں شن شن کے شور پھرتا ہے بے تاب آسماں
پڑتے ہیں گرز ژالوں کے مانند بے گماں ہوتے ہیں خرس و بوزنہ افگار و نیم جاں
اک بار ہلا کرتے ہیں بدعت شعاروں پر
قہر و ستم وہ ڈھاتے ہیں چابک سواروں پر

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

گھوڑوں کی ٹانگیں کھینچتے ہیں مل کے ایک بار — گر پڑتے ہیں زمین پہ ناچار راہ وار
چڑھ جاتے ہیں سواروں پر آ ہوئے شاخسار — کرتے ہیں ناخنوں سے دل و سینہ کو فگار
نوکِ سناں کا لیتے ہیں دانتوں سے کام وہ
کرتے ہیں شہسواروں کی ترکی تمام وہ

کس بل میں راکشس کبھی نہیں بانروں سے کم — کرتے ہیں بانروں کو تہِ خنجرِ دو دم
بانر مگر ہیں رن میں مچاتے عجب اُدھم — لیتے ہیں چھین نشچروں سے نیزہ و علم
جس سے وہ چھینتے ہیں اُسی پر چلاتے ہیں
میّت کی طرح جھنڈے پہ اس کو اٹھاتے ہیں

کوئی اکھاڑ لیتا ہے جڑ سے معاً شجر — اک بار نشچروں پہ چلاتا ہے بے خطر
آجاتے ہیں لپیٹ میں اس کی جفا سیر — گر گر کے جان دیتے ہیں ناچار اہل شر
بچ جاتے ہیں جو مرنے سے گھائل وہ ہوتے ہیں
جینے سے عمر بھر کے لیے ہاتھ دھوتے ہیں

جاتے ہیں خالی ان کے دمِ حرب ضرب وار — ہوتے ہیں خود نشانہ وہ خود ہوتے ہیں شکار
غافل اگرچہ وہ نہیں ہیں آزمودہ کار — انسان کو اجل سے نہیں چارہ زینہار
مقہور ہیں وہ رحمتِ خالق سے دور ہیں
صاحب صواب وہ نہیں صاحبِ فتور ہیں

دیکھا جو اندرجیت نے لشکر کا غیر رنگ — طبل و غا پہ چوب لگی نکلا بہرِ جنگ
جنگاہ میں وہ آیا مع فوج بے درنگ — اسوار تھے جلو میں لیے خنجر و تفنگ
تھا چترِ زر لگا ہوا رتھ پر سوار تھا
رفتار میں ہر اسپ ہوا سے دو چار تھا

نعرہ تھا کس طرف ہیں لکھن رام جلوہ گر — تیر افگنی میں سنتا ہوں دونوں ہیں نامور
سگریو اور نیل و نل و باد کا پسر — انگد و بد چچا مرے یہ لوگ ہیں کدھر
آئے مقابلے میں اگر دم کسی میں ہو
دکھلائے فنِ جنگ وہ ارماں جو جی میں ہو

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ورنہ کروں گا آج سپردِ قضا انھیں
ہرگز نہ راس آئے گی جنگ و دغا انھیں
کڑوا یہ ذوق زیست کا ہو جائے گا انھیں
بڑھ بڑھ کے یاد آئے گا پھر بولنا انھیں
یہ کہہ کے جوڑا تیر کماں میں شریر نے
لعنت دی اس کے فعل پہ اس کے ضمیر نے

اس کی کمان سے چلے یوں تیر شعلہ بار
اُٹھتے ہیں جیسے پا کے پھن کو سیاہ مار
ہوتے ہیں ریچھوں بانروں کے وہ جگر کے پار
گرتے ہیں وہ دل سے تحمل کو ایک بار
رُخ ریچھوں بانروں کے لڑائی سے پھر گئے
کھا کھا کے زخم تیروں کے میداں میں گر گئے

یارا نہیں ثبات کا جمتے نہیں قدم
ہیں بانر اور ریچھ گرفتار رنج و غم
جاتا رہا جو بھرتے دلیری کا تھے وہ دم
دل میں جو شوق لڑنے کا تھا ہو گیا وہ کم
ایسا نہ ایک تھا نہ ہو گھائل جو تیر سے
بے زار اک قلم ہوئے سب دار و گیر سے

دس دس تھے ایک ایک کے پیوست دل میں تیر
تیر افگنی پہ اپنی تھا نازاں بہت شریر
کٹ کٹ کے گرتی بانروں ریچھوں کی تھیں بہیر
اس وقت قہر اور غضب کی تھی دار و گیر
اک حشر اندرجت نے بپا کر دیا تھا آہ
تھا صاحب ہوس نہ تأمل آشنا تھا آہ

دیکھا جو حال فوج کا جھپٹا ہوا کا لال
اک بار اٹھا لیا جو تھا سب سے بڑا جبال
جس رتھ پہ تھا لعیں اسی رتھ پہ دیا وہ ڈال
اس کے لیے تو صاف وہ تھا قہر ذوالجلال
رتھ بان رتھ کے ساتھ مصیبت میں پڑ گیا
ظالم سلامت آہ رہا بخت لڑ گیا

اک جست کر کے پہنچا سر آسماں لعیں
للکار کے پکارا ادھر شیر خشمگیں
آ سامنے جو تجھ میں ہو ہمت جفا گزیں
دیکھوں ذرا الٹتا ہیں یہ تیری آستیں
آتا نہیں ہے زد پہ بچاتا ہے جان تو
کیا تجھ سے تو لڑے گا ہے خود ناتوان تو

CC-0 In Public Domain. Digitized by eGangotri

دانا تھا سن کے بات یہ خاموش ہو رہا
پہنچا حضورِ شاہِ اودھ پھر وہ بے حیا
بولا تمھیں ہو خسروِ دشرت کے دل ربا
تجھ سے لڑو گے رکھتے ہو تم اتنا حوصلا

شاہِ ملک کی ایک نہ تجھ سے چلی کبھی
سر بر لڑائی ان کی نہ تجھ سے ہوئی کبھی

میرے مقابلے کا نہیں ایک بھی جواں
تم میں تو دیکھتا میں نہیں طاقت و تواں
سنتا تو ہوں ضرور کہ ہو صاحبِ کماں
لیکن صلاح دیتا ہوں میں تم کو مہرباں

لو رن سے راہ گھر کی بھلائی اسی میں ہے
مانی اگر نہ بات برائی اسی میں ہے

میں کون اور کیا ہوں کھلے گا دمِ وغا
ان بانر اور ریچھوں کا ہے اعتبار کیا
جب رن پڑے گا بھاگے گا ایک ایک من چلا
تنہا کرو گے میرا بھلا کیا مقابلا

پیاری اگر نہ جان ہو تو آؤ جان دو
کہنے پہ میرے غور کرو اور کان دو

یہ کہہ کے جھپٹا رام پہ عیار ایک بار
کرنے لگا سلاحوں کی وہ ہر طرف سے مار
چلتے تھے تیر اور تبر گرزِ خار دار
نیزوں کے خنجروں کے نہ واروں کا تھا شمار

حربے لگا لگا کے گرجتا تھا بے خبر
کچھ نیک اور بد نہ سمجھتا تھا بے خبر

غور اس طرف یہ کرتے تھے دل میں شہِ غیور
مغرور اپنے زور پہ ہے صاحبِ قصور
ہو لینے دو جو اس کے ہیں ارمان دل سے دور
جھک جائے گا ابھی جو ہے سرکش بسر غرور

آخر وہ تیر سر گیا ہتھیار کٹ گئے
کچھ خوف تیر شاہ سے چل کے پلٹ گئے

کھسیانہ سا وہ ہو گیا یہ حال دیکھ کر
جادو کو لایا کام میں عیار سحر گر
کیا کیا طلسم اس نے دکھائے نہیں مگر
آگاہ اس کے سحر سے تھے شاہِ بحر و بر

ساحر کے آگے صاحبِ جادو کی کیا چلے
ناقص درم کی طرح نہ سحر و دغا چلے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اس طرح کھیل کرتا تھا شہ سے وہ سحر کار جیسے کوئی گڑر کو کو ڈرائے دکھا کے مار
غافل مگر تھا قدرتِ شہ سے خطا شعار شہ کی نہ منزلت کو سمجھتا تھا زینہار

سکّانِ عرش جس کی نہ قدرت کو پا سکے
نشچر کی کیا بساط جو قدرت دکھا سکے

جادو گری سے باز وہ آتا نہیں مگر برساتا ہے وہ انگروں کو جا کے عرش پر
جاری زمیں سے ہوتے ہیں چشمے کبھی بہ سر بارش لہو کی تیروں کی کرتا ہے بد سیر

آتے ہیں سنگ ریزے کبھی استخواں کبھی
گرد و غبار اڑتا کبھی ہے دھواں کبھی

کیا کیا طلسمِ سحر دکھاتا نہیں لعیں گیلی کبھی تو خشک کبھی ہوتی ہے زمیں
چھائی وہ تیرگی ہے نظر آتا کچھ نہیں گونجی صدا ہے دشتِ دغا میں یہ بالیقیں

کھا جاؤں گا تجھے، تجھے میں مار ڈالوں گا
آنکھوں سے پتلیوں کو تری میں نکالوں گا

گھبرائے نرس و بوز نہ ہیں آہ کیا کریں ناچار غیر چارہ ہیں کیونکر دغا کریں
کس طرح سر وہ راہِ وفا میں فدا کریں پھر رن میں ایک بار وہ محشر بپا کریں

آئی ہوئی سمجھتے ہیں اپنی قضا کو وہ
نادم ہیں طے نہ کر سکے راہِ رضا کو وہ

شہ مسکرائے ہتھکنڈے ظالم کے دیکھ کر وہ تیر سر کیا کہ مٹا سحرِ سحر گر
طالع ہوا جو مہر تو ظلمت کا کیا اثر خوش نود خرس و بوزنہ آنے لگے نظر

افضال بادشاہِ اودھ ان پہ ہو گیا
اقبال خواب سے اٹھا ادبار سو گیا

مانگی رضائے جنگ لکھمن نے حضور سے لشکر کے ساتھ لڑنے کو لے کے کماں چلے
سینہ کشادہ اور وہ بازو بھرے بھرے وہ رعب وہ جلالی نظر ہو نہ سامنے

آنکھیں کنول کی طرح جبیں آفتاب نور
خورشید و ماہ تاب کر کے اکتساب نور

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

چہرے سے آشکار جلالت کے ہیں نشاں — سب سانچے میں ڈھلے ہوئے اعضا ہیں گماں
رنگِ صبیح جسم سے ہوتا ہے یوں عیاں — گویا ہمالیہ ہے بصد جلوہ ضو فشاں
سر تا قدم ہیں حسن سراپا وہ ناز ہیں
دشرت کے یادگار ہیں گردن فراز ہیں

آمد سنی لکھن کی جو دیش ہول نے ادھر — صادر کیا یہ حکم جوانان نام ور
میداں میں جائیں لڑنے کو بے خوف و خطر — اک بار ظالموں نے کسی جنگ پہ کمر
لے لے کے تیغ و تیر و تبر دوڑے اشقیا
شیرانہ نعرہ کرتے ہوئے پہنچے اشقیا

مستِ مئے غرور وہ سب عقل گل گئے — جاتے ہی ظلم اور تعدی پہ تل گئے
ترکش کے بند تھے جو دہانے وہ کھل گئے — پیکاں نکل کے صورتِ صوتِ دہل گئے
سرسر کشی پہ کھینچا نشانوں نے دشت میں
بجلی گرائی بڑھ کے سنانوں نے دشت میں

ایک ایک کو پکڑتا ہے پامال کرتا ہے — بانر ہو راکشس ہو نہیں ایک ڈرتا ہے
سن سن کے شور باجوں کا غیرت سے مرتا ہے — مقدور بھر نہ سعی سے اپنی گزرتا ہے
ایک ایک کو پڑی ہے کہ لے جائیں فوق ہم
نام آوروں میں زیرِ فلک پائیں فوق ہم

بانر پکڑ کے نش چروں کے بازوئے گراں — پہلے طمانچے مارتے ہیں منہ پہ بے گماں
پنجوں سے کھینچ لیتے ہیں پہلو سے پھر وہ جاں — لے جاتے ہیں حصار تک ان کو کشاں کشاں
لنکا میں پھینک دیتے ہیں اک اک لعین کو
مردے بھی بھاری ہوتے ہیں ان کے زمین کو

دانتوں سے اور پنجوں سے لینے میں ریچھ کام — کرتے ہلاک راکششوں کو ہیں لاکلام
کیا کیا گرجتے ہیں وہ سلیح شور فتح کام — دہشت سے کانپ اٹھتا ہے سب لشکرِ لئام
ہوتے ہیں چاک چاک جگر قلب پاش پاش
روح رواں کو امن کے گوشے کی ہے تلاش

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کرتے جدا ہیں کتنوں کے سر جسم سے دلیر   لاشوں کے ہیں لگے ہوئے دشتِ غا میں ڈھیر
دونوں ہیں خرس و بوزنہ بپھرے شغال شیر   کھا کے شکست ہوتے ہیں عفریت آپ زیر

ہر سو ہیں دوڑتے تنِ بے سر جدال میں
الجھا ہے رشتہ جان کا ہستی کے جال میں

اڑتے ہوا میں ہیں سر بے تن ادھر ادھر   چلاتے ہیں کہ خرس و میا میں کے کاٹو سر
حیرت میں اہل عرش ہیں یہ حال دیکھ کر   آتا عجب ہے عالم انھیں جنگ کا نظر

خوش یوں ہیں جنگ بھی ہے نئی اپنے ڈھنگ کی
تصویر کھنچ رہی ہے شجاعت کے رنگ کی

منظر عجب ہے رن کا عجب رن کا ہے سماں   گھائل نظر یہ کرتے ہیں کس طرح شب رواں
گویا کہ ڈھاک پھولے ہیں جنگل میں ہیں رواں   رن کے گڑھے بھی خون سے بھر گئے ہیں قدر ہیں ہاں

کہتی ہے آڑ کے گرد یہ ان پر جمی ہوئی
انگاروں پر ہے راکھ کی چادر تنی ہوئی

لڑتا ہے اندرجیت لچھمن لال سے ادھر   زور آوری میں دونوں ہیں یکتا و نام ور
غصہ میں ہے بھرا ہوا جلاد بدسیر   کچھ مال آپ اس کو سمجھتے نہیں مگر

کہتے ہیں فخر اپنا نہ ظالم جتا مجھے
منظور جو تجھے ہو وہ کرتب دکھا مجھے

آخر تو ایک دن تجھے آنا ہے جال میں   کرتا نہیں خیال ہے تو کس خیال میں
کچھ فکر رنج کی نہیں شادی کے حال میں   گستاخ ہو رہا ہے جواب و سوال میں

ہم راہ ہیں رسالے یہ تیغ و تفنگ کے
ہوتے بھی وہ تیرے ہیں مردانِ جنگ کے

اس پر یہ مکر اور یہ جادو فریب چھل   تو کیا سمجھتا آپ کو ہے او زبوں عمل
پڑ جائے میں جو چاہوں ترے عزم میں خلل   پینا پڑے بہ جبر تجھے شربت اجل

رہ جائے تیرے جی کی نہ جی میں خیال ہے
تیرے ہلاک کرنے میں قیل و قال ہے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کہتے ہیں سحرکار کو ساونت لوگ کب   مغرور یہ طریقہ دلیروں کا ہے نہ ڈھب
رو پوش ہو کے لڑنا نہیں تجھ سے کچھ عجب   میں جانتا ہوں اس کا جو باعث ہے جو سبب
ساحر کو شرم ہوتی نہیں نونہال ہے
تو تاج دار ساحروں کا نابکار ہے
رتھ پر سوار ہو کے لڑائی کو ہے چلا   دو ہاتھ آخر کے تیغ کے یا تیر کے دکھا
خودکام خودغرض جو تھا وہ صاحب خطا   مکر و ریا سے کرتا رہا حمد و دعا
آخر جلال آگیا دشرت کے لال کو
سوچے بہت غرور ہے صاحب ضلال کو
جوڑا کماں میں تیر چلایا ہوا ہوا   دشمن کو اہل عرش کے بے را حلہ کیا
غیرت سے پیلا پڑ گیا چہرہ لعین کا   جھپٹا حضور پر وہ لئے تیغ جاں گزا
آتے ہی ہر طرف سے وہ تیروں میں گھر گیا
پہنچا کے عرصہ گاہ میں اقبال پھر گیا
کھا کھا کے زخم چھلنی ہوا جسم نابکار   دہشت سے باہر آتی نہ تھی اس کے جانِ زار
موقع سمجھ کے ہونے لگی بزدلی دوچار   دل میں خیال کرنے لگا اپنے بدشعار
اس قہر سے نہ راہ ملے گی امان کی
اعدا جواب دیتے ہیں رخصت ہے جان کی
اک دم چلائی سانگ عدو گیر شعلہ بار   جو برق سے نہ کم تھی چلانے میں نونہال
دشوار جاں بری تھی وہ تھی قہر کردگار   خالی کبھی نہ جاتا تھا دشمن پر اس کا وار
لچھمن کے سینے پر لگی بے خود سے ہو گئے
ہوتا تھا یہ خیال تھکاوٹ سے سو گئے
غفلت میں پا کے آیا وہ جلاد جب قریں   چاہا اٹھائے اٹھا نہ جسم شہِ زمیں
دھو کے حیا سے ہاتھ چلا بے خبر لعیں   آیا ہوا کی طرح ہوا کا منہ مبیں
آغوش میں اٹھا لیا دشرت کے لال کو
لے کے چلا وہ لچھمنِ فرخندہ فال کو

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

نافہم راکشس ہیں سمجھتے نہیں مگر — تابع ہیں جس کے حکم کے جن و ملک بشر
آسان اس سے لڑنا نہیں چاہیے جگر — کیا اس پہ فتح پائے گا کوئی، کوئی ظفر

اسرار اس کے کیا ہیں رضا کیا ہے کیا جبر
مشکل بہت زمانے میں ہونا ہے باخبر

ہوتی ہے جس پہ چشم کرم کوشلیش کی — واقف اس اختصاص سے عالم میں ہے وہی
ممکن نہیں وہ راز ہوں ظاہر جو ہیں خفی — آگاہ حکمت اور ہے قدرت سے آپ ہی

ظالم کی اک نمود تھی نشہ کا کرشمہ تھا
منظور دل جہاں کو دکھانا تماشہ تھا

ڈوبا جو آفتاب ہوئی تیرگی عیاں — دونوں طرف کے دشت سے واپس ہوئے جواں
پوچھا جہاں پناہ نے ہیں لکشمن کہاں — آپہنچا اتنی دیر میں ہنومنت ذی نشاں

بھائی کا حال دیکھ کے گھبرا گئے حضور
اک بار درد دل سے پریشاں ہوئے حضور

فرمایا جاموان نے اے دلبر نسیم — رہتے سکھین نام کے لنکا میں ہیں حکیم
لے آؤ جلد ان کو وہ ہیں حاذق و فہیم — گھر ان کے چھپ کے جانا نہ آگاہ ہو غنیم

یہ سن کے چھوٹی شکل میں صاحب ذکا گیا
لنکا سے لے کے وید کو واپس پھر آگیا

بڑھ کر سکھین نے لیے رگھبیر کے قدم — دیکھا لکھن کو رہ گئے خاموش ایک دم
فرمایا بادشاہ اودھ سے کہ محترم — صبر آشنا ہوں آپ یہ ہوتا ہے دور غم

غش آگیا ہے اور نہیں کوئی بات ہے
یہ بوٹی اس پہاڑ پہ عالی صفات ہے

بتلائے نام دونوں کے کی پھر یہ التجا — لا سکتا ہے یہ بوٹی مگر پور آباد کا
لانے کو شہ نے انجنی کے لال سے کہا — فوراً ہوا روانہ جواں مرد باوفا

اپنے ادائے فرض کا پابند ہے بڑا
دانا ذکی شجاع تنومند ہے بڑا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

جاتا ہے اپنی رَو میں وہ کرتا ہوا خیال دشوار کام بھی نہیں میرے لیے محال
کر سکتا ہوں ہے فضلِ شہنشہ شریکِ حال کون آج مجھ سا ہوگا کہ جس کی نہیں مثال
کرتا ابھی ہوں کام میں آقا کا غم نہیں
آیا نہ جو پہاڑ تو وہ یا کہ ہم نہیں

دشمن مول کو جو پیک نے دی اس طرف خبر پہنچا وہ کالَ نیم کے گھر آپ بد گہر
تھا مرحلہ جو پیش سمجھا یا وہ سر بسر سنتے ہی سر کو دھننے لگا وہ وفا سیر
کہنے لگا کہ عقل پہ کیا مار پڑ گئی
مغرور اب کبھی تیری نہ شیخی نہ بڑ گئی

لنکا میں آگ دُم سے ہنومان نے دی لگا موجود کیا نہیں تھا ترا زور کیا چلا
راہ اس کی روکنے کا خیال اور حوصلا تجھ پر جو راز فاش نہ تھا آج کھل گیا
آثار ہیں خراب بھلائی کے دن نہیں
آتے بلانے سے یہ برائی کے دن نہیں

کچھ پڑ گیا فتور ہے فہم و خرد میں بھی آتا نہیں سمجھ میں کہ نیکی ہے کیا بدی
کہتا ہوں صاف صاف کہ ہے مصلحت یہی ہرگز نہ کوشلیش سے تو ٹھان دشمنی
قادر سمجھ کے ان سے صفائی کا طور کر
پھر سوچ اپنے دل میں ذرا اور غور کر

ہے سروِ باغِ حسن جگر بند کوشلا پھیلی ہوئی ہے جسم کی کیا چار سو ضیا
گویا چمک میں برق کی کچھ نیل ہے گھلا نیلے کنول کی طرح لطیف اور خوشنما
نکھ سکھ سے دل ربا دلآرام رام ہے
وہ آسمانِ حسن کا ماہِ تمام ہے

تصویرِ رام دل کے تو آئینہ میں لگا جھگڑا خودی کا سر سے یہ نادان ہال اٹھا
اٹھ آہ گیا ہے نیند میں غفلت کی سو رہا جس کی حیات و مرگ بھی ہیں چاہتی رضا
اس کو شکست دینا یہ تیرا خیال ہے
کیا زور تو دکھائے گا تو خود نڈھال ہے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

راون کے تیور آئے جو بدلے اسے نظر — سمجھا کہ مانے گا نہیں کہنا یہ تاج ور
کرتا خلاف اس کے میں ہوں حکم کے اگر — کاٹے گا یہ گلا مرا خنجر سے بے خطر

بہتر ہے دستِ پور صبا سے ہلاک ہوں
میری بساط کیا ہے کہ میں مشتِ خاک ہوں

جس راستے سے آرہا تھا انجنی کا لال — اس راستے میں سحر کا پھیلایا اپنے جال
تالاب باغ قصرِ دل آویز و بے مثال — آیا نظر نگاہ کو بے شبہ و احتمال

درویش باکمال کی صورت میں آپ تھا
یکتا وہ اپنے فن میں حقیقت میں آپ تھا

دیکھا ادھر دلیر نے بے خوب یہ مقام — غلبہ تھا تشنگی کا اسے تھا وہ تشنہ کام
آیا قریب اب ہوئی رگھو سے رام رام — پانی کا خواستگار ہوا پھر با احترام

درویش نے بڑھایا کمنڈل کہ لو پیو
میٹھا ہے اور ٹھنڈا ہے تم پانی تو پیو

بولا جری کہ پیاس لگی ہے بہت مجھے — کافی یہ تھوڑا پانی نہ ہوگا مرے لئے
کہنے لگا فقیر میں واقف ہوں حال سے — راون کی کیا نمود ہے رگھوپت کے سامنے

دشرت کے لال ہوں گے ظفریاب بالیقیں
ہوگا نشانہ تیر کا کذاب بالیقیں

ہوگا وہ کام جاتے ہو تم جس کے واسطے — کہنا یہ ایک بات مگر تم سے ہے مجھے
آقا کا کام چاہتے ہو تم اگر بنے — تالاب میں نہا کے یہاں آؤ بس چلے

اسرارِ حق میں تم سے کروں گا بیان کچھ
دیکھو تمھیں سناؤں گا میں داستان کچھ

صاحب بصر بناؤں گا تم کو میں اس لیے — پہچان میں نہ بوٹی کی پھر کوئی شک رہے
تالاب میں جو رکھا قدم اس دلیر نے — پکڑا قدم دلیر کا مکری نے دانتوں سے

اس کو وہیں مسل جو دیا حور بن گئی
اڑ کے زمیں سے جانبِ چرخِ کہن گئی

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

جا کے فرازِ عرش پکاری وہ رستگار　　اے انجنی کے لال میں قربان میں نثار
کھویا ہوا حضور سے پایا ہے اقتدار　　تھی بددعائے رگھ سے مقید میں دل فگار

یہ راکشس ہے مردِ حق آگاہ یہ نہیں
دشمن ہے کینہ جو ہے ہوا خواہ یہ نہیں

یہ کہہ کے وہ روانہ ہوئی اس طرف ادھر　　درویش کے قریب گیا صاحب ظفر
بولا کہ پہلے مجھ سے سبق پڑھ تو بے خبر　　پھر مجھ کو تو پڑھانا سبق او زبوں سیر

دُم میں لپیٹ کے اُسے ٹپکا زمین پر
بس مردنی سی چھا گئی ساحر لعین پر

آیا وہ راستی پہ دمِ مرگ بد شعار　　نکلی جو جان رآم کی ہونٹوں پہ تھی پکار
خوش ہو گیا یہ سن کے وہ جرار نام دار　　پہنچا وہاں جو اس کو تھا منظور کوہسار

بوٹی کی جو شناخت میں حیران ہو گیا
مایوس انجنی کا وہ دل جان ہو گیا

اک بار پھر جلال میں جرار آ گیا　　اک دم پہاڑ اکھاڑ کے صحبا تواں چلا
طے کرتا تھا اندھیرے میں گردوں کا راستا　　اس کا اجودھیا کے جو اوپر گزر ہوا

نش چر ہے یہ خیال بھرت جی کو آ گیا
یہ نقش ان کے دل میں جگہ صاف پا گیا

کھینچی کماں اٹھا کے نہ وقفہ لگا ذرا　　جس تیر سے نہ چال تھی وہ تیر سر کیا
بے خود زمیں پہ تیر کے لگتے ہی آ گرا　　جاری زباں پہ رآم کا اسم شریف تھا

گھبرا گئے یہ سنتے ہی آواز بس بھرت
جلد اٹھے دیر کی نہ رکے یک نفس بھرت

پایا جو عشق میں گود میں اپنی بٹھا لیا　　آتا نہیں ہے ہوش ہیں فکریں ہزار ہا
مغموم و آب دیدہ ہوئے صاحبِ وفا　　مایوس ہو کے کہنے لگے آپ برملا

اس کا یہ قہر ہے جو خفا کردگار ہے
جو باعثِ فراق شہ نامدار ہے

جو بھائی جان سے مجھے الفت ہے بے ریا   لیل و نہار جان سے رہتا ہوں میں فدا
ان کے سوا بھروسا نہیں مجھ کو غیر کا   آقا انھیں غلام میں ہوں خود کو جانتا

نخچیر تیری دُور ہوا یدا بہ فضلِ رام
ہو پھر تو اہل ہوش و توانا بہ فضلِ رام

سنتے ہی اس صدا کے وہ یوں اُٹھ کھڑا ہوا   جس طرح کوئی نیند میں تھا جاگ وہ اٹھا
خوش خوش اسے بھرت نے گلے سے لگا لیا   بولے معاف کرنا کہ مجھ سے ہوئی خطا

خوش ہیں سیا و لکشمن و رام مہرباں
ہیں جلوہ گر کہاں وہ دلا رام مہرباں

جو حال تھا وہ مجملاً اس نے کیا بیاں   دل میں ہوئے پسن کے بھرت غم سے ناتواں
کرنے لگے خیال تاسف سے بے گماں   میرے سبب سے رنج اٹھاتے ہیں بھائی جاں

افسوس کوئی کام نہ میں ان کے آ سکا
مجبور بندگی تھا نہ میں ساتھ جا سکا

لیکن تحمل وہ اور تھا چپ رہ گئے حضور   بولے یہ پون زاد سے اے صاحب شعور
عرصہ لگے گا طے ابھی کرنا ہے راہ دُور   ہو تیر پر سوار تکلف ہے کیا ضرور

پہنچاؤں گا میں دم میں تمھیں بھائی جان تک
محسوس مہرباں نہ ہوگا تکان تک

اول غرور آ گیا دل میں غیور کے   کیا تیر چل سکے گا بھلا میرے بوجھ سے
آیا خیال پھر یہ ہیں دشرت کے لاڈلے   ان سے بعید کچھ نہیں ہیں شہ بھی چاہتے

کی التماس خاطر الفت مآب سے
جاؤں گا تیر سا میں طفیل جناب سے

لے کے قدم بھرت کے روانہ ہوا جری   اثنائے راہ گفتگو اس کی یہ دل سے تھی
بے مثل ذاتِ پاک بھرت کی ہے واقعی   نکلے گا اس صفت کا نہ عالم میں ایک بھی

اخلاق کی ہیں روح مروت کی جان ہیں
صاحب ریاض و کشف ہیں صفا نشان ہیں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

تھا اس طرف یہ حال شہ نامدار کا
بھائی کو دیکھ دیکھ کے ہوتا تھا غم سوا

چھاتی سے تھے لگائے ہوئے شاہ دوسرا
پورِ صبا کے آنے کا سخت انتظار تھا

فرماتے لکشمن سے تھے کیسی ہے بے خودی
کیوں منہ سے بولتے نہیں اچھی ہے بے خودی

مغموم مجھ کو دیکھ نہ سکتے تھے آہ تم
ہر طرح جاں نثار تھے تم خیر خواہ تم

فرماں پذیر میرے تھے بے اشتباہ تم
غربت میں بیکسی میں تھے پشت و پناہ تم

وہ پیار آج کیا ہوا الفت وہ کیا ہوئی
یک لخت محو دل سے تمہارے وفا ہوئی

ماں باپ سے کنارہ کیا میرے واسطے
راحت وطن کی چھوڑ کے ہمراہ ہو لئے

آفاتِ ارضی اور سماوی بھی سب سہے
بھائی مگر نہ مجھ سے جدا تم کبھی ہوئے

تم سے نہ ایسی مجھ کو تھی امید لکشمن
شرطِ وفا کی کرتے ہو تردید لکشمن

بھائی جو ہوتی پہلے سے اس امر کی خبر
ہوگا مرے لئے یہ سفر موجبِ سقر

غربت میں مجھ سے بچھڑوگے اے قوتِ جگر
موڑو گے منہ کو میری اطاعت سے سر بسر

میں تو کبھی نہ مانتا بابا کے حکم کو
لاتا بجا نہ خسروِ والا کے حکم کو

ملتا جہاں میں کیا نہیں فرزند زوج مال
ملنا مگر برادرِ عینی کا ہے محال

افسوس یہ ہے تم اسے کرتے نہیں خیال
دیکھو میں ہو رہا ہوں پریشان و خستہ حال

پہلو میں دل تڑپتا ہے سینا بھی چاک ہے
تم سے بچھڑ کے یہ مرا جینا بھی خاک ہے

میرے یہ اضطراب کا عالم ہے اے لکھن
بے تاب جیسے سانپ ہو جاتا رہا ہو مَن

بے کل بغیر سونڈ کے ہاتھی ہو بے سخن
مضطر بغیر بال کے ہو طائر چمن

دیکھو نہ یوں کڑھاؤ اٹھو بات تو کرو
کیوں ہو خفا خطا مری اثبات تو کرو

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

تم سے بچھڑ کے جانتا ہوں زیست پھر کہاں — بالفرض زندہ رہ گیا میں زار و ناتواں
کس منہ سے آہ ہوں گا میں سوئے وطن رواں — پوچھیں گے جب کہ مجھ سے تمھیں اہل خانداں
تم کو میں کھو کے آیا ہوں کیوں کر کہوں گا میں
عورت سے تھا سوا نہ برادر کہوں گا میں

کہتے یہ لوگ رام نے سیتا کو کھو دیا — یہ ننگ صاف دل کو گوارا تھا بے ریا
تم کو گنوایا ہاتھ سے افسوس کیا کیا — زنہار کام آیا نہ اپنے دیا لیا
مضطر ترے الم میں دلِ داغ دار ہے
تیرِ غمِ فراق سے سینہ فگار ہے

اماں نے تم کو میرے کیا تھا سپرد آہ — پیارے تھے اس کے دل کو تم اے رشکِ مہر و ماہ
دیکھے گی جب نہ ساتھ تمھیں وہ جیا پناہ — کیا کیا نہ اپنے دل میں کرے گی وہ اشتباہ
پوچھے گی آہ جب تو میں دوں گا جواب کیا
بھیا مجھے بتا دو یہ اس کا جواب کیا

اظہار حالِ غم یونہی کرتے حضور تھے — سن سن کے غم سے پھٹتے تھے سینے ہر ایک کے
اتنے میں پوربادے آ کے قدم لیے — خوش ہو گئے حضور خوشی سے گلے ملے
بشاش چہرے ہو گئے سب خاص عام کے
صاحب وفا وہ بندے تھے شاہِ انام کے

منشائے رام کیا ہے بشر جانتا نہیں — دکھلاتے ہیں بشر کے فرائض شہِ زمیں
ورنہ ہیں بے نیاز غنی ربِّ عالمیں — زنہار ہو بشر نہ تغافل سے ہم قریں
چون و چرا کی تاب نہ طاقت مقال کی
سرکار ہے بلند شہِ ذوالجلال کی

فوراً سکھین وید نے فکر علاج کی — اک بار دور ہو گئی سومتر کی غشی
اٹھ بیٹھے یوں وہ خواب سے جیسے اٹھے کوئی — ریچھوں کو بانروں کو مسرت ہوئی بڑی
لپٹا لیا کلیجے سے بھائی کو شاہ نے
چومے قدم حضور کے اس کج کلاہ نے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

پہنچا دیا سکھین کو ان کے مقام پر — اس واقعے کی پہنچی جو دشمن ہول کو خبر
رویا وہ کال نیم کے ماتم میں اہل شہر — صاحب شجاع ایسا جہاں سے گیا گذر

جو جو کہ نام ور تھے وہ سب کام آ گئے
ملک عدم کی سیر کو صاحب دغا گئے

راون کو جن پہ ناز تھا تجھ سے ہیں اہل زور — جن کی بہادری کا تھا دونوں جہاں میں شور
تن خاک میں اٹے ہیں لہو سے ہیں شور بور — آنکھیں کھلی ہوئی ہیں نظر میں ہے راہِ گور

غرّہ دلاوری کا سر دل سے نکل گیا
دل ایک اک کا آتشِ کینہ سے جل گیا

صورت بیان کیا کروں راون کی ضیق کی — عالم تھا انتشار کا اک عقل سلب تھی
آخر وہ پاس کنبھ کرن کے گیا شقی — دیکھا کہ گہری نیند میں اس وقت ہے اخی

تھی بے بسی جگا دیا بھائی کو خواب سے
کی خوب خاطر اس کی شراب و کباب سے

بھائی کو دیکھا بھائی نے مغموم و دل فگار — اگلی سی آب و تاب نہیں رخ کی زینہار
بھائی سے پوچھا اس نے ہے کیا وجہ انتشار — کہنے لگا جو حال تھا مغرور نابکار

بولا یہ سُن کے بھائی سے وہ کیا غضب کیا
جب بات بڑھ گئی مجھے آگاہ جب کیا

کیا کیا جوان اور سلیح فنور مر گئے — غالب جو لوریوں پہ تھے جی سے گذر گئے
ہمراہ اپنے لے کے وہ اپنا ہنر گئے — پیدا دلاوروں میں عجب نام کر گئے

افسوس ان سے ہو گیا خالی زمانہ آج
تیرِ قضا کے ہو گئے وہ سب نشانہ آج

لے آنا جانکی کا مناسب نہ تھا حضور — سچ پوچھئے تو اپنی خطا اپنا ہے قصور
بے شبہ ہے بعید شرافت سے اور دور — لازم نہیں بشر کو ہے کرنا بہت غرور

دشرت کا لال آپ سمجھتے ہیں رام کو
کرتے بشر خیال ہیں شاہ انام کو

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

فرماں پذیر جس کا ہنوماں سا ہو جری　　غفلت ہے آہ سمجھیں اسے ہم جو آدمی
کرتا ہوں التماس ادب سے میں اے اخی　　طاعت قبول کیجئے دشرت کے لال کی
ہر طرح ہے اسی میں بھلائی حضور کی
ہو گی عنایت آپ پہ شاہِ غیور کی

ناروں نے مجھ سے جو کئے تھے رازِ حق بیان　　ان کو ضرور آپ سے میں کہتا بھائی جان
موقع نہ تھا کہ خواب کا غلبہ تھا بے گمان　　اس سے لڑائی ٹھانی جو ہے رب دو جہان
جس کی رضا کے اہل فلک خواستگار ہیں
پابند جس کے حکم کے لیل و نہار ہیں

اپنے گلے سے مجھ کو لگا لیجئے حضور　　جاتا ہوں اب میں جانبِ شاہنشہ غیور
جلووں سے جن کے ہوتا ہے آنکھوں میں اور نور　　ہوتا ہے دیکھنے سے عجب قلب کو سرور
صورت وہ سانولی ہے قیامت بلا کی ہے
صبر و قرار خاطرِ درد آشنا کی ہے

کیا کیا صفات اور میں ان کے کروں بیاں　　آفات ارضی اور سماوی سے بے گماں
رہتا ہے زیر سقفِ کہن گوشہ اماں　　دلکش ہے ہر ادائے شہنشاہِ دو جہاں
طاقت نہیں یہ میری کہ مدح و ثنا کروں
کہتا ہے دل سر اُن کے قدم پر فدا کروں

یہ کہہ کے وہ چلا تو بپا تہلکہ ہوا　　ریچھوں میں اور بانروں میں شور مچ گیا
کالا پہاڑ آتا ہے وہ صورتِ بلا　　جانوں کی خیریت نہیں ہم راہ ہے قضا
کہتا ہے اب تو طور لڑائی کا اور کچھ
ہم کو بھی چاہیئے کہ کریں دل میں غور کچھ

تنہا حصار پھاند کے نکلا وہ پیل تن　　ہوتے حواس و ہوش ہیں نظارے سے ہرن
وہ ہاتھ اور پاؤں وہ قد و قامت اور تن　　فربہ دراز اور گراں بار بے سخن
ظالم کی ناک کان کا سوراخ غار ہیں
مانند کاہ جسم کے بال آشکار ہیں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ایک ایک دانت صاف ہے برش میں نیچا　　پیکر نہیں نمونہ ہے قہر الٰہ کا
گردن بنا رہی ہے شجر کا ہوں میں ثنا　　کہتے ہیں سر کے بال ہے چھائی ہوئی گھٹا
سینے کے طول و عرض کا مشکل حساب ہے
اپنی نظیر آپ ہے اپنا جواب ہے

آ کے قدم پہ بھائی کے رکھا ادب سے سر　　بھائی کو آتے دیکھا بھبیکھن نے جب ادھر
سمجھا کہ ہے یہ عاشق رام نکو سیر　　نام اپنا جب لیا ہو آغوش حسن کے سر بسر
سینے سے فرط جوش وفا سے لگا لیا
اک بار اپنی گود میں اس کو اٹھا لیا

دشمن ہوں میری رائے سے برہم بہت ہوا　　بھائی سے دست بستہ بھبیکھن نے پھر کہا
منت سنی نہ کہنے کو مطلق مرے سنا　　ضرب لگد سے بزم سے مجھ کو جدا کیا
ناچار اختیار یہ رفتار میں نے کی
چپ ہو رہا نہ حجت و تکرار میں نے کی

رہتی ہے خاص مجھ پہ عنایت حضور کی　　آخر جناب رام میں آ کے پناہ لی
محروم اس جناب سے جاتا نہیں کوئی　　بیکس نواز میری تو سرکار ہے بڑی
بے مطلب آئے یا کہ غرض سے نہال ہے
یکساں ہر اک پہ رام کا بذل و نوال ہے

تو فخر قوم کا ہوا آج اپنی ذات سے　　بھائی سے بولا کنبھ کرن آفریں تجھے
دشمن ہوں کے وتیرے نہایت ہیں اب برے　　طالع نصیب ہو گئے کیا خاندان کے
کیوں مانتا بھلا تری رائے صواب کو
لاتا کہاں سے حائل بار عذاب کو

بس الوداع خدمت شاہ اودھ میں جا　　مجبور میں ہوں ساتھ نہ بھائی کا چھوڑوں گا
میری نظر میں پھرتا ہے نقشہ جدال کا　　مختل دماغ ہو رہا ہے نشہ ہے سوا
غافل نہ ہونا رام کی طاعت سے اے عزیز
ملتا شرف جہاں میں ہے خدمت سے اے عزیز

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

بھائی کا حکم پا کے ببھیکھن پلٹ پڑا پہنچا حضورِ شاہ اودھ حال سب کہا
لشکر میں کوشلیش کے واقف ہر اک ہوا راون کا بھائی آتا ہے رن میں پئے وغا
دوڑا پہاڑ لے کے ہنوماں جدال کو
بڑھنے سے جا بجا باز رکھے بدخصال کو

ہر چند پتھروں سے وہ کرتا تھا سنگسار کرتے تھے خرس و بوزنہ بھی پتھروں کے وار
لیکن نہ اس کے جسم کو ہوتے تھے ناگوار آتا تھا جھومتا ہوا بدمست نابکار
تھے یوں نہ سنگ وجہِ غم اس قہرناک کے
ہوں وجہِ غم نہ ہاتھی کو پھل جیسے ڈھاک کے

بے حاصل اپنی سعی جو دیکھی تو ایک بار ماری وہ مشت ابنِ صبا نے کہ نابکار
بس منہ کے بل زمیں پہ گرا ہو کے بے قرار اٹھا بھرا غضب میں ستم گارہ بدشعار
وہ گھونسا مارا لال ہوا کپی گر پڑا
جلاد نیل نل کی طرف صاف پھر پڑا

گھونسوں نے دونوں کو بھی گرا کے زمین پر رن میں یہی وہ کرنے لگا کھیل اہلِ شر
لاکھوں زمیں پہ گرتے ہیں ساونت نامور ریچھ اور بانر آتے نظر ہیں تتر بتر
بیزار جنگ سے ہیں پریشاں ہیں زار ہیں
اس وقت بزدلی کا سراسر شکار ہیں

سگریو انگد اور کبھی بانر بڑے بڑے بے خود زمیں پہ مشت کی ضرب سے ہیں پڑے
لشکر میں کوئی ایسا نہیں اس سے جو لڑے رکھا کسی کو اس نے نہ میدان میں کھڑے
سگریو کو بغل میں دبا کر چلا لعیں
گرجا مثالِ شیر اور آگے بڑھا لعیں

حیرت کدہ ہے عالمِ اسباب بالیقیں کیا کیا دکھاتا ہے وہ کرشمے خبر نہیں
قائم ہے جس کی ذات سے یہ چرخ یہ زمیں پائے گا اس سے پیش نہ مغرور اہلِ کیں
چاہے جو وہ تو درہم و برہم زمانہ ہو
ظالم کی کیا بساط اجل کا نشانہ ہو

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

منظور دیکھنا ہے تماشہ حضور کو — دیتے ہیں موقع اس لیے صبا قصور کو
دکھلائے اپنی تاب و تواں کے غرور کو — ظلمت سے ورنہ خوف و خطر کیا ہے نور کو

غفلت میں آدمی نہ گرفتار آہ ہو
شہ کی رضا پہ چاہیے ہر دم نگاہ ہو

جاتی رہی جو پورِ صبا کی ادھر غشی — لشکر میں ڈھونڈنے لگا سگریو کو جری
سگریو کی بھی غش سے ادھر آنکھ کھل گئی — دیکھا بغل میں دابے مجھے سخت ہے شقی

اول خیال مرگ کا خاطر نشاں ہوا
ہمت سے پھر وہ چارہ شہ بانراں ہوا

ناک اور کان کاٹ کے گھایل اسے کیا — اک دم بغل سے تیر کے مانند اُڑ گیا
دیکھا جو راکشس نے ہے سگریو جا رہا — پکڑا قدم گھما کے زمیں پر ٹپک دیا

فوراً اٹھا دلیر پچھاڑ اشریر کو
مجرا کیا پہنچ کے شہ قلعہ گیر کو

جھپٹا وہ ریچھ بانروں پر پھر بہ صد غضب — دیکھا بلا کو آتے تو بھاگے وہ سب کے سب
خائف تھے اس کی شکل سے وہ حضرت صبا عجب — تھا دل نشیں خیر نہیں جانوں کی ہے اب

اول یہ آپ قہر سراسر ہے نابکار
بے کان اور ناک کا اس پر ہے نابکار

لے لے کے کوہ اور شجر دوڑے جاں نثار — سب مل کے پھینکنے لگے ظالم پر ایک بار
دیتے دہائی رام کی ہیں وقت کارزار — کہتے ہیں پیش رام ستم گر کا کیا وقار

کھل جائے گا پچھڑے گی لڑائی جو شاہ سے
ہوگا ہرن یہ نشہ سیہ روسیاہ سے

گو ہر طرف سے چلتے ہیں پتھر تیغ و شجر — جسمِ لعیں پہ ہوتا نہیں مطلقاً اثر
آخر بھرا ہوا وہ غضب میں بڑھا ادھر — کھانے لگا وہ بانروں ریچھوں کو بے خطر

کتنوں کو رکھ کے منہ میں نگل جاتا ہے لعیں
کتنوں کا خون پی پی کے غراتا ہے لعیں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

رکھ رکھ کے منہ میں لاکھوں کو جاتا ہے وہ نگل   جیسے سمائیں غار میں مور و ملخ کے دَل
آتے ہیں ناک کان کی سب راہ سے نکل   جاری ادھر ادھر ہے برابر یہی عمل
ایسی نہ دیکھنے میں کبھی جنگ آئے گی
دُنیا ہزار رنگِ تغیر دکھائے گی

سرگرمِ کارزار تھا وہ صاحبِ گناہ   اپنی دلاوری پہ تھی مغرور کی نگاہ
اس امر پر تُلا تھا دو عالم کرے تباہ   ملتی نہ ریچھوں بانروں کو تھی رہِ پناہ
نیچے میں تھے قضا کے رہائی محال تھی
اس آفتِ جہاں سے لڑائی محال تھی

یارا ثبات کا نہ رہا پاؤں اکھڑ گئے   لے لے کے اپنی جانوں کو میدان سے چلے
آگاہ اس خبر سے سری رام جب ہوئے   لنکا سے دیکھے آتے ہوئے دیووں کے پرے
فرمایا لکشمن سے ببھیکھن سے اس طرف
لشکر کو دیکھو جاتا ہوں نِشِ چر ہے جس طرف

فرما کے یہ حضور نے باندھے جٹا کے بال   لے کے کمان تیر چلے شیر کی مثال
کھینچی کماں تو صوتِ کماں سے ہوا یہ حال   اک بار بہرا ہو گیا سب لشکرِ ضلال
سانپوں کی طرح تیر بھی پھنکارتے چلے
شہ کے قدم پہ فرقِ عدو وارتے چلے

کٹ کٹ کے تیرِ رام سے گرنے لگے لعیں   ثابت رہے نہ رُخ نہ سر و سینہ و جبیں
پرزے لباس جسم ہوا چاک آستیں   ضربت سے ٹکڑے ہو ہو کے تلواریں رہ گئیں
کتنوں کے شانے کتنوں کے بازو جدا ہوئے
بے کار شل صاحبِ شل دست و پا ہوئے

لاکھوں کراہتے ہیں تڑپتے ہیں مرتے ہیں   اٹھ اٹھ کے بے حیائی سے پھر جنگ کرتے ہیں
آتے ہوئے مقابلے میں شہ کے ڈرتے ہیں   پیکانِ شہ کے گھاٹ ستم گر اترتے ہیں
پاتے وہ جب نجات ہیں جب جان دیتے ہیں
ہنگامِ نزع نام شہنشہ کا لیتے ہیں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

لگتے ہی تیر ہوتے ہیں بے تاب اہل شر — کرتے ہیں شور بادلوں کی طرح سر بہ سر
صورت پناہ کی نہیں آتی کہیں نظر — ان کے لیے نہ مامن و ملجا نہ ہے مفر
بھاگیں کہاں کہ موت تو سر پر سوار ہے
اقبال ہے معین نہ مُمِد روزگار ہے

لشکر ستم شعاروں کا جب کام آ چکا — ترکش میں شہ کے تیروں کا پھر داخلہ ہوا
دیکھا ادھر جو کنبھ کرن نے یہ ماجرا — اک بار اور غیظ و غضب میں وہ بھر گیا
دوڑا اٹھا کے بھاری سا پتھر ستم شعار
گرجا چلا کے جانبِ بانر ستم شعار

آتے جو دیکھا سنگِ گراں شہریار نے — تیروں سے ریزہ ریزہ کیا ایک بار اسے
حیرت میں رہ گیا وہ ستم گار دیکھ کے — لڑنے کو اس بلا سے شہِ بحر و بر بڑھے
تیروں کے وار کرنے لگے نابکار پر
جرأت نثار ہونے لگی وار وار پر

چھپ چھپ کے ہوتے جسم لعیں سے ہیں یوں جدا — ابر سیہ میں حال جو ہوتا ہے برق کا
جاری لہو نہیں تنِ ظالم سے بے ریا — کوہِ سیہ سے گیرو کا دریا ہے بہہ رہا
آئینہ ہے لہو سے تنِ بد شعار پر
پھولی شفق ہے گنبدِ نیلی حصار پر

آیا جو حال غیر ستم گار کا نظر — اک بار بانر اور ہوئے ریچھ حملہ ور
آئے قریب کنبھ کرن وہ لیے شجر — عفریت ٹھٹھا مار کے گرجا بہ کرّ و فر
یعنی بساط ان کی ہے کیا میرے سامنے
ٹھہریں گے جنگ میں یہ بھلا میرے سامنے

کرنے لگا وہ درہم و برہم سپاہ کو — ثابت قدم نہ رکھا کسی کج کلاہ کو
بھاگے وہ چھوڑ چھوڑ کے سب عرصہ گاہ کو — کالی بلا سمجھتے تھے اس روسیاہ کو
وحشت سے سینے چاک کلیجے فگار تھے
پہلو میں دل ہے سہمے ہوئے بے قرار تھے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

عبرت فزا عجب تھا سماں رزم گاہ کا — ایک ایک کو وہ ضربِ لگد سے گراتا تھا
بازو کسی کا شانے سے ہو جاتا تھا جدا — بے دست و پا نظر کوئی آتا تھا تن چلا
شانہ کسی کا کولا کسی کا اتر گیا
کوئی زمیں پہ گرتے ہی دہشت سے مر گیا

اُس آفتِ عظیم سے مشکل پناہ تھی — ریچھوں کی بانروں کی گریزاں سپاہ تھی
ہمت جواب دے چکی تھی عذر خواہ تھی — لب پر تھا نام رام کا فریاد و آہ تھی
یوں بھاگتے تھے شورشِ اہلِ فساد سے
ہوتا ہے جیسے ابر ہوا تُند باد سے

چلاتے تھے نجر مری عالم پناہ لو — غافل ہمارے حال سے دشرت کے لال ہو
آقا یہی ہے وقت مدد کا مدد کرو — ہم کب سے داد خواہ ہیں فریاد تو سنو
بے بس ہیں اس بلا سے نہیں چلتا زور ہے
اس کا یہ منہ شکم نہیں زندوں کی گور ہے

تا گوشِ شاہ پہونچی جو آوازِ الاماں — پہنچے معاً چڑھائے ہوئے چلّہ کماں
لشکر کو پیچھے کر کے بڑھے رام بے گماں — برسانے تیروں کا لگے منہ غضرِ زماں
جوش و خروشِ اہلِ ستم سرد پڑ گیا
مسکینوں پر جو رنگ جما تھا اکھڑ گیا

تا گوش کھینچ کر کے کماں کو شلیش نے — سو تیر بے پناہ ستم گر پہ سر کیے
دوڑا وہ خشم ناک پہاڑ اک اکھاڑ کے — دہلی زمین چرخ بھی چکر میں آ گئے
حیرت میں ساکنانِ فلک سب کے سب ہوئے
ہشیار اس طرف شہِ عالی نسب ہوئے

جس ہاتھ میں لیے ہوئے ظالم پہاڑ تھا — پیکانِ تیر سے کیا اس ہاتھ کو جدا
لے کے پہاڑ دوسرا دوڑا وہ ذی خطا — وہ ہاتھ بھی حضور نے اس کا قلم کیا
بے ہاتھ کا لعیں نظر آتا تھا اس طرح
منڈر پہاڑ غیر بہ ڈول کا ہو جس طرح

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

دیکھا نگاہِ قہر و غضب سے سوئے حضور　　پیدا تھا تیوروں سے ستمگار کے ضرور
برہم زمانہ کو کرے گا صاحب فتور　　گھبرا گئے یہ دیکھ کے گردوں پہ اہل نور

چھاتی کو تان کر چلا وہ روسیاہ آہ
رُخ جانب حضور تھا بے اشتباہ آہ

کھینچی کڑی کمان کئے تیر شہ نے سر　　تیروں سے ایک بار دیا اس کے منہ کو بھر
منظر دہن کا تیروں سے آتا تھا یوں نظر　　جاروب آسمان کی نکلی ہے عرش پر

ایذائے جسم پر نظر اہل شر نہ تھی
کاری تھے تیر جان نکلتی مگر نہ تھی

پیکانِ شہ جسم لعیں کا تھا زخم دار　　پیوست لاکھوں تیر تھے دشوار تھا شمار
ڈگتا مگر قدم نہ تھا کافر کا زینہار　　منظور تھا کہ پائے شہنشہ پہ ہوں نثار

صاحب شجاع تھا وہ شجاعت دکھاتا تھا
شاہِ جہاں پناہ کو طاقت دکھاتا تھا

آخر جلال آگیا دشرتھ کے لال کو　　سوچے بہت کھلا چکا اس بدخصال کو
جوڑا کمان میں ناوک آتش مثال کو　　تن سے جدا کیا سر صاحب ضلال کو

راون کے آگے جا کے سر اس کا معاً گرا
بھائی کے غم میں تخت سے وہ بے سخن گرا

دوڑا بغیر سر کے بھی رن میں وہ سر کٹا　　تھا خاک و خوں میں جسم لعیں سر بسر اٹا
اک دم دھنسی زمیں میں قدم اثبات کا ہٹا　　بے روح کا تھا جسم نہ بل زور تھا گھٹا

اک تیر اور رام نے چھوڑا کمان سے
دو ٹکڑے جسم ہو گیا جس کے نکان سے

دو ہو کے اس کا جسم گرا یوں زمین پر　　جیسے پہاڑ دو گریں اک ساتھ ٹوٹ کر
اک نور منہ سے نکلا ستمگر کے شعلہ ور　　ضم آپ میں کیا اسے رگھوپت نے سر بسر

حیرت میں شش جہات زمین و فلک ہوئے
اک عالم سکوت میں انس و ملک ہوئے

CC-0 In Public Domain. Digitized by eGangotri

جانے وہی ہے جانتا اس کل ہے راز کیا حقا یہاں نہ دخل ہے انساں کی عقل کا
آتی ہے صاف عرش سے آوازِ مرحبا برساتے پھول رآم پہ ہیں ساکنِ سما

کہتے ہیں سُر بھی ساڑ کے جے کو تسلیش کی
مشکل ثنا ہے بادشہِ داد کیش کی

تعریف شاہ کر کے ملائک ہوئے رواں بینا بجاتے آگئے نارد رشی وہاں
سجدے کو رکھ کے ہو گئے رخم داورِ جہاں دے کے دعا رشی نے کئے وصفِ شہ بیاں

قصہ یہ ختم کیجیے جلد التماس کی
دکھلائی شکل خلق کے خوف و ہراس کی

عالم تھا رن میں کیا شہِ گردوں وقار کا چھایا ہوا تھا رعب جگر بند کوشلا
پیشانی حضور جلالت سے آشنا قطرے عرق کے چہرۂ اقدس پہ جا بجا

سینہ کشادہ ہاتھوں میں تیر و کماں لیے
حلقے وہ زلف کے دلِ کون و مکاں لیے

ہیں بانر اور ریچھ شہنشاہ کے قریں آئے نظر میں خوش گیا مار اعدوئے دیں
کیا ہو بیانِ رحمتِ شاہنشہِ زمیں چشمِ کرم ہے ایک سی بندوں پہ بالیقیں

شایاں نہ جس شرف کے تھا بخشا لعین کو
میداں سے سیدھا خلد میں بھیجا لعین کو

تا شام دیوں بانروں میں کشت و زد ہوئی گھمسان جنگ دونوں طرف سے چھڑی رہی
شہ زور فضل شہ سے تھے بانر بھی ریچھ بھی اس طرح گھٹتے جاتے تھے میدان میں شقی

گھٹتی ہیں جیسے نیکیاں ان کے بیان سے
واجب نہیں بشر کہے اپنی زبان سے

بھائی کے غم میں تھا جو سراسیمہ دل فگار چھاتی کو پیٹتا تھا دش سر ، لو بار بار
دنیا سے کوچ کر لیا ہم درد غم گسار تھامے ہوئے وہ کہتا تھا ہاتھوں کو نابکار

بھائی امید تم سے نہ تھی بے وفائی کی
چھوڑو گے عمر بھر کی رفاقت کو بھائی کی

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ہر دور میں شریک رہے ساتھ بھی دیا — کیا کیا نہ معرکوں کو ملائک کے سر کیا
جس شے کے لینے پر تُلے بے شبہ لے لیا — مغلوب سو رہا ہے عالم کے بے ریا

ہم سر کوئی تمھارا نہ کوئی نظیر تھا
جو تھا مطیعِ حکم تھا فرماں پذیر تھا

ساونت کون تھا کہ سر اس کا نہیں جھکا — شیروں کے پاؤں ٹھہرے نہ رن میں دمِ وغا
طاقت تھی کس میں کرتا لڑائی کا جو صلا — دہشت سے روح ہوتی فرشتوں کی تھی فنا

کیسی یہ آج نیند ہے تم جاگتے نہیں
وہ پیار اب کہاں ہے کہ ملتے گلے نہیں

قائم نشان باپا کا تھا تم سے اے اخی — بازو وہی جدا ہوا ہے ہے جو تھا قوی
تم کیا اٹھے کہ اٹھ گیا بس لطفِ زندگی — اچھا بڑھے نہ جانا کہ آتے ہیں ہم ابھی

لینا عوض ہے خون کا دشرتھ کے لال سے
معلوم ہوگا آج ہماری جدال سے

کرتی تھی بین زوجہ بھی با نالہ و فغاں — تھی گود میں لیے سرِ شوہر وہ خستہ جاں
کہتی تھی آہ پھٹ پڑا مجھ پر تو آسماں — تھا جس سے اپنا راج عدم کو ہوا رواں

اس کے جلال و رعب سے لرزاں تھا دو جہاں
مردانگی کا اس کی ثنا خواں تھا دو جہاں

ہو کے کبھی وہ سر سے مخاطب یہ کہتی تھی — کیوں بے رُخی حضور نے یہ اختیار کی
آخر مرا قصور کوئی یا خطا کوئی — ایسا خیال دل میں نہ لونڈی کے تھا کبھی

چھوٹا ہے ایک عمر کا ساتھ آج آہ آہ
جاتا رہا سہاگ گئی لاج آہ آہ

اتنے میں اندرجیت دش گریو کا پسر — خدمت میں باپا جان کی آیا بہ کرّ و فر
بولا حضور کرتے ہیں کیوں ماتم اس قدر — دیکھیں گے آپ میری شجاعت دمِ سحر

دنیا سرا ہے اس میں اقامت محال ہے
جز ذاتِ لایزال ہر اک کو زوال ہے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

رہتا نہیں عروج بشر کے لیے مدام — آخر ہلال ہوتا ہے گھٹ کر مہ تمام
کس کی گزرتی ایک روش پر ہے صبح و شام — شادی کی ہے نوید کبھی غم کا ہے پیام
مرگ و حیات نیک و بد روزگار کیا
فتح و شکست کیا ہے خزان و بہار کیا
روتے ہیں کس کے واسطے کرتے نہیں خیال — ہے جسم کو زوال نہیں روح کو زوال
ہر چیز سے ہے آئینہ ہر چیز کا مآل — کس ذات کا کرشمہ ہے کس ذات کا کمال
غفلت سے اس کا علم نہیں زینہار ہے
پابندِ دام حرص و ہوا روزگار ہے
جب اٹھ گیا بشر تو ہے نام و نشاں عبث — اعزاز و افتخار کا ذکر و بیاں عبث
تاج و نگیں دلیری و تاب و تواں عبث — اسباب و عیش و بستر و فرش و مکاں عبث
یہ زندگی کا جھگڑا ہے بعد فنا ہے ہیچ
اک دم کے سوا یہ مسافر سرا ہے، ہیچ
بابا یہ ذکر آپ سے میں نے نہیں کیا — جو دی ہے اشٹ دیو نے میرے مجھے دعا
چاہوں جو میں تو ہستی عالم کروں فنا — فاتح جہاں میں نکلے گا مجھ سا نہ دوسرا
اب تک میں اس دعا کو نہیں لایا کام میں
دکھلانا چاہتا تھا نہ اس کو عوام میں
یہ کہہ کے اور دے کے پدر کو تسلیاں — آرام گاہ میں گیا وہ دشمنِ جہاں
آثار صبح ہونے لگے چرخ پر عیاں — آمادہ بہر جنگ ہوئے خرس و بانراں
کیا من چلے تھے رد کئے سے رکتے وہ نہ تھے
تھے سربلند نیش چروں سے جھکتے وہ نہ تھے
گو راکشس بھی صفدر و جرار تھے بڑے — پیچھے نہ معرکہ میں قدم جن کے ہٹتے تھے
لیکن غضب تھے بانروں ریچھوں کے ہتھکنڈے — آتے تھے باز دونوں نہ جنگ و جدال سے
آپس میں خرس بانروں نے مشورا کیا
بچوں کی طرح کھیل یہ وقتِ وغا کیا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

دیکھا ہو اک سوار کو آتے اٹھائے سر گھوڑے کے اگلے پاؤں لئے ریچھوں نے ادھر
پیچھے کے پاؤں بانروں نے پکڑے بے خطر اک دم اسے جھلانے لگے چار سیر نر
گردش میں ہے سوار نہیں زور چلتا ہے
ہتھیار پھینک کر کفِ افسوس ملتا ہے
غایب ہے عقل نش چروں کی اور گم حواس بانرد موں کے گوڈے لگاتے ہیں بے ہراس
آتی نہیں اجل بھی ہے دہشت سے ان کے پاس بے یار ہو رہے ہیں وہ ناعاقبت شناس
اپنے وہ بادشاہ کی دیتے دہائی ہیں
جانیں لبوں پہ ظلم شعاروں کی آئی ہیں
ریچھوں کی کالی کالی ہے چھائی ہوئی گھٹا سہمے ہوئے ہیں ڈر سے سیہ قلب اشقیا
پڑتے بلا کے منہ پہ طمانچے ہیں بر ملا بوچھار پتھروں کی ہے ہر سمت سے جدا
بھاگیں کہاں بکار یں کسے عقل دنگ ہے
یارا ثبات کا ہے نہ یارائے جنگ ہے
گرتے کبھی ہیں ہلا لعینانِ خیرہ سر گرتے ہیں خرس و بوزنہ یک سر زمین پر
اٹھ اٹھ کے لڑتے ہیں شجروں کو اکھاڑ کر لیتے ہیں چھین ان سے درختوں کو اہل شر
ان کو انھیں درختوں سے پامال کرتے ہیں
رہ جاتے ہیں سسکتے بہت ان میں مرتے ہیں
غل بھاگ بھاگ کا ہے بپا رزم گاہ میں اک ہمہمہ ہے دونوں طرف کی سپاہ میں
شکل اجل ہے پھرتی ہر اک کی نگاہ میں ہیں مبتلا اسیر ہیں حالِ تباہ میں
خالق سے مانگتے ہیں وہ جانوں کی خیر ہو
کچھ روز اور گلشنِ ہستی کی سیر ہو
لڑتے تھے دونوں سمت جوانانِ بیل تن دکھلاتے تھے شجاعت و ہمت کا وہ چلن
آ پہنچا اندرجیت جواں سال سحر فن پھیلایا اندر جال ستم گر نے بے سخن
ظالم کو اپنی شعبدہ بازی پہ ناز تھا
دشتِ دلاوری کا لعیں یکہ تاز تھا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

گرد و غبار چھا گیا میداں میں بے پناہ ۔ خورشید عرش چھپ گیا عالم ہوا سیاہ
آتا نہیں ہے کچھ بھی نظر راستہ نہ راہ ۔ تاریک مثلِ قلب ستمگر ہے رزم گاہ
بارش فلک سے ہوتی ہے تیغ و تفنگ کی
بوچھار ہو رہی ہے قیامت خدنگ کی

رتھ پر سوار اڑتا فلک پر ہے چار سو ۔ دکھلاتا دست گاہ ہے نافہم زشت جو
حربوں کے وار کرتا ہے چھپ چھپ کے جنگ جو ۔ آتا نہیں ہے شعبدہ گر شہ کے رو بہ رو
گوپال گرز نیزہ سناں بے حساب سب
اک ساتھ ہی چلاتا ہے صنا عذاب سب

کثرت سے تیروں کی یہی ہوتا ہے آشکار ۔ لہرا رہے ہیں کھولے ہوئے منہ قضا کے مار
غافل نہ حرب و ضرب سے ساحر تھا زینہار ۔ اک اک جواں کو کر دیا بے کار دل فگار
آواز گیر و دار کی کانوں میں آتی ہے
ہمت مگر نہ جنگ کی ڈھارس بندھاتی ہے

قاتل ہے کس طرف نہیں آتا کہیں نظر ۔ ناچار خرس و بوزنہ ہیں آہ سر بسر
لے لے کے سنگ جاتے ہیں گو آسماں پر ۔ مایوس و نامراد پلٹ آتے ہیں مگر
تدبیر کام کرتی نہیں اضطراب ہے
دل میں نزولِ رنج و بلا بے حساب ہے

ایسا کوئی مقام نہیں ہوں جہاں نہ تیر ۔ چھائے ہوئے ہیں چار طرف ناوک شریر
بے تاب ہو رہے ہیں دلیرانِ شیر گیر ۔ نل نیل انگد اور ہوا کا مہہ منیر
تیروں سے سب کے جسم تھے چھلنی فگار تھے
ساحر سے بس نہ چلتا تھا بے اختیار تھے

سگریو کو لکھمن کو ببھیکھن کو کر کے زیر ۔ پہنچا حضورِ شاہِ اودھ جنگ کو دلیر
غصہ میں تھا بھرا ہوا عیّار مثلِ شیر ۔ ظالم کو تیر چھوڑنے میں لگتی تھی نہ دیر
تیر افگنی کے فن میں وہ یکتا تھا فرد تھا
عالم کے سورماؤں میں صاحب نبرد تھا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

گو تیر دل خراش جگر دوز تھے کمال — لگ لگ کے جسمِ رام سے ہوتے تھے خود نڈھال
کچھ بھی خیال کرتا نہ تھا کوشلا کا لال — ہنس ہنس کے زخم کھاتا تھا جان کو سنبھال
منظور اندرجیت کی خوشی تھی حضور کو
دیتے تھے مہلت اس لیے صاحب قصور کو

دیکھا جو ساری فوج کو نِش چنہ بے خبر — شہ کو بھی سمجھا ہے یہ ز خود رفتہ سر بسر
بولا کہ ناگ پھانس میں لو باندھ بے خبر — عامل عمل پہ اپنے ہوا جلد اہلِ شر
شہ بھی رہے خموش مگر دیکھتے رہے
صاحب ستم کا فتنہ و شر دیکھتے رہے

ہے شہ کی ذات پاک غنی لوث سے بری — آزاد ہیں قیود سے مطلب نہیں کوئی
یہ صاحبی ہے بندھ گئے بندش میں آپ بھی — کب کیا رضا ہے آپ کی کیا سمجھے آدمی
چاہیں جسے اسیر کریں یا رہا کریں
مختار ہیں حضور برا یا بھلا کریں

ورنہ یہ جس کے نام کے ہے فیض کا اثر — ہوتا رہا ہے مخلص آفات سے بشر
بندش میں اس کا آنا ہے امرِ عجیب تر — مخفی و آشکار ہے قادر ہے باخبر
عقلِ بشر سمجھ نہیں سکتی ہے بھیدوں کو
دشوار جب کہ جاننا ان کا ہے ویدوں کو

مشکل بیان کرنا ہے رگھوپت کے واقعات — چھن و چراگی رکھتی نہیں تاب کائنات
عالم میں خوش نصیب ہیں وہ اور نیک ذات — دل میں ہو جن کے الفتِ رگھبیر خوش صفات
کرتے ہیں یادِ رام ہیں ترکِ زمانہ وہ
رہتے ہیں محوِ دھیان ہیں روز و شبانہ وہ

دیکھا جو اندرجیت نے شاہِ جہاں پناہ — حلقے سے اب نکل نہیں سکتے ہیں سپاہ
کہتا ہوا یہ سامنے آیا وہ رو سیاہ — کچھ زور آپ میں ہو اگر کوشلا کے ماہ
اپنا ہنر دکھائیے میداں میں آئیے
چلّہ چڑھا کے تیر سے پہلو لگائیے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کیا پیش و پس ہے جنگ کو آتے نہیں حضور
ہاں سچ ہے بحرِ جنگ ہے آساں نہیں عبور
اس وقت سر سے کیا ہوا حضرت کا وہ غرور
جتنے رفیق تھے وہ ہیں بے حال اور دور

آئے مدد کو کون کرنا چاہے ہے ہر ایک
پیکانِ سینہ دوز سے افگار ہے ہر ایک

یہ ناسزا سخن جو ستمگار نے کہے
مسحور جاموَنت نہ تھے کہنے وہ لگے
او نابکار جنگ جو منظور ہے تجھے
جاتا کہاں ہے آ تو ادھر میرے سامنے

بھولا ہے اپنی شعبدہ بازی پر آہ تو
مردانگی کو مرد اگر ہے نباہ تو

بولا یہ جاموَان سے سن کے وہ بدشعار
کیا تجھ کو تو سمجھتا ہے خرسوں کا تاج دار
بڈھا سمجھ کے تیروں کے تجھ پر کئے نہ وار
کرتا نہیں تو تجھ کو بھی میں تیروں کا شکار

ترشول کو یہ کہہ کے چلایا جوان نے
بڈھے کو اپنا زور دکھایا جوان نے

آتا جو جاموَان نے دیکھا تو بے سخن
ترشول کو لپک کے لیا ہاتھ میں معن
چھاتی پہ مارا ہو گیا مضروب بدچلن..
اک دم زمیں پہ گر پڑا بے ہوش اہرمن

تھا پنجۂ بلا میں گرفتار جا لیا
بڑھ کے پکڑ کے پاؤں جری نے اٹھا لیا

مرتا نہ تھا وہ جان کا تھا سخت بے حیا
خرسوں کا تاج دار بھی غصہ میں بھر گیا
پھینکا گھما کے اس کو وہ لنکا میں جا گرا
نارد رشی پہ راز جو اس کا کھلا

جا کے گرڑ سے حال یہ سارا بیاں کیا
اک بار اس کو جانبِ میداں رواں کیا

دشت و غا میں آیا گرڑ صورتِ خیال
سانپوں کو نوش کر گیا اک بار خوش خصال
ٹوٹا لعیں کا پھیلا ہوا تھا جو اندرجال
تھے جتنے خرس دیو نر سب ہو گئے نہال

جھنجھلائے خرس دیو نر تھے حملہ ور ہوئے
صاحب ضلال جتنے تھے وہ بے جگر ہوئے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

جاتی رہی غشی جو ادھر اندرجیت کی — دیکھا پدر کو پاس ہوا منفعل شقی
غیرت سے غایۂ کوہ کی خاموش راہ لی — دشمن پہ فتح پانے کی دل میں جو ٹھنی تھی

کرنے لگا وہ یگیہ ظفر مند ہو شقی
تاب و تواں میں زور ہیں وہ چند ہو شقی

شہ پر کیا یہ راز بھبیکھن نے آشکار — ناپاک یگیہ کرتا ہے اس وقت نابکار
اتمام کو جو پہنچا کہیں یگیہ کا یہ کار — پڑ جائے گی حضور دو عالم میں پھر پکار

تدبیر انسداد کی کرنا ضرور ہے
نازاں دعا پر اپنی وہ صاحب غرور ہے

کہنے یہ کار بند بھبیکھن کے شہ ہوئے — انگد سے پور باد سے فرمانے یوں لگے
جاؤ لکھن کے ساتھ حفاظت کے واسطے — ہونا وہ کام چاہیئے جگ میں خلل پڑے

صاحب ضلال آئے عبادت کو چھوڑ کے
دشمن پہ فتح پانے کی حسرت کو چھوڑ کے

فرمایا لکشمن سے کہ بازو کا زور ہو — بہتر ہے بھائی اس کو دم جنگ دیکھ لو
سینہ شگاف تیر کے تم بھال سے کرو — ہونے خطا نہ پائے نشانہ ذرا سنو

اس بے ستم سے ایک جہاں داد خواہ ہے
یہ موجب وبال ملک رو سیاہ ہے

سگریو جامون بھبیکھن خجستہ فر — یہ تینوں دیکھ بھال کریں فوج کی ادھر
یہ حکم دے چکے جو شہنشاہ بحر و بر — لچھمن نے بڑھ کے رکھ دیا سر شہ کے پاؤں پر

مانگی رضا کمر کسی تیر و کماں لیا
پیکان خاص خاص کا کچھ امتحاں لیا

بولے حضور شاہ ادب سے یہ بر ملا — آقا بغیر قتل ستم گار اگر پھرا
خلقت کہے گی کیا مجھے بندہ ہوں آپ کا — ظالم کے پورے ہو گئے دن آ گئی قضا

جاتا کہاں ہے پنجے میں آیا ہوا شکار
ہوگا وہ بار تیر کا وقت وغا نثار

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

پشتی پر آج اس کی ہو شنکر بھی ہوں تو کیا اقبال سے حضور کے سر ہو گا معرکا
ہو جائے گا نوالہ جفا کار موت کا نکرو پا کا چکھے گا صاحب ستم مزا

یہ کہہ کے بوسہ شہ کے قدم پر دیا چلے
ساتھ افسرانِ فوج کو اپنے لیا چلے

جا کے جو دیکھا بانروں نے صاحب خطا مشغول کار یگیہ ہے نصرت کی ہے دعا
سامانِ یگیہ کر دیا پامال بر ملا لیکن اٹھا جگہ سے نہ وہ مطلب آشنا

کہنے لگے یہ انگد و ہنونت مرحبا
بے مثل میگھ ناد ہے سادونت مرحبا

اٹھا ہی چاہتا ہے الو العزم نام دار رخصت کا اشٹ دیو سے اپنے ہے خواستگار
باتیں یہ سن رہا ہے وہ خاموش نابکار زنہار چاہتا نہیں اٹھنا ستم شعار

آخر اٹھایا بانروں نے بال کھینچ کے
میداں میں آیا تیغ بد اعمال کھینچ کے

آتے ہی تیر سر کیا دشرت کے لال نے کی دیکھ بھال قلب ستم گر میں پھال نے
کھویا نشاط و عیش کو رنج و ملال نے مانند رعد شور کیا بد خصال نے

مختل حواس ہوش ہوئے زور گھٹ گیا
تقدیر اس کی سو گئی پانسا پلٹ گیا

ظالم پہ جھپٹے انگد و ہنونت بھی ادھر ترشول کھا کے گر پڑے دونوں زمین پر
ترشول پھر لکھن پہ کیا اہل کیں نے سر دو ٹکڑے لکشمن نے کئے تیر مار کر

خالی گیا جو وار تو نادم لعیں ہوا
چھوڑے گی اب نہ مجھ کو اجل یہ یقیں ہوا

اٹھ کے زمیں سے انگد و ہنونت نوجواں جا پہنچے اس طرف تھا جدھر دشمن جہاں
مارا بہت اسے نہ مرا تھا وہ سخت جاں ناچار پھر پڑے ہوئی تدبیر رائیگاں

جھپٹا معاً وہ انگد و ہنونت کی طرف
دیکھا لکھن نے آتا ہے کافر اسی طرف

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

سر تیر شعلہ ناک کئے کھینچ کے کماں — دشوار جاں بری تھی کہ تھے تیر بے اماں
آتے جو دیکھے ناوک دل دوز جاں ستاں — ساحر نگاہوں سے ہوا اک بار بس نہاں
صورت بدل بدل کے ستم گار لڑتا تھا
پنہاں و آشکار جفا کار لڑتا تھا
برساتا تھا سلاحوں کو جا کے وہ عرش سے — تیغ و سنان و ناوک و شمشیر نیمچے
بے تاب تھے حضور کے لشکر کے من چلے — دیکھا یہ حال جب کہ برادر نے رام کے
آیا خیال جلد کرو قصہ پاک بھی
غم سے نجات پائے شترگھن بھی سماج بھی
جوڑا کماں میں تیر کیا سر جو تاک کر — اک دم ہوا نشانہ ستم گر کا دل جگر
نکلی جو جان نام تھا شر کا زبان پر — عصیاں سے پاک ہو گیا پایا جناں میں گھر
بڑھ کے پکارا یوں صبا آفریں تجھے
مندودری کے ماہ لقا آفریں تجھے
اک ہاتھ سے اٹھا کے سری انجنی کا لال — جا کے در حصار پہ آیا لعیں کو ڈال
دشمن جو لوریوں کا مرا ہو گئے نہال — ظاہر ہوئے فلک پہ معاً صاحب جلال
کرتے نثار پھول ہیں دشرت کے لال پر
ہے نغمۂ سرور و خوشی سر پہ تال پر
مداح ہیں جناب لچھمن کے وہ پاک ذات — ہم پر نہایت آج ہے حضرت کا التفات
حل کر دیئے جو پیش غضب کے تھے مشکلات — ہوں گے نہ محو آج کے یہ دل سے واقعات
یارا نہیں زبان کو مدح و ثنا کا ہے
مشتاق دل حضور ہمارا رضا کا ہے
حاضر حضور رام ہوئے لچھمن ادھر — سجدے کے واسطے جو قدم پر جھکایا سر
شہ نے گلے لگا لیا بھائی کو سر بسر — اک دم اٹھی نگاہ بھبیکھن کے چہرے پر
پایا شگفتہ رو اسے اسرار کھل گیا
کیا ہے معاملہ یہ نگاہوں میں تل گیا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

صاحب وفا نے عرض یہ کی ہاتھ جوڑ کر   اقبالِ شہ سے مارا گیا آج اہل شر
یہ معرکہ غضب کا کیا لکشمن نے سر   ہمت یہ آپ ہی کی تھی تھا آپ کا جگر

شاباش و آفریں ہے برادر کو آپ کے
نوری بھی سر جھکا گئے دلبر کو آپ کے

دیش مول نے جو قتل پسر کی سنی خبر   بے ہوش ہو کے گر پڑا اک دم زمین پر
آیا جو ہوش کہنے لگا چھاتی پیٹ کر   تنہا پدر کو چھوڑ کے بیٹا گیا کدھر

ہے ہے مطیع و تابع حکم پدر تو تھا
تو روشنی تھا آنکھوں کی تاب جگر تو تھا

تجھ سا نہ روزگار میں تھا ایک بھی جری   روشن تھا تیری ذات سے نام دلاوری
اعدا کے دل کو سالتی تھی تیری صفدری   بھولے ہوئے جہان کے سرکش تھے خودسری

بیٹھی ہوئی تھی دھاک تری آسمان پر
ہوتی نثار حوریں بھی تھیں آن بان پر

تجھ سے چلا نہ زور کسی کا دم وغا   کھاتی تھی خوف آتے ہوئے سامنے قضا
محکوم روز و شب رہے مرتاض و دیوتا   حاصل ہر ایک طرح کا سامانِ عیش تھا

کہہ کہہ کے یہ وہ کرتا تھا بین اور روتا تھا
غم میں پسر کے جان ستم گار کھوتا تھا

چھاتی کو غم سے پیٹتی تھی ماں بھی بار بار   دل کو نہ صبر ہوتا تھا آنکھیں تھیں اشکبار
کہتی تھی اے پسر تری ہمت کے میں نثار   مردانہ رن میں جان دی ہنگام کارزار

سوتے زمیں پر آج ہو بستر کو چھوڑ کے
سوئے جناں سدھارے ہو مادر کو چھوڑ کے

تھے سارے اہل شہر بھی غمگین و دل فگار   آپس میں گفتگو یہی کرتے تھے بار بار
اچھا کیا نہ خسرو لنکا نے زینہار   لی ٹھان بادشاہِ دو عالم سے کارزار

ہوتی ہے عقل سلب جو پھرتا زمانہ ہے
دشمن ہے دوست غیر عزیز و یگانہ ہے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

زوجہ پچھاڑیں کھاتی ہے ماتم میں سر کھلے　　چھاتی کو پیٹتی ہے دھڑا دھڑ وہ ہاتھوں سے
کہتی ہے ساتھ چھوڑا ہے کیوں عبث آپ نے　　لونڈی سے جرم کیا ہوا ناراض کیوں ہوئے
برباد کر کے شہر کو جنگل بسایا ہے
مسند کا لطف گوشۂ مرقد میں آیا ہے

ہے ہے مجھے یہ آس نہ جفا سے تھی کبھی　　دیں گے حضور آپ مجھے داغِ بیوگی
دنیا میں کون پوچھتا ہے بات رانڈ کی　　فرمایئے کرے گا خبر کون اب مری
کیا باہمی معاہدہ تھا آپ نے کیا
موڑا ہے منہ خلافِ وفا آپ نے کیا

دیکھا سلوچنا کو جو راون نے سوگوار　　وارث کے غم میں کرتی ہے فریاد دل فگار
کہنے لگا سلوچنا جھوٹا ہے روزگار　　فانی ہے جسم جان ہے مہمان مستعار
سینہ زنی عبث ہے یہ زاری فضول ہے
ماتم سے غیر رنج والم کیا حصول ہے

سچ ہے جہاں میں ہوتے ہیں ناصح ہزارہا　　اپنی طرف نگاہ نہیں کرتے ہیں ذرا
دیش مقول آپ ہے اسی حالت میں مبتلا　　لیکن سمجھتا آپ کو ہشیار ہے بڑا
آتی ہے جب اجل تو خرد دور ہوتی ہے
قسمت بھی ساتھ دینے سے مجبور ہوتی ہے

سمجھا کے سب کو راونِ صاحب غرور نے　　تکفین کے رسوم جو تھے وہ کئے ادا
داغِ پسر کئے ہوئے بے تاب تھا اُسے　　جو ہم نشیں وزیر تھے سمجھانے وہ لگے
آگاہ ہیں حضور زمانے کے حال سے
اب کچھ نہ ہاتھ آئے گا رنج وملال سے

جیسے گھٹائیں اٹھتی ہیں ہو جاتی ہیں ہوا　　بجلی چمکتی ہوتی ہے غائب وہ برملا
یونہی یہ مال و زوجہ و فرزند بے ریا　　ملتے ہیں اور ہوتے ہیں وہ پاس سے جدا
دشوار ہے کہ دستِ اجل سے پناہ ہو
تخصیص کچھ نہیں ہے گدا ہو کہ شاہ ہو

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اس وقت سعی و فکر مناسب ہے وہ حضور — دشمن کو ہو شکست مصیبت ہو سر سے دور
سن کے یہ بات ہو گیا خوش صاحبِ قصور — تسکین سے دو چار ہوا قلبِ ناصبور
آیا سبھا میں حکم یہ نافذ کیا معاً
حاضر ہوں سب پیادہ و زور آزما معاً

سنتے ہی حکم آ گئے جوانانِ صف شکن — سجدے کو ایک بار ہوئے خم وہ بے سخن
کہنے لگا ہر اک سے شہنشاہِ اہرمن — میداں سے بھاگنا نہیں شیروں کا ہے چلن
پیاری ہو جس کو جان نکل جائے وہ ابھی
میری نظر کے آگے سے ٹل جائے وہ ابھی

دشمن قوی اگر ہے تو پروا مجھے نہیں — دوں گا جواب تیغ سے میں اس کو بالیقیں
فرما کے یہ سوار ہوا رتھ پر اہلِ کیں — تھے دہنے اور بائیں دلیرانِ خشم گیں
ڈنکا بجا سپاہ لعیں سر بہ سر چلی
گویا کہ فوج کوہ سیہ بے خطر چلی

آثارِ نیک ہو گئے معدوم ایک بار — ہونے لگیں علامتیں منحوس آشکار
ہتھیار گرنے ہاتھوں سے ہیں گھوڑوں سے سوار — کرتے ہیں شور کرگس و زاغ و زغن حمار
چنگھاڑتے ہیں فیل گریزاں ہیں دشت میں
رہوار ہنہناتے ہیں نالاں ہیں وحشت میں

آواز گیدڑوں کی نہایت ہے ناگوار — کرتے ہیں خوفناک صدائیں غضب سیار
عفعف جو کتے کرتے ہیں ہوتا ہے آشکار — گویا نقیبِ مرگ کے لوموں کی ہے پکار
دل سب کے ہیں رندھے ہوئے جانیں فگار ہیں
طاقت ہے سلب جسموں سے بے اختیار ہیں

آثارِ بد اگرچہ ہیں پیش نظر مگر — کرتا نہیں خیال دشش گرو بدسیر
باندھے ہوئے کمر ہے تعدی پر اہلِ شر — نا آشنا ہے شر کی محبت سے سر بہ سر
آرام ظالموں کو تہہ آسماں نہیں
دستِ بلا و رنج سے امن و اماں نہیں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کیا شاہِ نش چراں کی کروں فوج کا بیاں   تھا کثرتِ سپاہ سے اک شورِ الاماں
سکتے میں تھی زمین تھا چکر میں آسماں   لگتی تھی چوب طبل پہ ہر بار بے گماں
چاؤشوں کی پکار تھی شیرو بڑھے چلو
جاں بازوں کی روش سے دلیرو بڑھے چلو

سرکردہ ہائے فوج رتھوں پر سوار ہیں   گھوڑوں پہ ہاتھیوں پہ چڑھے نیزہ دار ہیں
ہاتھوں میں بیرقیں لیے بدعت شعار ہیں   دل پیدلوں کے تیغ بہ کف بے شمار ہیں
لہرا رہے پھریرے ہیں رایت بلند ہیں
نیزے بھی صاف صورتِ قامت بلند ہیں

یوں فیل مست چلتے ہوئے آتے ہیں نظر   جیسے ہوا سے ابر رواں ہوں ادھر اُدھر
گھوڑے بھی فوق رکھتے ہیں چلنے میں برق پر   سامان سے لدے ہوئے ہیں اشتر اور خر
ہیں مختلف شباہت و صورت کے راکشس
یک سر ہیں سب مہیب قیامت کے راکشس

گولوں کی ہر طرف سے بھرمار بے حساب   آمادہ کارزار پہ ہیں صاحب عذاب
پیدا ہے ان کی چالوں سے اک طرفہ انقلاب   بحر و جبل زمین کو ٹھہرنے کی ہے نہ تاب
چھائی یہ گرد ہے کہ چھپا آفتاب ہے
دل میں فلک نشینوں کے اک اضطراب ہے

ہے یہ ہجوم و کثرتِ افواجِ اشقیا   ملتا نہیں ہوا کو بھی چلنے کا راستا
ہوتا ہے زیب و زینت لشکر پہ شائبہ   مہمانِ عرصہ گاہ ہے موسم بہار کا
ہیں سُرخ سبز زرد کلاہیں سپاہ کی
یونہی ہیں وردیاں بھی ہر اک رو سیاہ کی

بجتے ہیں باجے جنگ کے مارو ہے راگ بھی   شہنائی و نفیری و قرنا و بانسری
سُن سُن کے بھرتے جوش میں اک بار ہیں کمی   آپس میں سب وہ کرتے ہیں اظہار مردمی
شیرانہ سب گرجتے ہیں میدانِ جنگ میں
غرق آب ہو رہے ہیں شجاعت کے رنگ میں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ہر سو ہے دشتِ جنگ میں اک حشر سا بپا　　جاتی ہے تا بہ اوجِ فلک کوس کی صدا
کہتا بہادروں سے ہے لنکا کا بادشا　　دو دیکھوں اور بانروں کے غرّے کو مٹا
ماروں گا دونوں بھائیوں کو تیغِ تیز سے
دشوار ہوگا بھاگنا دشتِ ستیز سے

کی عرض مخبروں نے یہ پیشِ جہاں پناہ　　آتا ہے لڑنے کے لیے راون سا کج کلاہ
پھیلی ہوئی ہے چار طرف دشت میں سپاہ　　سب ناکے ناکے بند ہیں مسدود شاہ راہ
رتھ پر سوار آتا ہے لشکر کے ساتھ ساتھ
احباب دوست خویش برادر کے ساتھ ساتھ

راون کا آنا سنتے ہی بانر اُچھل پڑے　　آقا پہ تھے وہ جانوں کو اپنی فدا کیے
اک بار جنگ کرنے پر آمادہ ہو گئے　　جے بولتے حضور کی سب بے خطر چلے
کیا کیا بلند قامت و جرّار ہیں جواں
دانا و بردبار و وفادار ہیں جواں

کہنے بھی جاتے ہیں وہ سرِ راہ برملا　　راون سیاہ مست اگر فیل ہے تو کیا
کیا میرا کوشلا کا نہیں لال شیر سا　　ہاتھی کا اور شیر کا کیا ہے مقابلا
آخر ادھر ادھر کے بڑھے شیر دل دلیر
ہوتے کبھی ہیں دور کبھی متصل دلیر

راون کی اس طرف تو ادھر رام کی پکار　　ہیں اپنے اپنے شاہ کے مداح جاں نثار
جوڑی سے جوڑی مل گئی ہنگامِ گیر و دار　　کشتی میں بھی دکھاتے ہیں زور اپنا نامدار
ایک ایک چاہتا ہے شکستِ حریف ہو
احباب کی نظر میں نہ خوار و خفیف ہو

دل میں ادھر خیال ببھیکھن کے یہ ہوا　　بے راحلہ حضور ہیں اسوار اشقیا
آساں معرکہ نہیں ہوگی غضب وغا　　دل کو سنبھالا لاکھ تحمل نہ ہو سکا
کی عرض سر جھکا کے قدم پر حضور سے
کچھ التماس کرنا ہے شاہِ غیور سے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

نعلین پاؤں میں ہیں نہ ہے راحلہ بھی آہ   فتح و ظفر کی نکلے گی کس طرح شکل در راہ
راون سوار آتا ہے لے کو شلا کے ناہ   الجھن سی میرے دل کو ہے بے شبہ و اشتباہ

آئینہ عظمت آپ کی مجھ پر حضور ہے
انسانیت کا ہوتا تقاضہ ضرور ہے

فرمایا سن کے رام نے اے مہرباں مرے   نعلین و راحلہ کی ضرورت ہے کیا مجھے
راون سوار رتھ پہ اگر ہے ہوا کرے   ہوتی ہے جس سے فتح سناتا ہوں میں اسے

کہنے کو میرے غور سے اے مہرباں سنو
ہوگا وہ کار آمد اہل جہاں سنو

جو ہیں شجاع ان کی سواری تو ہے جدا   وہ رتھ پسند کرتے ہیں وہ صاحب دغا
جس رتھ کے پہیے صبر و شجاعت ہوں بے ریا   بیرق ثبات خلق ہو پرچم نشان کا

ضبط و سلوک در کو تواں راہ وار ہوں
رفتار اتفاق سے یک سر دو چار ہوں

ہو باگ عفو و رحم کی اے شاہِ نش چراں   ہو یاد اور ذکر سدا شیو کا کوچ واں
یہ ساز حرب کے بھی دفعیں ہیں وبالِ جاں   گوپال ان کی جو دو خرد گرزِ جاں ستاں

ترکش ان کی ڈھال اور قناعت حسام ہے
ادراکِ نفس و ذات کمال لا کلام ہے

تقویٰ و زہد کام یہ ہیں تیر اور بھال   بے لوث اور پاک ہے دل جعبہ کی مثال
جوشن برہمنوں کی اطاعت کا ہے خیال   حاصل جسے شرف ہو یہ پھر اس کو کیا ملال

ہم سر نظیر اس کا نہیں کائنات میں
اس کے مقابلے کا نہیں شش جہات میں

اس جنگ کی بساط ہے کیا اور کیا شمار   یہ رتھ ہے جس کے پاس جو اس رتھ پہ ہے سوار
کر سکتا ہے وہ زیر ہو دشمن جہاں ہزار   خاموش کہہ کے ہو گئے یہ شاہِ ذی وقار

جھک کے ادھر قدم لیے اس خوش خصال نے
سمجھا یہ پند کی مجھے دشرت کے لال نے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

دونوں طرف ہے فوج میں سرگرمی اور جوش — عُجز جنگ ہے کسی کو کسی بات کا نہ ہوش
کرتے ہیں نعرہ بس دبوز نہ نِیش چیر غضب خروش — دیتے ہیں داد مردی و ہمت کی فتح کوش
گھمسان ہو رہی ہے لڑائی اِدھر اُدھر
ہے رام کی شفقی کی دُھائی اِدھر اُدھر

کرتے ہیں آسمان سے نظّارہ دیوتا — یک سر وہ اہل عرش ہیں حیرت میں مبتلا
ایک ایک کو پچھاڑتا ہے دیتا ہے گرا — غصہ میں بھر کے اک کو ہے اک گھونسا مارتا
اک اک کو چھوڑ دیتا ہے گردن مروڑ کے
دیتا ہے پھینک ایک کو اک شانہ توڑ کے

پنجے سے کوئی لات سے لیتا ہے کوئی کام — کوئی جھپٹتا زعم میں ہے کھینچ کے حسام
جھک کے کسی کو کرتا ہے پہلے کوئی سلام — اس حیلے سے وہ لیتا کمر بند کو ہے تھام
پھر ہاتھ اٹھا کے مثل فلاخن چلاتا ہے
عالم کو اوج و پست زمانہ دکھاتا ہے

کشتی کا ایک ایک کو دکھلاتا ہے ہنر — یکتا ہے داؤں پیچ میں ایک ایک نامور
لیتا ہے راکشس کو پکڑ ریچھ دوڑ کر — کرتا شکم وہ چاک ہے پنجوں سے بے خطر
کر دیتا ہے سپرد زمیں نابکار کو
دیتا ہے مٹی ریگ کی بدعت شعار کو

چہروں سے آشکار ہیں کیا کیا نہ ہیبتیں — وہ ان کی تیز دستیاں ان کی وہ وحشتیں
ڈھانے میں حشر کم نہیں کچھ ان کی بدعتیں — آگندہ بغض و کینہ حسد سے طبیعتیں
نش چڑھی کرتے ریچھوں کو گھائل ہیں تیغ سے
وقتِ مصاف و جنگ گرجتے ہیں میغ سے

ہا تمر بھی آتے یوں ہیں نظر وقت کارزار — گویا قضا ہے صورتوں میں ان کی آشکار
کرتے ہیں یوں نگاہ غضب سب وہ جاں نثار — حاکم اجل کا آپ ہے بے شبہ قہر بار
بہتا لہو ہے جسم سے اعضا شکست ہیں
لیکن بہادروں کے ارادے نہ پست ہیں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

چن چن کے نش چروں کو وہ پامال کرتے ہیں   اعدا کے وہ لہو سے گڑھے رن کے بھرتے ہیں
پیکان تیر اگرچہ جگر سے گزرتے ہیں   جاں باز ہیں وہ نام و اصالت پہ مرتے ہیں
منہ موڑنے کو ننگ سمجھتے ہیں جنگ سے
ہر طرح خوب جنگ سمجھتے ہیں ننگ سے

کتنوں کو کاٹتے ہیں وہ دانتوں سے سو سا   لیتے خبر ہیں کتنوں کی گھونسوں سے برملا
پہلو سے قلب کتنوں کے کر دیتے ہیں جدا   کتنوں کو وہ چکھاتے ہیں ہٹ دھرمی کا مزا
کرتے ہیں شور کودتے بھی ہیں اچھلتے ہیں
چیونٹی کی طرح اہل ستم کو مسلتے ہیں

مُنہ چیرتے ہیں پھاڑتے گالوں کو ہیں دلیر   بپھرے ہیں خرس و بوزنہ دونوں بہ رنگ شیر
کرتے ہیں ایک ایک سلح شور کو وہ زیر   ہوتا ہے زیر ہوتے ہی وہ زندگی سے سیر
آنتوں کو کھینچتے ہیں حمایل بناتے ہیں
خوش ہوتے ہیں اچکتے ہیں محشر اٹھاتے ہیں

پیش نگاہ رزم میں منظر ہے اک عجب   گویا دکھا رہے ہیں یہ نرسنگھ جی غضب
چھایا ہے فوج اہل ستم میں غم و تعب   ہر سو ہے شور ہو ظفر رام خوش لقب
چاہیں تو کاہ کوہ ہو کہسار کاہ ہو
ذرہ ہو رشک مہر فلک ذرہ ماہ ہو

برپا ہے غل کہ اہل جفا بھاگنے نہ پائیں   خمیازہ اپنے کرتبوں کا ظلم خوا اٹھائیں
ہیں مرد اگر تو سامنے تلوار لے کے آئیں   ہنس ہنس کے چوٹ پنجوں طمانچوں کی منہ پہ کھائیں
گھونگھٹ ہے منہ پہ ڈھالوں کا آتی حیا نہیں
دکھلانا پیٹھ شیروں کو ہرگز روا نہیں

دیش موکل نے جو دیکھا کہ پسپا ہوئی سپاہ   غیظ و غضب میں بھر گیا بے طور رو سیاہ
بولا بڑھا کے راحلہ وہ سوئے رزم گاہ   جاتے کہاں ہو لو ڈ حمیت نہیں ہے کہ
تم کو نمک کے دشمنو پاس نمک نہیں
مہر و وفا کی تم میں تو بو باس تک نہیں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

یہ کہہ کے آپ وہ پئے جنگ و جدل بڑھا — آئی جلو میں بھاگی ہوئی فوج اشقیا
ریچھوں میں بانروں میں بھی اک تہلکہ مچا — دوڑے ادھر جدھر سے نکھادش مول آرہا

اک دم درختوں پتھروں سے حملہ ور ہوئے
دل سے نثارِ رگھوپتِ عالی گہر ہوئے

لگتے ہی جسم نحس ستم گر سے سر بسر — گرتے ہیں ٹوٹ ٹوٹ کے دونوں زمین پر
ہوتا ہے گو کہ ضرب سے آزردہ اہل شر — ثابت مگر ثباتِ قدم پر ہے بے خطر

مڑتا نہیں وہ سیدھا ستم گار آتا ہے
غیظ و غضب کے جام سے سرشار آتا ہے

آتے ہی جنگ اور جدل پر وہ تل گیا — ریچھوں کا بانروں کا بہت خاتمہ کیا
داہنی طرف کبھی کبھی بائیں طرف بڑھا — قائم ہوا نہ بانروں ریچھوں کا رہ سکا

بھاگے دہائی دیتے شہ ذوالجلال کی
فرزندِ باد اور جگر بندِ بال کی

چلاتے تھے کہ آئیے امداد کو حضور — مغرور ہو رہا ہے بہت صاحبِ غرور
طاقت جسد سے قلب سے ہمت ہوئی ہے دور — گوپال کی ہیں ضربیں ہم لوگ چور چور

یہ دیو تو نمونۂ قہرِ الٰہ ہے
آمادہ قبضِ روح پہ بے اشتباہ ہے

دیکھا جو خرس و بوزنہ کی فوج کا یہ حال — غصہ میں اور بھر گیا دش مول بد خصال
کھینچیں دسوں کمانیں بصد شوکت و جلال — جوڑے وہ ان میں تیر جو تھے مرگ کی مثال

چھوڑتے تو مثل مار وہ لہراتے سب چلے
تیروں کو آتے دیکھ کے چلاتے سب چلے

دیکھا برادرِ شہ والا نے جب ادھر — لشکر میں ابتری کے ہیں آثار سر بسر
اٹھے کمان لے کے کسی جنگ پر کمر — دش مول کو پکارے کہ اے اہل کبر و شر

دکھلاتا کیا ہے بانروں ریچھوں کو زور تو
کرتا ہے عامیانہ جفا کا یہ شور تو

CC-0 In Public Domain. Digitized by eGangotri

آ اس طرف جو ہمت و مردی کا ہے غرور   تیری اجل ہوں دیکھ مجھے صاحبِ قصور
کہنے لگا جناب لکھمن سے وہ بد شعور   او قاتلِ پسر یہ تفاخر ہے کیا ضرور
تجھ سے ہیں آج سمجھوں گا تھی جستجو تری
سنتا سمجھتا خوب ہوں میں گفتگو تری

یہ کہہ کے چھوڑا تیر کماں سے شریر نے   کاٹا اسے برادرِ شاہِ قدیر نے
دھوکا دیا جو صاحبِ بدعت کو تیر نے   جھنجھلا کے دیکھا تیغ کو پھر بد ضمیر نے
نکلی جو تیغ میان سے بجلی چمک گئی
دشتِ وغا میں اس کی ضیا دور تک گئی

نکلی ہی تیغ تھی ہوئے آگاہ لکشمن   اک شعلۂ نظر سے جلایا وہیں معن
خاموش رہ گیا ہوا حیرت میں اہرمن   کیا دیکھ میں رہا ہوں یہ اے ربِ ذوالمنن
بے لاگ جل کے تیغ ہوئی خاک کس طرح
بیٹھا آیا واقعہ یہ عجب، ناک کس طرح

آخر غضب میں بھر گیا سرتاج اشقیا   حربوں کے وار کرنے لگا تیغ آزما
اک اک کے دو دو کرنے لگا شہ کا دل ربا   دونوں طرف کا عالم و منظر تھا ایک سا
آیا سلاح دستِ لعیں میں تو دو ہوا
حیرت فزا نظارہ یہ ایام کو ہوا

کیا لکشمن کو زور دکھاتا ہے بے خبر   انجام پر نہیں ہے ستم گار کی نظر
بپھرے ہوئے ہیں شیر سے سومتر خوش سیر   پہنچے گا آج اپنی سزا کو یہ اہلِ شر
رتھ بان رتھ کو تاک چکا تیر لکشمن
آتا ہے کیا غضب میں بھرا تیر لکشمن

بے راحلے کا ہو گیا جب وہ ستم شعار   ایک ایک سر کو اس کے کیا تیروں سے فگار
سو تیر سے جگر کو کیا چھلنی ایک بار   بے خود زمیں پہ گر پڑا جاتا رہا قرار
یک چند خواب میں رہا بیدار پھر ہوا
آمادۂ جدال جفا کار پھر ہوا

CC-0 In Public Domain. Digitized by eGangotri

تھی برجھہ دت نام کی سانگی جو قہر بار سومتر پہ چلائی ستم گر نے ایک بار
پھ بے خودی سے ہو گئے سومتر بھی دوچار چاہا اٹھانا آپ کو اٹھے نہ زینہار

دیش اَمول آپ شرم میں غرق آب ہو گیا
دہشت سے زہرہ اور جگر آب ہو گیا

دوڑا ادھر سے کہتا ہوا انجنی کا لال آتی نہیں ہے شرم تجھے او زبوں خصال
کرنا وہ کام چاہتا ہے تو جو ہے محال آیا جو ہیں قریب ستم گروہ نیک فال

مارا وہ مشت سینہ پہ صاحب عناد نے
زانو زمیں پہ ٹیک دیا خوش نہاد نے

اٹھا سنبھل کے جلد غضب میں بھرا اجری کس کر وہ گھونسا مارا کہ بے خود ہوا شقی
کچھ دیر بعد جاتی رہی اس کی جب غشی بولا ہوا کے لال سے کیا بات ہے تری

تیری بہادری میں نہیں کچھ کلام ہے
مردانگی میں زیر فلک تیرا نام ہے

یہ سن کے بولا پور صبا ننگ ہے مجھے کیوں جی اٹھا نہ مر گیا تو ضرب مشت سے
یہ کہہ کے لے چلا وہ برادر کو رام کے دیکھا گیا کھڑا ہوا مقہور سامنے

بھائی کو دیکھ کے کہا بھائی سے رام نے
اٹھو یہ کیا ہے لیٹے ہو تم میرے سامنے

قادر ہو تم خیال تمھیں کیا نہیں رہا حافظ ہو اہل عرش کے ہو حاکم قضا
اٹھ بیٹھے آپ بھائی کی سنتے ہی یہ صدا سانگی وہ برجھہ دت گئی جانب سما

حملہ کیا جھپٹ پڑے دشمن پہ شیر سے
ہموار راستہ نہ تھا لاشوں کے ڈھیر سے

جاتے ہی رتھ کو تیروں سے بے کار کر دیا رتھ بان نے بھی حرفہ نہ کچھ جان کا کیا
ہو کے فگار تیروں سے شاہ لعیں گرا فوراً اٹھا کے لے گیا رتھ بان دوسرا

آیا جو اس کو ہوش تو لنکا نظر پڑی
اک شکل یاس و غم کی سراپا نظر پڑی

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

مشغول یگیہ میں ہوا وہ طالبِ ظفر　　اس امر سے مگر ہے ستم گار بے خبر
کار جہاں ہے مرضیٔ رگھوپت پہ منحصر　　پہنچے حضورِ شاہِ اودھ لکشمن اُدھر
گردوں سے آرہی ہے صدا واہ واہ کی
شاباش و آفریں شہِ دشرت کے ماہ کی

کی عرض جا کے شہ سے بھبیکھن نے اے حضور　　کرتا ہے فتح کے لیے جگ صاحبِ قصور
تکمیل یگیہ ہونے پر آفت ہے شک ضرور　　مشکل سے قتل ہوگا بد اقبال بد شعور
پڑ جائے رخنہ کارِ عبادت میں تا سحر
حاضر وہ بہرِ جنگ ہو حضرت میں تا سحر

آثارِ صبح کے نظر آئے جو عرش پر　　لشکر کے ساتھ پور صبا بالی کا پسر
لنکا میں پہنچا حکمِ شہنشہ سے بے خطر　　مشغول یگیہ میں نظر آیا وہ فتنہ گر
للکارا پور بالی نے لعنت ہے او لعیں
بھاگ آیا رن کو چھوڑ کے ذلت ہے او لعیں

یہ کہہ کے لات ماری کہ اٹھے جفا شعار　　تھا محو اپنے شغل میں لیکن جو نابکار
اپنی جگہ سے اٹھا ستم گر نہ زینہار　　غیظ و غضب میں بھر گئے سب بانر ایکبار
محلات سے نکالنے عورات کو لگے
شاہِ لعیں کی کھو کنے اوقات کو لگے

ناچار یگیہ چھوڑ کے اٹھا پئے جدال　　پہنچے حضورِ رام ادھر سب وہ خوش خصال
بد فالیوں سے صاف تھا آئینہ گو مآل　　پروا مگر نہ کرتا تھا دشمن زشت فال
کوس وغا پہ چوب لگی اہل کیں چلا
شاہانہ ٹھاٹ باٹ سے شاہِ لعیں چلا

لون آئے پیش رام لعینانِ ہرزہ کام　　جیسے پتنگے شمع پر آتے ہیں لاکلام
دیکھا جو نیشِ چہروں کا فرشتوں نے اژدہام　　کی التجا حضور سے اے شاہِ ذوالکرام
راون کے ظلم و جور ہیں بے حد حساب سے
آزاد جلد کیجیے بند عذاب سے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ہو جانکی کے رنج و مصیبت کا کیا بیاں — فرقت سے ہیں حضور کی رنجور و ناتواں
ظالم کا جینا ان کے لیے ہے وبالِ جاں — لازم ہے اب وہ فکر کریں شاہِ بنش چراں

یہ سن کے مسکرائے اٹھے اور لی کماں
خارا شگاف تیر تھے سب سخت تھی کماں

باندھی جٹا کمر کسی ترکش لگا لیا — اس وقت کیا تھا جلوہ کہوں کیا حضور کا
وہ قامتِ بلند وہ اعضائے خوش نما — وہ آب و تابِ چہرے کی وہ نور کا گلا

آنکھیں بڑی غزال صفت دل نواز بھی
بابِ وفا بھی اور مروت طراز بھی

سینہ وہ جس پہ پائے برہمن کا ہے نشاں — بازو بھرے بھرے وہ شجاعت سے تواماں
مانندِ ابر رنگ تنِ شاہِ دو جہاں — پوشاک صوفیانہ کی سج دھج ادا سماں

آنکھیں نہیں زبان کے کیوں کر بیاں کرے
پیشِ نگاہ چشم وہ عالم عیاں کرے

کھینچی کمان آپ نے جب ہل اٹھی زمیں — تھرایا آسمان ہوئے شاداں فلک نشیں
برسا کے پھول کہنے لگے سب وہ آفریں — کیا چھب ہے واہ اے شہِ دشرت کے مہ جبیں

قدرت کا تیری جاننا آسان کام ہے
تو آپ کردگار ہے تو آپ رام ہے

اتنے میں ظالموں کی ہوا فوج کا ہجوم — بڑھنے لگے ادھر کے بچارن مست جھوم جھوم
کھائے ہوئے ادھار ہیں لڑنے پر اہلِ شوم — اک اک ہے بانروں میں بھی غازی علی العموم

دنداں شکن جواب ہر اک شیر دیتا ہے
تلوار کا زبان سے وہ کام لیتا ہے

یوں بانر اور ریچھ ہیں غراتے حملہ ور — ابرِ قضا ہیں اٹھے گرجتے ہیں وہ نڈر
پھرتے ہیں تیغیں کھینچے جو میداں میں اہلِ شر — گویا چمکتی کوندتی بجلی ہے سر بہ سر

بارش تبر کی تیروں کی ہوتی ہے ہر طرف
زخموں کو دھار خون کی دھوتی ہے ہر طرف

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

دشمنوں کی سپاہ کا دشوار ہے بیاں   پیدل سوار اشتر و اسپ سبک عناں
فیلِ دماں وہ راحلے ناقے سواریاں   اک اک جوان شیر منش صاحب تواں
دہلی ہوئی زمین تھی تھرآیا عرش تھا
اس وقت ایک شکل میں یہ عرش فرش تھا

بانر جو اڑ رہے ہیں دموں سے ہے آشکار   قوس السما ہیں صاف نمودار جلوہ بار
دشتِ وغا میں اڑتا ہے جو چارسو غبار   گویا فلک سے بارشِ باراں ہے بے شمار
بے طور تیروں کی بھی جھڑی ہے لگی ہوئی
ریچھوں کی بانروں کی گھٹا ہے گھری ہوئی

جگنو سی بانروں کی چمکتی ہیں پتلیاں   دشتِ وغا دکھاتا ہے قدرت کا اک سماں
دشوار ہے جو کر سکے شاعر اسے بیاں   سرگرم جنگ دونوں طرف کے ہیں پہلواں
دونوں طرف سے پتھروں کی مار مار ہے
الامن الغیاث کی ہر سو پکار ہے

تیروں سے کوشلیش کے اک حشر ہے اٹھا   کھا کھا کے زخم گرتے زمیں پر ہیں اشقیا
آتے نظر ہیں کوسوں میں گھائل ہزار ہا   لاکھوں رگڑتے ایڑیاں ہیں صاحب وغا
پیکانِ تیر شہ میں قیامت کی آگ ہے
رکتے نہیں کسی کے قدم بھاگا بھاگ ہے

کہتا ہے رن میں صاف یہ تیروں کا سلسلا   جاتا قشون شاہ اودھ ہے پئے وغا
سوفار ہیں کشادہ دہن صورتِ قضا   سچ کہتے ہیں کہ اور یہ پیچھے پڑی بلا
کھنچنا کماں کا کھنچنے کی کافی دلیل ہے
ایک ایک اہل ظلم نظر میں ذلیل ہے

کاٹا کسی کا جسم کسی کا دل و جگر   بازو کسی کا شانہ کسی کا کسی کا سر
پنڈا کسی کا ہوگیا جھول سر بہ سر   بے ہاتھ پاؤں کا ہوا کوئی زبوں سیر
تاکا جسے نگاہ سے اوجھل نہیں ہوا
حلقہ بگوش آپ وہ مرد لعیں ہوا

CC-0 In Public Domain. Digitized by eGangotri

برساتی آگ پھالیں تھیں میداں میں بے پناہ
جل جل کے ادھر ہوتے تھے وہ روسیہ سیاہ
گلخن سے تھی زیادہ حرارت میں رزم گاہ
پھرتے تھے بھاگتے ہوئے باحالت تباہ
چلاتے تھے کہ آگ لگی ہے بجھائے کون
نازل جو ہو بلا تو کہو آڑے آئے کون

بہتا لہو ہے تن سے کہ بہتے ہیں آبشار
دریائے خوں میں اڈے ہوئے رن میں بیشمار
موجوں کی طرح صاف کمانیں ہیں آشکار
رتھ ریت اور پہیئے ہیں گرداب قہربار
گھوڑے پیادے ہاتھی مگر ہیں نہنگ ہیں
افعی یہ تیغ و تیر و تبر بے درنگ ہیں

دونوں کنارے بانرِ دشِ جرکی ہے سیاہ
کچھوؤں کی طرح ڈھالیں ہیں بے حد بے پناہ
گہرائی کا پتہ نہیں پانی ہے وہ اتھاہ
تحمل کنارِ بحر میں تنہا کرے روسیاہ
چربی نہیں یہ خون کے دریا کے جھاگ ہیں
یہ پتلیوں کے بلبلے آفت کے آگ ہیں

بیتال بھوت کرتے ہیں حمام بار بار
خوشیاں مناتی جوگنیاں بھی ہیں بے شمار
لے کے اڑتے ہڈیاں ہیں زاغ جیفہ خوار
ہوتے نہیں ہیں آہ شکم سیر زینہار
اک اک سے چھین چھین کے کھاتا ہے ہڈیاں
ایک ایک سے پر قلعہ میں چھپاتا ہے ہڈیاں

کہتا ہے ایک ایک سے کیا ہے کمینہ پن
افراد پر بھی اتنی یہ رفتار یہ چلن
گھیرے ہوئے ہمیں تو دلِ لذّت ہے بے سخن
کتنا بھرا پڑا ہے یہ مردوں سے آج رن
لڑتے ہو ہڈیوں پہ ہٹو جاؤ کھاؤ تم
بہتر ہے میرے پاس نہ اس وقت آؤ تم

لاکھوں کراہتے لب ساحل ہیں پہلواں
ہوتا ہے نیم غرق کا ان لوگوں پر گماں
امید اور یاس سے باہم ہیں تواماں
کرگس جو آنتیں کھینچتے ہیں ہے عجب سماں
مچھلی کو جیسے کھینچتے صاحب شکار ہیں
غافل وہ مدعا سے نہیں زینہار ہیں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

آتے ہیں مُردے بہتے ہوئے ہر طرف نظر　　ان پر رواں طیور ہیں بے خوف بے خطر
گویا کہ سیر کے لیے جاتے ہیں ناؤ پر　　ہیں مست اپنے رنگ میں آزاد سربسر
بیتال بھوت ناچتے کیا کیا خوشی میں ہیں
بھر بھر کے اپنا ڈائنیں کاسا خوشی میں ہیں

میدانِ کارزار میں آتی ہیں جاتی ہیں　　لاشوں سے سب بھرا ہوا میدان پاتی ہیں
پیتی لہو ہیں گوشت شکم سیر کھاتی ہیں　　کرتال وہ سروں کے بجاتی ہیں گاتی ہیں
گیدڑ بھی اپنے دانت غضب کڑکڑاتے ہیں
کھا کھا کے ماس قہر سے آنکھیں دکھاتے ہیں

بے سر کے لاکھوں پھرتے ہیں میدان میں جواں　　بے تن کے لاکھوں کرتے ہیں سر نالہ و فغاں
ہل چل مچی غضب کی ہے لشکر کے درمیاں　　برپا ہے غل بہادروں کو دشت ہے بجاں
آمادہ کشت و زد پہ ہیں سب خرس و بوزنہ
دکھلا رہے ہیں جنگ عجب خرس و بوزنہ

مر مر کے تیر لرآم سے دیوانِ بدخصال　　سوتے ہیں صحنِ دشت میں با راحت کمال
ظالم نے دیکھا مارے گئے رحمت صفا جدال　　پیدل سوار سب ہوئے تیروں سے خستہ حال
اک ہیں ادھر اکیلا غزالِ شجر بہت
سوچا کہ کام سحر سے لو ہے خطر بہت

اک بار شہ کو دیکھ کے پیدل فلک نشیں　　اظہار رنج کرنے لگے دل ہوئے حزیں
رتھ اپنا بھیجا اندر نے بہر شہ زمیں　　جس کی ضیا کو پہنچے یہ مہر فلک نہیں
گھوڑے وہ جن کی چال پہ سرعت نثار ہے
شوخی سے جن کی صاعقہ بھی شرمسار ہے

وہ سینے وہ گلے وہ کنوتی وہ انکھڑیاں　　وہ تھوتھنی ایال وہ وہ قامت گراں
وہ جوڑ بند اور وہ پٹھے وہ پسلیاں　　وہ ہاتھ پاؤں کمر ہیں وہ جادو خرامیاں
چاروں ہی راہ دار بقا کے نشان ہیں
شاہِ ملک کے دیدہ و دل جسم جان ہیں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

عاقل فلک سے لایا جو رتھ کو حضورِ رام   ہنستے ہوئے سوار ہوئے شاہِ ذو الکرام
دیکھا سوار شہ کو ہوئے شاد خاص و عام   دوڑے ہے جدال جوانانِ نیک نام

برپا غضب کا دشت میں جوش و خروش ہے
اُمڈا ہوا دلوں میں شجاعت کا جوش ہے

حملہ کیا جو بانروں ریچھوں نے قہر کا   جادو سے کام دشمنِ آفاق نے لیا
آگاہ اس کے سحر سے تھے شاہ دوسرا   ہر شخص کی نگاہ میں تھا راست تل رہا

بے طرح اہلِ ظلم و ستم ہیں اکڑ رہے
لاکھوں لکھن ہیں فوجِ مخالف سے لڑ رہے

ہنومنت بے حساب ہیں انگد ہیں بے شمار   لاکھوں ہیں دشتِ جنگ میں سگریو نام دار
حیرت سے خرس و بوزنہ دونوں ہوئے دوچار   چپ رہ گئے وہ صورتِ تصویر ایک بار

دیکھا ہماری طرح ہیں سردار بھی یہ سب
حیرت کی ہیں بلا میں گرفتار بھی یہ سب

پایا جو اپنی فوج کو متحیر اس قدر   کھینچی گرڈی کمان کیا تیر شہ نے سر
دشمنِ ہول کے نہ سحر کا مطلق رہا اثر   خوش اہلِ فوج ہو گئے جاتا رہا وہ ڈر

فرمایا شہ نے دیکھو مری راکشس کی جنگ
اے بھائیو تمہارے نہیں ہے یہ بس کی جنگ

یہ کہہ کے رتھ بڑھایا شہِ کائنات نے   شہ کے قدم پہ رکھ دیئے سر مشکلات نے
سجدہ کیا ادب سے حیات و ممات نے   دی فتح کی دعا ملکِ خوش صفات نے

اقبال بھی جلو میں پیادہ رواں ہوا
رعب و جلال و دبدبہ بھی ہم عناں ہوا

ناچار آیا سامنے حضرت کے نابکار   تھرا رہا تھا خوف سے جسمِ جفا شعار
پڑھنے لگا رجز وہ حیا دشمن ایک بار   تم مجھ کو کیا سمجھتے ہو دشرت کے یادگار

پائی ہے جن پہ فتح ہیں وہ سورما نہیں
کہتی مجھ ہی کو خلق ہے رآون سنا نہیں

عالم میں کون مجھ سا توانا دلیر ہے — جن و ملک کا فرقہ بھی محکوم وزیر ہے
روبہ منش ہے سامنے میرے جو شیر ہے — کھل جائے گا یہ تیر چلانے کی دیر ہے
امداد پر ہو بانروں کی کس خیال میں
دشوار ہوگا جان بچانا جدال میں

کیا کیا نہ میں نے زیر کئے صاحب نبرد — ٹاپوں سے گھوڑوں کی ہوئے تن ان کے گرد برد
ہوتی مرے حضور ہے باد سموم سرد — دہشت سے چہرہ ہوتا ہے مہر فلک کا زرد
بیٹھا ہوا یہ سکہ مرا بالیقین ہے
گردش میں آسمان ہے ساکت زمین ہے

ڈرتے ہیں آگے آتے ہوئے میرے دیوتا — جب پڑ گیا مقابلہ منہ کو چھپا لیا
انسان میں یہ دم ہے نہ یہ زور حوصلا — تم دونوں بھائی لڑکے ہو لڑنے کو جا تو کیا
اک وار میں اڑاتا ہوں گردن سے سر ابھی
ٹھنڈا تمہارے قتل سے ہوگا جگر ابھی

میدان سے نہ بھاگے گا جو ہوگا وہ ہلاک — چھیدے گا اس کے جسم کو پیکان قہرناک
نوکِ سناں سے ہوگا جگر سینہ چاک چاک — خنجر سے میں سلاؤں گا اس کو بزیر خاک
لوہا تو میرا مانے ہوئے شش جہات ہیں
قبضے میں آج میرے حیات و ممات ہے

پیاری اگر ہے جان تو کہتا ہوں میں ابھی — پھر جاؤ خیریت ہے نہ پاؤ گے جاں کبھی
منظور یہ نہیں ہے تو بہتر ہے جو خوشی — موجود میں ہوں گو ہی چوگان ہے یہی
سنتا ہوں تم بھی ہو قدر انداز پھینکو تیر
کھینچو کمان کس لئے ڈرتے ہو چھوڑو تیر

کلمے یہ فخر یہ جو دشمن گریو نے کہے — سن کے کیا خیال شہنشاہ رام نے
مرگ آ گئی قریب یہ ہے دور عقل سے — فرمایا ہنس کے آپ نے تسلیم ہے مجھے
جو کچھ کہا ہے دیکھنے میں آئے گا ابھی
نادان وقفہ کچھ نہیں کھل جائے گا ابھی

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ہاں گر معاف حُسن مری ظالم تو آ ادھر   تعریف اپنی کرتا ہے کیا آپ بدسیر
جو تیرے مثل ہوتے ہیں آفاق میں بشر   گر جاتا ہے نگاہوں سے وہ قران کا سو سر

ہوتے ہیں تین نوع کے انساں جہان میں
پہلے وہ ہیں جو بند نہیں ہیں زبان میں

وہ دوسرے ہیں کہتے بھی کرتے بھی ہیں بشر   وہ تیسرے ہیں کرتے ہیں کہتے نہیں مگر
انبہ گلاب اور کٹھل پر تو غور کر   اک صرف پھول لاتا ہے اور اک گل و ثمر

لگتے ہیں اک میں پھل ہی یہ قدرت کی شان ہے
ان تینوں میں کٹھل ہی سعادت نشان ہے

فرمایا یوں جو رام نے ظالم وہ ہنس پڑا   بولا کہ جب خیال عداوت کا تھا بندھا
اس وقت مشکلات کا شاید نہ علم تھا   اب ہے عزیز جان جو پیش آیا معرکا

اُلٹے یہ اور مجھ کو نصیحت بھی کرتے ہو
دنیا کے لوگ سمجھیں عنایت بھی کرتے ہو

یہ کہہ کے تیر کرنے لگا سر جفا شعار   میداں میں الغیاث کی ہر سو ہوئی پکار
چھائی ہوئی گھٹائیں تھیں تیروں کی بے شمار   پھینکا جو تیر آتشیں شہ نے تو ایک بار

ظالم کے تیروں کا وہ ستم دور ہو گیا
سر سے سر غرور بھی کافور ہو گیا

خجلت سے وار گرزِ گراں سنگ کا گیا   ہمراہ تیر رام کے واپس مگر گیا
ہتھیار جو چلاتا ہے وہ شاہِ اشقیا   لیتا ہے بڑھ کے اس کی خبر تیر شاہ کا

یوں جدوجہد اس کی وہ بے کار جاتی ہے
جیسے بدوں کو راست نہ تدبیر آتی ہے

جھنجھلا کے ایک ساتھ کئے تیر سو رواں   مائل گرا زمیں پہ کرتا ہوا فغاں
اس کو اٹھا کے رام نے کھینچی جو ہی کماں   سمٹی زمین خوف سے تھرایا آسماں

ماہی کو بھی قرار نہ زیر زمیں رہا
اقبال سمت کو بھی تحمل نہیں رہا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

شورِ کماں سے ہل اُٹھے اشجار و کوہ سار ترکش میں تیروں کو نہ رہی طاقت قرار
ہونے لگے فرار لعینانِ ہر زہ کار مندودری کا کانپ اٹھا قلب ایک بار
طائر چھپے درختوں میں ضیغم کچھار میں
اک سنسنی سی چھا گئی پیدل سوار میں

چلّہ چڑھا کے چھوڑے جو تیر فیر زنشاں ہرا تے مثل مار چلے وہ عدوئے جاں
رتھ بان کو ہلاک کیا رتھ کو بے نشاں بحرِ حیا میں غرق ہوا شاہ ذیشان چراں
حضرت سے اس کی ایک نہیں پیش جاتی ہے
تقدیر کی بدی، بدی اس کو دکھاتی ہے

ہو کے سوار دوسرے رتھ پر پھر آ گیا ہمت کو دل سے ہٹے ہوئے تھا وہ خود نما
جاری سلاحوں کا کیا اک بار سلسلا لیکن نشانہ کرتا خطا پر خطا رہا
بے طور تھا غضب میں ستم گر بھرا ہوا
چہرہ بتا رہا تھا مگر ہے مرا ہوا

دس گرز پھر لعین نے اک ساتھ سر کئے گھوڑے زمیں پہ گرز کی ضربت سے گر پڑے
فوراً اٹھا کے گھوڑوں کو شہ جنگ کو بڑھے گھائل سروں کو کر دیا ظالم کے تیروں سے
یوں اجتماع تیروں کا ہر ایک سر پہ ہے
گویا ہجوم بھونروں کا گلہائے تر پہ ہے

جاری لہو جبینوں سے ہر چند ہے مگر جنگ و جدال میں نہیں ہے بند اہلِ شر
بھر کے غضب میں شہ نے کئے کر تیس تیر سر کٹ کٹ کے اس کے تن سے گرے ہاتھ اور سر
پیدا دعا کے فیض سے پھر دست و سر ہوئے
پھر سب وہ نذرِ ناوکِ شہ سر بہ سر ہوئے

ہر چند تن سے گرتے ہیں شہ دست و سر جدا سرتا مگر نہیں ہے جفا کار بے حیا
اُڑتے ہوا میں ہیں سر بازوئے ذی خطا گویا فلک پہ راس و ذنب کا ہے جمگھٹا
کرتے ہیں کھیل تیر جو شاہِ قدیر کے
گرتے نہیں زمیں پہ ہدف ہیں وہ تیر کے

CC-0 In Public Domain. Digitized by eGangotri

تیروں میں ہے سروں کی یہ تشبیہ اک نئی ہیں راہ دیکھتے کرنوں میں خورشید عرش کی
یہ رن میں دست و سر کی ہے کثرت زیادتی آتی نظر زمیں نہیں کیوں کر چلے کوئی
کہتی ہیں دست و سر کی یہ میداں میں کثرتیں
صاحب ہوس کی کم نہیں ہوتی ہیں حسرتیں

دیکھا نکلتے آتے ہیں کٹ کٹ کے دست و سر گرجا جفا شعار اجل کا رہا نہ ڈر
اک بار تازہ ہو گئی تقویتِ جگر چلّہ چڑھا کے دوڑا سوئے شاہِ بحر و بر
دل میں جو تھا غبار بھرا رُو سیاہ کے
تیروں کا پردہ ڈال دیا رتھ پہ شاہ کے

پوشیدہ رتھ حضور کا نظروں سے یوں ہوا گھیرے سے حال ہوتا ہے جو آفتاب کا
گھبرائے اہل عرش میں اک شور مچ گیا آیا ادھر جلال میں دشرتھ کا لاڈلا
تیروں سے تیروں کا وہ تسلسل مٹا دیا
اک اک کو دو دو کر کے زمیں پر گرا دیا

اڑتے ہوا میں ہیں تنِ بے سر جو عرش پر کرتے ہیں خوفناک صدائیں وہ سر بسر
کہتے ہوئے یہ پھرتے ہیں بے خوف بے خطر ہیں شاہِ کائنات کدھر لکشمن کدھر
سن سن کے ہول کھاتے ہیں سب خرس بوزنہ
سہمے ہوئے ہیں آہ غضب خرس و بوزنہ

دیکھا تمام فوج کے مخالف ہیں سو رہا ان سب سروں کو تیروں میں شہ نے پرو لیا
اس وقت صاف رن میں سماں یہ نظر پڑا آئی ہیں بحرِ خوں میں نہانے کو کالکا
حمام کر کے پوجیں گی بر گد جدال کا
بے مرتبہ جہاں میں بڑا اس نہال کا

ترشول لے کے ہاتھ میں راون نے پھر ادھر پھینکا غضب میں سوئے بھبیکھن نکو سیر
واقف ہوئے ضمیر ستم گر سے شہ ادھر بڑھ کر آپ آ گئے بھبیکھن کے بے خطر
آ گئے بلا کے سینہ کو اپنے سپر کیا
تکلیفِ دوست کو نہ گوارا مگر کیا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کچھ بے ہُشی سی ہوگئی حضرت کو بے گماں　　دکھلاتا اپنا کھیل ہے خلاق دو جہاں
حیرت میں ایک دم ہوئے سکان آسمان　　راون کے بھائی کو ہوا غم سوچا ذی نشاں

طاری ہے کُل جنگ کا وحشت کی جان پر
لے کے گدا جھپٹ پڑا وہ بھائی جان پر

بولا کہ بدنصیب بد اقبال بے حیا　　کوئی ہوا نس و جن و ملک صاحب تقا
بے احتمال تو تو ہے دشمن ہر ایک کا　　گم ہوں نہ کیوں حواس قریب آ گئی قضا

شیو کو جو سر چڑھائے ہیں اس کا یہ پھل سمجھ
اک اک کے لاکھوں پائے ہیں سر بے خلل سمجھ

اب تک اسی سبب سے تو پچتا رہا لعیں　　تیری سلامتی نہیں اب او جفا گزیں
جو آستانِ شہ سے ہے محروم بالیقیں　　حاصل جہاں کا عیش اسے مطلقاً نہیں

یہ کہہ کے اس کے سینہ پہ ماری گدا گرا
عرصہ لگا نہ کچھ بھی توقف ہوا گرا

آخر اٹھا غضب میں بھرا حملہ ور ہوا　　بھائی سے بھائی لڑنے پر آمادہ ہو گیا
آپس میں دونوں بھڑ گئے وہ صاحب دغا　　ایک ایک کو پچھاڑتا ہے اور مارتا

ہمت میں دونوں ایک ہیں یہ کم نہ کم ہے وہ
جرأت میں دونوں ایک ہیں یہ کم نہ کم ہے وہ

پشتی پہ شہ کی نازِ ببھیکن کو ہے مگر　　ضربت کو دھیان میں نہیں لاتا وہ خوش سیر
اس بات کی کسے نہیں وہ نہ یہاں خبر　　رشِ ہوک سے لڑے یہ ببھیکن کا ہے جگر

قدرت میں کردگار کی دخلِ بشر نہیں
حافظ وہ جس کا ہے اسے خوف و خطر نہیں

پور صبا نے دیکھا ببھیکن کو کسل مند　　پہنچا معاً جھپٹ کے ستم گر پہ سر بلند
بے کار وار حملہ کیا گویا گئے سمند　　بولا کہ مجھ سے لڑ جو ہے جنگ و جدل پسند

یہ کہہ کے لات ماری ہوا بد حواس وہ
لیکن ہٹا جگہ سے نہ ناحق شناس وہ

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

آخر وہ خود سنبھل گیا ہوش آ گیا اُسے — مارا ہوا کے لال کو گھونسا لعین نے
اک بار جا رہا وہ سرِ عرش فرش سے — ظالم نے پونچھ شیر کی پکڑی نہ جا سکے
ساتھ اس کے خود بھی اُڑ گیا اپنی ہوا میں وہ
تھا شل ہوئے دُم دُم بہ دورِ صبا میں وہ

ناچار دونوں تُل گئے جنگ و جدال پر — دونوں جری دلیر بہادر قوی نڈر
ایک ایک کو ہے مارتا بے طرح بے خطر — یہ اُس پہ اور اس پہ وہ ہوتا کبھی ہے وَر
حیرت فزا یہ دونوں دلیروں کی جنگ ہے
انداز ہے انوکھا نیا رنگ ڈھنگ ہے

ہے یہ سماں جو لڑتے ہیں دونوں وہ بے الم — گویا سُمیر و کوہِ سیہ لڑتے ہیں باہم
ہوتا نہیں ہے ایک کا دونوں میں جوش کم — کوشاں ہر ایک طرح ہے ہنومنت محترم
ظالم کسی طرح نہیں قابو میں آتا ہے
اپنے کو وہ فریب دریا سے بچاتا ہے

نامِ حضور لے کے ہنوماں نے ایک بار — مارا وہ مشت گر پڑا پھر اٹھا نابکار
غیرت سے آشنا نہیں ہے گرمِ کارزار — دوڑی ادھر سے بہرِ کمک فوجِ شہریار
پامال فوج کو کیا صاحبِ ضلال نے
دی فوج کو صدا یہ شہِ ذوالجلال نے

ہاں غازیو قدم نہیں میدان سے ہٹیں — وہ جد و جہد چاہیئے اہلِ ستم گھٹیں
اک اک کے تن سے شاخوں کے مانند سر کٹیں — زاغ و زغن ہیں ان کے ہوں تقسیم سر بٹیں
سُن کے صدا حضور کی جرّار سب بڑھے
لے لے کے نخل و سنگِ گراں بار سب بڑھے

دیکھی جو فوجِ رام کی سرگرمیٔ جدال — غائب نظر سے ہو گیا وہ صاحبِ ضلال
پھیلایا دشتِ کیں میں ستم گر نے اندرجال — پیدا کروڑوں ہو گئے دشمن بدخصال
لڑتا ہے ایک ایک پیادہ کے ساتھ وہ
تیغ و تبر سناں کے دکھاتا ہے ہاتھ وہ

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

گھبرائے خرس و بوزنہ یہ رنگ دیکھ کر — قایم قدم نہ رہ سکے بھاگے اِدھر اُدھر
ہے شور الغیاث کا جاری زبانوں پر — کرتا ہے ایک ایک کو جو ہر وہ اہل شر
بپھرا ہے مثل شیر گرجتا ہے بار بار
اور اسلحہ سے آپ کو سجتا ہے بار بار

دیکھا جو یہ نظارہ فرشتوں نے عرش سے — ڈر ڈر کے سب وہ کرتے ہوئے گفتگو چلے
کیا کیا اٹھا نہ رکھی قیامت ہے ایک نے — اب تو ہیں لاکھوں دیکھئے کیا جان پر بنے
امید فتح یاس سے تغیر ہو گئی
بے کار سعی و کوشش و تدبیر ہو گئی

ثابت قدم ہیں وہ جو ہیں خاصانِ ذوالجلال — مصروف اپنے کھیل میں ہیں شاہ خوش خصال
سرگرم کارزار ادھر ہے وہ زشت فال — ہے ریچھوں اور بانروں کو زندگی محال
نل نیل انگد اور ہنومان لڑتے ہیں
بدلے ہوئے یہ بھیس بہ صد شان لڑتے ہیں

ہے الاماں کا شور دہائی کی ہے صدا — گھبرائے خرس و بوزنہ ہیں اور دیوتا
دیکھا یہ ماجرا تو ہنسے شاہ دوسرا — کھینچی کمان سر کیا اک تیر جاں گزا
راون تھے جتنے رن میں وہ مفقود ہو گئے
سب راستے طلسم کے مسدود ہو گئے

اس طرح دور ہو گئی ظلمت وہ سحر کی — معدوم جیسے مہر سے ہوتی ہے تیرگی
خوش ہو گئے فرشتے بھی بانر بھی ریچھ بھی — آواز اٹھا کے ہاتھ یہ رگھناتھ جی نے دی
ہاں جاں نثار جنگ پر آمادہ ہو پھرو
اب تو ہے راون ایک ابھی ٹھہرو مڑو پھرو

سن کر صدا حضور کی اک جوش آگیا — ایک ایک کو پکارنے دینے لگا صدا
ہاں بھائیو پھرو یہ ہے وقت امتحان کا — ہمت سے کام لو کہ ہے آخر یہ معرکا
اک بار حملہ ور ہوئے بھاگے بھی آگئے
کچھ پیچھے کچھ جلو میں کچھ آگے بھی آگئے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

محو ثنائے رام تھے سب صاحب سپاہ   سن سن کے دل میں جلتا تھا دشمن ہول رِجہا
آخر نہ ضبط ہو سکا بولا وہ بر ملا   ناداں کرتے ہو میرے دشمن کی تم ثنا

کھاتے رہے ہو مجھ سے ہمیشہ شکست تم
یا آج اس قدر ہو تغافل پرست تم

یہ کہہ کے جھپٹا اور اڑا جانب سما   اک حشر نوریوں میں ادھر ہو گیا بپا
ہونے لگے فرار سر عرش دیوتا   اُچکا ادھر یہ دیکھ کے بالی کا مہ لقا

کھینچا قدم لعیں کا زمیں پر گرا دیا
آمادہ سرکشی پہ تھا نیچا دکھا دیا

وہ چار لاتیں مار کے آیا حضور شاہ   اٹھا ادھر غضب میں بھرا صاحب گناہ
گر جا مثالِ شیر ستم گارِ روسیاہ   کرنے لگا وہ بانروں ریچھوں کو پھر تباہ

کیا کیا جگر شگاف نہ سر تیر کرتا ہے
مردی پہ جان دیتا ہے مردی پہ مرتا ہے

شاہِ جہاں پناہ نے بھی سر کئے وہ تیر   تھے لاجواب کاٹ میں ترکش میں بے نظیر
بے دست و سر کا ہو گیا پھر وہ سیہ ضمیر   پھر کٹ کے دست و سر ہوئے پیدا بہ فضلِ پیر

حیراں ہیں خرس و بوزنہ سب ماجرا ہے کیا
مرتا نہیں یہ آب بقا پی گیا ہے کیا

کٹ کٹ کے ہوتے پھر ہیں سر و دستِ روسیاہ   ہوتے مگر یہ کم نہیں تیر تھک کے ہیں گناہ
غیظ و غضب میں بھر گئے جاں باز خیر خواہ   نل نیل انگد اور ہنومانِ کج کلاہ

اک بار حملہ ور ہوئے لنکا کے شاہ پر
پتھر شجر چلانے لگے روسیاہ پر

جو پھینکتے ہیں سنگ و شجر شہ کے جاں نثار   کرتا انھیں سے ان کو ہے دشمن ہول سنگسار
ہیں جنگ پر تلے ہوئے مردان کارزار   لیتے ہیں کام ناخنوں پنجوں سے بار بار

نرغہ ہجوم کم نہیں ہوتا سپاہ کا
گھائل تمام جسم ہے صاحب گناہ کا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ٹھکرا کے پاؤں سے اُسے کوئی ہے بھاگتا   مضروب کوئی پونچھ سے کرتا ہے بے ریا
نَل نیل ہیں سوار سَروں پر بہ صد ادا   کرتے سروں کو چاک ہیں بے خوف برملا
پھرتے ہیں یوں سروں پہ نہیں ہاتھ آتے ہیں
جس طرح بھونرے پھولوں پہ چکر لگاتے ہیں

آخر پکڑ کے دونوں کو پٹکا زمین پر   پیکانِ شعلہ کرنے لگا اہل ظلم سر
گرتے ہیں خرسِ و بوزنہ گھائل اِدھر اُدھر   بے ہوش سب ہیں فوج کے سردار سر بسر
بن آئی نابکار کی گرجا ہنسا لعین
آغاز تھا جو شام کا بے غم چلا لعین

دیکھا جو جاموَان نے یہ بانروں کا حال   اک بار حملہ ور ہوا راوَن پہ کہنہ سال
تھے جتنے ہم رکاب جوان صورت جبال   وہ سب شہ لعیں سے ہوئے بر سر جدال
پامال ایک ایک کو کرتا ہے بدسرشت
کھاتا نہیں ہے خوف نہ ڈرتا ہے بدسرشت

دیکھا جو جاں نثاروں کا اپنے یہ ماجرا   اک بار جاموَنت کو بھی غصہ آ گیا
ماری وہ لات ہو کے زخود رفتہ گر پڑا   دستِ شقی میں ریچھوں کا منظر عجیب تھا
گویا گلوں میں بھونروں کا شب میں قیام ہے
نیلم میں کالے دانوں کا یہ التزام ہے

جاتی رہی جو بانروں ریچھوں کی وہ غشی   آئے حضور شاہ ادھر پھر وہ سب جری
ظلمت بھی شب کی چار طرف پھیلنے لگی   رتھ بان تھا شقی کا جو انجام بیں ذکی
راون کو رتھ پہ عین حفاظت سے لے گیا
سوئے حصار دشت مصیبت سے لے گیا

اس شب کو جا کے پاس سیا کے بہ صد ادب   جو حال تھا وہ عرض کیا ترجٹا نے سب
کثرت سروں کی سُن کے ہوا دل کو اک تعب   بولیں یہ ترجٹا سے وہ معصوم خوش لقب
چہرہ اداس رنج و الم سے کمال ہے
بے تاب دل ہے جان پریشان حال ہے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

پاپی مرے گا کس طرح یہ دشمن جہاں
تیروں سے رام کے بھی نکلتی نہیں ہے جاں
کٹ کٹ کے ہیں نکلتے سرِ شاہ نیش حیراں
قسمت کی میری ساری بدی ہے یہ بے گماں
مجھ سے خفا مگر مرا پرماتما ہے آج
جانے کہاں چھپی ہوئی بی بی قضا ہے آج

جس نے دکھا کے آہوئے زرّیں دیا یہ غم
شاید ابھی ہوا نہیں اُس کا عتاب کم
پہنچا دلِ لکھن کو بھی ہم سے عجب الم
اپنے حواس و ہوش میں ہے ہے لبے نہ ہم
فرقت میں شہ کی موت جو دیتا مجھے نہیں
کرتا وہی قضا کے حوالے اُسے نہیں

اپنے کیے کی پا چکی افسوس میں سزا
کیا کم یہ رنج و غم ہے کہ وارث سے ہوں جدا
میں یوں غم فراق کی سہتی جو ہوں بلا
ہارج ہے جان دینے میں ارمان دید کا
کہتا ہے عشق ضبط کا دامن نہ چھوڑنا
راہ وفا و مہر سے تم مُنہ نہ موڑنا

مجبوریاں یہ صبر کو کھوتی ہیں آہ آہ
دیتے نہیں شکیب و تواں ایک دم پناہ
مشکل ہر ایک طرح محبت میں ہے نباہ
عالم وہ ہے جہاں کی ہے عالم سے اور راہ
قسمت سے زور کس کا چلا ہے جہان میں
آرام کی تو شکل نہیں اس مکان میں

کہنے لگی سیا سے یہ پھر تریجٹا حضور
فرمائیں آپ صبر نہ ہوں آپ نا صبور
ہو جائیں گے یہ دل میں جو ہیں وسوسات دور
اتنی سی بات حائل ابھی ہے سیا ضرور
جب اس کا قلب ہوگا ہدف تیر رام کا
اس وقت ہوگا خاتمہ اس ہرزہ کام کا

یوں اس کے دل میں تیر نہیں مارتے ہیں رام
صاحب ستم کے دل میں جو ہے آپ کا قیام
رہتے ہیں دل میں آپ کے شاہنشہ انام
آباد ذاتِ شہ میں دو عالم ہیں لاکلام
مارا جو تیر زیر و زبر ہوں گے دو جہاں
بے احتمال خون میں تر ہوں گے دو جہاں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

یہ سن کے جانکی ہوئیں مغموم اور ناشاد   شادی یہ تھی کہ شاہ کا تھا ذکر اتحاد
وجہ الم تھی زندگی صاحب عناد   بولی یہ حال دیکھ کے پھر وہ وفا نہاد
کچھ شک نہیں مرے گا ستم گار اب ضرور
سوئے گا زیر خاک جفا کار اب ضرور

یہ کہہ کے وہ چلی گئی دل سوز و مہرباں   سیتا خیال کرنے لگیں دل میں بے گماں
ایسے نہ سخت دل کے تھے شاہنشہ جہاں   ہر چند نالہ کرتی ہوں سنتے نہیں فغاں
تاثیر کیا رہی نہ محبت میں اے رشیوا
بیزار جان سے ہوں میں فرقت میں اے رشوا

اکبار سر کے کٹتے ہی ہوگا وہ دل فگار   دھیان آپ کا ہے گا نہ اس وقت زینہار
جب تیر سر کریں گے شہنشاہ نامدار   دھوئے گا ہاتھ جان سے بدبخت نابکار
گھبرائیے نہ آپ مقام الم نہیں
یہ جھوٹ عرض کرتی ہیں حضرت سے ہم نہیں

کتنی ڈراؤنی ہے بھیانک ہے آہ شب   جانے کہ اس کا سلسلہ ہوگا تمام کب
ڈھاتی ہے ماہتاب کی یہ روشنی غضب   ہجراں نصیب ہوں تو یہ دشمن ہیں سب کے سب
اتنا قصور ہے کہ ہوں دشمن قضا کی میں
مجرم گناہ گار ہوں مہر و وفا کی میں

اچھا ستا لے جتنا یہ چاہے فلک مجھے   زندہ رہی تو میں بھی سمجھ لوں گی ہاں اسے
یوں غم میں جانکی نے بہت کچھ سخن کہے   بے تاب ہو رہی تھیں تشدد سے رنج کے
گذرا نہ تھا کہے ہوئے وقفہ زمانہ بھی
بائیں پھڑکنے آنکھ لگی اور شانہ بھی

سمجھیں شگون نیک مبارک ہے جانکی   مالک مرا ملے گا تسلی سی اک ہوئی
وہ پاس شب جو گذری اٹھا اس طرف شقی   جاتی رہی دماغ سے وہ شدت خوشی
مغرور کو جو دان پہ برہم ہوا بہت
جھنجلایا اور غصہ میں تھا وہ بھرا بہت

CC-0 In Public Domain. Digitized by eGangotri

کہنے لگا یہ کیا کیا تو نے کمینہ پن — کیوں مجھ کو دشتِ جنگ سے لے آیا بد چلن
ہے ننگ شیروں کے لیے یہ شیوہ بے سخن — ہٹتے نہیں وہ رن سے جو ہیں مردِ تیغ زن
کی عرض اس نے لے کے قدم ہو خطا معاف
کرتے ہیں بادشاہ قصورِ گدا معاف

خادم نے تو یہ کام سمجھ بوجھ کے کیا — تھی مصلحت یہی یہی موقع محل بھی تھا
مطلق حواس و ہوش نہ حضرت کے تھے بجا — دشتِ وغا میں سخت تھا آفت کا سامنا
مولا مقامِ غور ہے تقصیر کیا مری
آقا کی جان و مال پہ ہے جاں فدا مری

آخر وہ ختم شب ہوئی پھیلا سحر کا نور — آپہنچا دشتِ جنگ میں وہ صاحبِ قصور
آمد کی اس کی پھیلی خبر قرب اور دور — آمادہ جنگ پر ہوئی فوجِ شہِ غیور
لے لے کے سنگ اور شجر دوڑنے لگے
ریچھ اس طرف تو بانر ادھر دوڑنے لگے

کرتے ہیں وار راکشسوں پر وہ بے خطر — بے ہاتھ پاؤں کا کوئی ہوتا ہے اہلِ شر
ہوتا کسی کا سنگ سے ہے چور چور سر — جھک جاتا ہے کسی کا قدِ راست سر بسر
گرتا ہے کوئی کرتا ہے شور و فغاں کوئی
بسمل کی طرح لوٹتا ہے نیم جاں کوئی

ہوتا ہے سنگ کا جو تصادم دمِ وغا — اڑتے شرر ہیں شعلہ فشاں رن کی ہے ہوا
مثلِ تنور گرم ہے میدان جنگ کا — حدت سے ایک ایک سے گھبرایا من چلا
دستے ہیں نعش چروں کے ہے ہل چل مچی ہوئی
میداں میں آگ چار طرف ہے لگی ہوئی

کرتے ہیں حملہ شاہِ لعیں پر سب ایک بار — لاتوں طمانچوں سے اسے کرتے ہیں سب فگار
سچ ہے مساعدت جو نہیں کرتا روزگار — ہوتا ہے روزگار میں انساں ذلیل و خوار
نخلِ غرور پھولتا پھلتا نہیں کبھی
قسمت کا جو نوشتہ ہے ٹلتا نہیں کبھی

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

بےدم ہوا جو شاہِ لعیں سوچنے لگا   مشکل ہے خرس و بوزنہ سے اب مقابلا
ساحر کی طرح سحر پر آمادہ ہو گیا   غائب نظر سے دیکھتے کے دیکھتے ہوا
دکھلانے شعبدے لگا عیار بے شمار
گیدڑوں لنگوروں کی ہوئی بھرمار بے شمار

ڈاکنیں لاکھوں لیے ناوک و کماں   ہیں مستعدِ جنگ و جدل کرتی ہیں فغاں
آتی نظر ہیں جو گئیں شادی سے تو اماں   ہاتھوں میں ان کے کاسۂ سر تیغ و زباں
پیتی لہو ہیں مست ہیں سب راگ رنگ میں
کرتی ہیں وہ وصول خراج اپنا جنگ میں

آوازِ دار و گیر کی گونجی ہے سر بہ سر   کتّے بھی شور کرتے ہیں منہ پھاڑ پھاڑ کر
دہشت سے خرس و بوزنہ سب ہیں تتر بتر   جاتے جدھر ہیں آگ لگی آتی ہے نظر
گردوں سے ہوتی ریگ کی بارش ہے ہر طرف
امن و اماں کا عمل ہے موقوف ہر طرف

اک اک کو چھوڑتا ہے شقی کر کے ناتواں   غل جاتا ہے گرجنے کا تا اوجِ آسماں
بے خود لکھن ہیں اور ہے سرتاجِ بانراں   ہا رام سب پکارتے ہیں مرد پہلواں
ناچار ہیں وہ سب کفِ افسوس ملتے ہیں
روشن نہیں ہے آگ مگر جسم جلتے ہیں

جب کر چکا یہ کھیل تو دکھلایا شعبدا   ہنومنت لڑتے ہیں لیے پتھر ہزار ہا
ہیں ارد گرد رام کے باندھے ہوئے پرا   بڑھتے ہیں کاٹنے کو دُموں کو اٹھا اٹھا
عالم دُموں تلے ہے یہ شبہ ذو الجلال کا
قوسِ قزح میں جیسے ہو جلوہ جمال کا

تا عرش ہے زمیں سے اک شورِ الاماں   جن و فلک بشر ہیں پریشاں رواں دواں
بے ہوش و بدحواس ہیں لشکر کے توپ   صحرا کے جانور بھی ہراساں ہیں بے گماں
کیا ہوگا ہونہار ہے کیا سوچتے ہیں سب
وہم و رجا و بیم میں یک سر پھنسے ہیں سب

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

دیکھا جناب رام نے پھیلا ہے انتشار مارا وہ تیر دُور ہوا سحر ایک بار
دوڑے ہے جدال سلح شور جاں نثار راون پہ شہ نے سر کئے پیکانِ آب دار
جسم شقی سے کٹ کے گرے بازو اور ہاتھ
پیدا معاً پھر اس کے ہوئے بازو اور ہاتھ

حکمت کا شہ کی راز سمجھنا محال ہے منظور کیا ہے کیا ہے رضا کیا خیال ہے
مشکل بیان کرنا ہے یہ وہ جدال ہے اس جنگ کی نظیر نہیں بے مثال ہے
اظہار کیا فراقیِ عاجز بیاں کرے
پروازِ پشہ کیا طرف آسماں کرے

سر بازوؤں کا کٹنا نکلنا وہ بار بار حیرت میں ڈالتا تھا ملائک کو ایک بار
دل میں خیال کرتے تھے سب غنا وقار ہاں بالیقیں ہوں گے پریشان شہریار
مرتا نہیں ہے آہ یہ کافر کسی طرح
کھاتا نہیں شکست یہ نشچر کسی طرح

کافی جو ہاتھ لگتا ہے انساں کے مال و زر ہوتی ہے اس کی حرص و طمع بھی زیادہ تر
یونہی شقی کے کٹتے نکلتے ہیں دست و سر غافل مآل سے ہے نہیں آہ کچھ خبر
اٹھی نگاہ سوئے ببھیکھن حضور کی
تھی مصلحت کچھ اور ہی طبعِ غیور کی

لیتے ہیں اپنے عاشقوں کا آپ امتحاں لیل و نہار رہتے بھی ہیں ان پہ مہرباں
ورنہ حیات و مرگ پہ ہیں آپ حکمراں کہنے لگا سمجھ کے اشارہ وہ ذی نشاں
مخفی نہیں حضور پر آئینہ حال ہے
یہ آپ کا کرم ہے نوازش نوال ہے

آبِ بقا ہے ناف میں اس کی بھرا ہوا مرتا نہیں ہے اس لیے یہ شاہِ اشقیا
سن کے کمال خوش ہوا دشرتھ کا لاڈلا لے کر کمان ہاتھ میں چلّہ چڑھا لیا
جوڑا کماں میں تیر تو حشر اک بپا ہوا
دہشت سے انقلاب میں ارض و سما ہوا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

آثارِ نحس آنے لگے ہر طرف نظر — روتے ہیں زور شور سے کُتّے شغال خر
فرطِ الم سے بولتے ہیں مرغ شاخوں پر — ہیں کیت جا بجا سرِ افلاک جلوہ گر
گہنایا آفتاب ہے گرمی بلا کی ہے
اڑتی ہے گرد چار سُو آندھی بلا کی ہے

منڈودری کے دل کو ہے اک گونہ اضطرار — آتی نظر ہیں مورتیاں زار و اشک بار
ہلتی زمیں ہے چرخ میں ہے چرخ بے مدار — گرتے زمیں پہ عرش سے پتھر ہیں بے شمار
برساتے ہیں سحاب لہو کیا بیان ہو
شاعر کہے ہزار جو گویا زبان ہو

جے جے کا شور فرش سے تا عرش ہے بپا — ہیبت زدہ ہیں دونوں بشر اور دیوتا
دیکھا حضور نے جو سماں انتشار کا — اکتیس ایک دم کئے سر تیر بے خطا
پیوست ایک تیر ہوا اس کی ناف میں
آبِ بقا کو خشک کیا اس کی ناف میں

دس نے دسوں سروں کو کیا جسم سے جدا — اک ساتھ بیس نے کیا ہاتھوں کا فیصلا
ایک ایک تیر نے کے سر و دست کو اڑا — بے دست و سر کا جسم کشتی ناچنے لگا
ایک اور پھر حضور نے سر تیر کو کیا
بارِ زمیں تھا جسم ستم گر کو دو کیا

لب پر تھی مرتے مرتے دشِ گریو کے صدا — ماروں گا میں انھیں ہیں کہاں شاہِ دوسرا
دو ٹکڑے جب ہوا گرا شاہِ اشقیا — گیتی کو زلزلہ ہوا دریا بھی ہٹ گیا
وحشت سے بھاگنے لگے صحرا کے جانور
گھبرا کے باہر آ گئے دریا کے جانور

منڈودری کے آگے شہنشہ کے تیروں نے — ظالم کے سب وہ بازو و سر جا کے رکھ دیئے
لوٹ آئے پھر حضور کے ترکش میں جا کے — اک نور مجتمع ہوا کافر کے جسم سے
جو نورِ ذاتِ رام میں مشمول ہو گیا
دربارِ لایزال میں مقبول ہو گیا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اٹھا جہان سے جو وہ دشمن جہان کا — بدحالیوں کا دورِ تحکم وہ مٹ گیا
خوش ساکنِ زمیں ہوئے خوش ساکنِ سما — شاہِ جہاں پناہ کی کرنے لگے ثنا

بارش گلوں کی ہوتی ہے دشرت کے ماہ پر
اک جشن ہے مچا ہوا عرشِ الٰہ پر

باجے خوشی کے بجتے ہیں حوریں ہیں ناچتی — چھائی گھٹائیں چار طرف ہیں نشاط کی
کرتے حضور مدح ہیں نوری و متقی — اے کوشلا کے لال کرم گستر و ذکی

نخوت سے آشنا جو یہ صاحب غرور تھا
پہنچا سزا کو دشمنِ شاہِ غیور تھا

ہم سب کا دور ہو گیا رنج و ملال آج — کیا کیا نہیں ہے ایک زمانہ نہال آج
حضرت سا دوسرا نہیں صاحبِ جلال آج — سرکش تھے جتنے ہو گئے سب پائمال آج

بانی ہے ذاتِ شاہ ہمارے وجود کی
ورنہ ہے کیا بساط بضاعت شہود کی

جلوہ فگن جو رن میں ہے دشرت کا لاڈلا — کیا نور جسم ہے کہ خجل جلوہ کام کا
سر پر جٹا کا تاج ہے پھولوں سے ہے سجا — گویا کہ کوہِ نیل پہ ہیں نجم جلوہ زا

بجلی بھی گرد ہوتی ہے وہ آب و تاب ہے
غیرت سے زہرہ مہر کا بھی آب آب ہے

ہیں ہاتھ میں لئے ہوئے شہ ناوک و کماں — چھینٹوں سے خوں کے ہے تنِ پاک کا سماں
بیٹھے ہوئے تمال پہ ہیں لال شادماں — قوسِ قزح کا ہوتا ہے زنار پر گماں

چشمِ کرم سے خورد و کلاں پر نگاہ ہے
بے رنج اہلِ عرش ہیں بے غم سپاہ ہے

مندودری کا حال میں کرتا ہوں اب بیاں — دیکھے جو اس نے دست و سرِ شاہِ نش چراں
فرطِ الم سے گر پڑی بےخود وہ نیم جاں — عورات اٹھا کے لے چلیں اس کو بصد فغاں

وارث کی لاش دیکھ کے مضطر ہوئی وہ اور
طاقت رہی نہ ضبط کی بے پر ہوئی وہ اور

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کرنے لگی وہ بین کھلے سر باضطراب　　سوزِ غمِ فراق سے دل سینہ تھا کباب
آنسو رواں تھے چشم کے چشموں سے بے حساب　　کہتی تھی آہ ہو گئی اب زندگی خراب
بیدار ہو کے بخت مرا آج سو گیا
کیسا خلاف مجھ سے زمانہ بھی ہو گیا

کیا کیا سہاگ پر مجھے اپنے نہ ناز تھا　　واقف نہ تھی یہ دن پڑے گا مجھ کو دیکھنا
جاتا رہا وہ عیش وہ سامان عیش کا　　اب میں ہوں اور میرے رنڈاپے کی بلا
والی نہیں جو سر پہ تو جینا بھی موت ہے
دونوں جہاں کا عیش و طرب دل سے فوت ہے

کہتی خطاب کر کے تھی لاشہ سے سوگوار　　صاحب نہ پاس آئی یہ حضرت کو کارزار
تھراتا آپ کی تھا شجاعت سے روزگار　　ہلتی زمیں تھی ڈر سے نہ تھا چرخ کو قرار
بے نور مہر و ماہ تھے صاحب کے نور سے
تھی مشتعل نہ آگ بھی رعب حضور سے

جس جسم کے نہ بوجھ کو سہہ سکتی تھی زمیں　　افتادہ خاک پر ہے وہ اب پیکرِ حزیں
اندر برن کبیر ہوا چار دل یا یقیں　　مغلوب وقتِ جنگ تھے اے صاحبِ نگیں
حاصل تھا اقتدار اجل پر حضور کو
دشوار سامنا تھا ہر اک اہلِ نور کو

بھائی بھتیجے بیٹے وفادار جاں نثار　　کنبہ قبیلہ تابع و شہ زور و نامدار
سب بے خبر پڑے ہیں نہیں ایک ہوشیار　　باقی نہ نام لیوا رہا کوئی زینہار
یا آپ ہی کے قبضے میں کل کائنات تھی
تھا اک زمانہ دوست، بنی اپنی بات تھی

کیسی پھری ہے آنکھ زمانے کی آہ آہ　　گردوں نشینوں کی بھی نہیں آج وہ نگاہ
صاحب تمہارے سر کہ جو تھے قابلِ کلاہ　　وہ خاک پر پڑے ہیں ہوا سے ہیں وہ تباہ
زاغ و زغن کے ہیں یہ نوالے ہزار حیف
کس طرح دل کو کوئی سنبھالے ہزار حیف

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کہتی نہ تھی میں آپ سے ہے دشمنی بُری   رام و لکشمن سے پیش نہ جائے گی آپ کی
مانی مگر نہ آپ نے میری تو ایک بھی   آخر وہ آیا دیکھنے میں یں جو کہتی تھی

قسمت کی سب بدی ہے کوئی اور کیا کہے
یوں تو زبانِ خلق ہے بے جا بجا کہے

شاہِ جہاں پناہ کو سمجھے نہ آہ رام   کرتے ہیں جن کو سجدہ ملائک بھی لا کلام
لیتے رہے حضور مگر خود سری سے کام   کیا مٹا ہے آج جو اس قوم کا تھا نام

پھر بھی کوئی سخن نہیں فضل و کرم میں ہے
کیا بات خُلقِ رگھبرِ عالی ہمم میں ہے

ہوتے رہے گناہ اگرچہ ہزار چند   جاری رہی ہوئی نہ کبھی راہِ ظلم بند
صاحب مقام آپ کو بخشا ہے وہ بلند   پاتے ہیں شاذ جس کو کہ مردانِ حق پسند

دشمن سے یہ سلوک یہ احسانِ شاہ ہے
کیا ذکر دوست کیجئے وہ خیر خواہ ہے

مندودری نے بین کئے یوں جو پیٹ کر   رقت سے آشنا ہوئے اہلِ فلک بشر
عبرت کا اک عجیب سماں آتا تھا نظر   سب دیکھتے تھے سوئے شہنشہ بچشم تر

رنج و خوشی بہار و خزاں کا شکار تھی
کیفیتِ زمانہ نظر سے دوچار تھی

قابو نہ آہ دل پہ بھبیکھشن کو بھی رہا   بھاوج کی آہ و گریہ سے دل گیر ہو گیا
اشکوں کا جاری آنکھوں سے اک سلسلہ ہوا   لیکن نہ پاس ضبط سے کچھ منہ سے کہہ سکا

رہتا نہیں لہو کا اثر بے اثر کئے
جس طرح روح رہتی نہیں بے سفر کئے

سمجھایا لکشمن نے نہ ہو مہرباں ملول   دانا جو ہیں سمجھتے ہیں ماتم کو وہ فضول
ہوتا کبھی ہے عیش کبھی رنج کا نزول   اس عالم فنا کا ہے کیا رد کیا قبول

انساں کا دخل اس کی مشیت میں کچھ نہیں
گنجائش کلام بھی قدرت میں کچھ نہیں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

رگھوناتھ جی نے حکم بھبیکھن کو یہ دیا — تم جا کے اب رسوم عزا کے کرو ادا
بے کار آہ و گریہ ہے کیا اس سے فائدا — لایا عمل میں حکم وہ عالم پناہ کا
فارغ جو تعزیت کے مراسم سے وہ ہوا
ممتاز شہ کے لطف و مراحم سے وہ ہوا

بولے یہ لکشمن سے شہنشاہِ دو جہاں — دو جا کے تخت و تاج بھبیکھن کو میری جاں
سگریو اور انگد و ہنومنت نوجواں — سب ہوں شریک انجمن عیش بے گماں
نل نیل جاموان و دیگر بھی شریک ہوں
سارے نظام جشن منا سب ہوں ٹھیک ہوں

یہ کہہ کے پھر خطاب بھبیکھن سے یوں کیا — ہوتا شریک آپ میں افسوس ہے بڑا
مجبور ہوں کہ حکم نہیں باباجان کا — اپنی جگہ میں اپنے ہوں بھائی کو بھیجتا
کرنا معاف بات ہے یہ اتفاق کی
مجھ سے نہ پوچھو بھائی مرے اشتیاق کی

آخر بہ حکم رام چلے شہر لکشمن — سب قافلہ تھا ساتھ وفادار صف شکن
بٹھلایا تخت زر پہ بھبیکھن کو بے سخن — آئے عمل میں سب جو تھے دستور جو چلن
آباد پھر سے شہر ہوا امن ہو گیا
بیدار بخت ہو گیا ادبار سو گیا

آئے لکھمن کے ساتھ وہ سب پھر حضور رام — اک اک نے چھو لیے پائے شہنشاہ ذوالکرام
بولے یہ ریچھوں بانروں سے خسروِ انام — احسان مند ہیں ہوں تمھارا نہیں کلام
مجھ پر نثار جانیں کیں ثابت قدم رہے
آرام و عیش خانہ سے بے رنج و غم رہے

کچھ شک نہیں تمھاری مدد سے ہوئی ظفر — لنکا کا راج پایا بھبیکھن نے سر بسر
جب تک رہے گا ذکر یہ میرا زبانوں پر — چرچا تمھارا بھی کریں گے خلق میں بشر
بھولوں گا میں تمھارا نہ احسان یہ کبھی
گزرے نہ یہ خیال نہ ہو دھیان یہ کبھی

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

سُن کے سخن یہ شہ کے ہوئے شاد خاص و عام — سیری سخن سے شہ کے نہ ہوتی تھی لا کلام
اک بار پھر سجدہ جھکے صاحب احتشام — بولے یہ پور باد سے پھر خسروِ انام
سیتا کو جا کے حال ہمارا سناؤ اب
جو جانکی کا حال ہو وہ لے کے آؤ اب

لنکا میں پہنچا جا کے سری انجنی کا لال — سجدے کو آئے اہرمنانِ سعید فال
دیکھا سری سیا کو اسیرِ غم و ملال — مغموم ہو گیا پسر باد یہی کمال
سجدے کو دور ہی سے جھکا جاں نثار وہ
سمجھیں سیا کہ شہ کا ہے طاعت گزار وہ

بولیں کہ اے عزیز بیاں کر تو حالِ شاہ — ہیں خیریت سے دونوں وہ شاہِ اودھ کے ماہ
خوش افسرانِ فوج ہیں ہے امن میں سپاہ — بولا ادب سے جوڑ کے ہاتھوں کو کج کلاہ
آرام و خیریت سے شہ ذی وقار ہیں
شادی سے خوش و لیکن نہ دونوں چار ہیں

مارا گیا حضور دشمن گروہ نابکار — پھرا رہا ہے پرچم بر گنبد ذی وقار
لنکا کا آج شاہ بھبھیکھن ہے شہریار — شادی میں سُن کے بھر گئیں سیتا جی ایکبار
یک چند کچھ ٹھٹکی سی وہ کھوئی سی ہو گئیں
اشکوں سے آنکھیں چہرۂ انور کو دھو گئیں

کہنے لگیں کہ پیارے سنو مان آفریں — باتیں تمہاری سب ہوئی ہیں میرے دل نشیں
ان کا صلہ زمین سے تا آسماں نہیں — سچ کہہ رہی ہوں تم کرو اس بات کا یقیں
کی عرض پور باد نے کیا کچھ نہیں ملا
آقا مجھے ملا تو جہان آفریں ملا

میدان میں ہیں ساتھ لکھن کے وہ جلوہ گر — فتح و ظفر جلو میں ہے حاضر ادھر ادھر
آتا ہے عالم اور ہی میدان کا نظر — دربار خسروی کا نظارہ ہے سربسر
بولیں سیا کہ کہتے ہو سچ مانتی ہیں ہم
دُودُ کے ہوتے چار رہی ہیں جانتی ہیں ہم

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

تم کو دعائیں دیتی ہوں حسنا صفات ہو — تم پر حضور کی نظر التفات ہو
تدبیر وہ ہو ہجر کے غم سے نجات ہو — حاصل وصال بادشہ کائنات ہو

یہ سن کے سر جھکایا چلا جاں نثار وہ
آیا حضور بادشہ ذی وقار وہ

ارشاد جانکی کو ادب سے بیاں کیا — خوشنود سن کے ہوگئے شاہ اجودھیا
پھر آپ نے ببھیکھن وسگریو سے کہا — میں چاہتا ہوں جلد یہاں سیا

ہمراہ پورے باد کے جاؤ لے آؤ تم
میرا ہے حکم بنت جنک کو سناؤ تم

یہ حکم جب ہوا شہ عالی صفات کا — لنکا میں پہنچے تینوں مصاحب ذکا
ایما یہ لونڈیوں کو ببھیکھن کا پھر ہوا — حمام جانکی کو کرائیں وہ باوفا

آقا کا حکم لائیں بجا خادمائیں سب
تھیں جاں نثار اہل رضا خادمائیں سب

حمام کر چکیں جو سیا صاحب حیا — پوشاک اور زیوروں کو زیب تن کیا
آیا محافہ پھر سواری کا سجا ہوا — پاشان خسروانہ روانہ ہوئیں سیا

پیدل سوار بہر حفاظت جلو میں تھے
ہاتھوں میں بینتوں کو لیے وہ اپنے ارد میں تھے

آتا ہوا محافہ جو ایک قدم نظر پڑا — خوش خرمی دیو زنہ ہوئے شادی کا غل ہوا
سب دیکھنے کے شوق میں دوڑے وہ باوفا — تا نعج محافظ آگئے انھیں لوٹے دیکھنا

دامن ادب کا ہاتھ سے بالکل چھٹنے نہ پائے
رشتہ یہ بندگی کا کہیں ٹوٹنے نہ پائے

یہ حال جب کھلا شہ عالم پناہ پر — کہنے لگے یہ خسرو لنکا سے رام ادھر
لنکا سے پاپیادہ کریں جانکی سفر — مشتاق دیکھنے کی ہے سب فوج سر بسر

شاہ نشاں حیران ہوا مجبور حکم سے
پیدل سوار ہی ہو گئے معذور حکم سے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

آئی حضور میں جو جنک جی کی لاڈلی   یاد اگلی بات خسرو عالم کو آگئی
مہمان گھر میں آگ کے ہے بیری جانکی   اس راز سے نہیں ہے کسی کو بھی آگہی
منظور تھا سیتا کا بلانا جناب کو
یوں رام نے سخن کہے صاف جناب کو

مغموم سن کے ہو گئیں سب دیو زادیاں   آپس میں بولیں کہتے ہیں کیا خسرو جہاں
سیتا کی ہمسری کی نہیں ایک بھی یہاں   معصومہ ہونے میں ہے سیتا کے کیسے گماں
راون سے تاج دار کی بھی کچھ چلی نہیں
یہ اپنی بات عہد سے ہرگز ٹلی نہیں

اس اپنے راز سے جو تھیں واقف سری سیا   کہنے لگیں لکھمن سے کہ شریمت کے مدعا
تم جمع کر کے لکڑیوں کو آگ دو لگا   دوں گی ثبوت اپنی میں عصمت کا برملا
میں پاک ہوں اگر تو کرے گی اثر نہ آگ
پہنچائے گی بہ جسم کو میرے ضرر نہ آگ

سن کے سخن سیا کا لکھمن رہ گئے خموش   اک بار سلب ہو گئے ان کے حواس و ہوش
دیکھا جو رخ حضور کا سنبھلے وہ عجز کوش   اس پیش کے مآل کو سمجھے وہ ہوگا نوش
پھر بھی رقیق قلب ہے آنکھ اشکبار ہے
ہوتا نہیں ہے صبر عجب اضطرار ہے

ناچار جمع لکڑیوں کو آپ نے کیا   روشن ہوئی وہ آگ گئے شعلے تا سما
دیکھی بھڑکتی آگ تو خوش ہو گئیں سیا   کہنے لگیں یہ شعلوں سے وہ صاحب حیا
جز رام مجھ کو غیر کا طالب کہیں جو پاؤ
میرے ہی سر کی تم کو قسم ہے مجھے جلاؤ

فرما کے یہ اس آگ میں کودیں ماتا سیا   لیکن نہ یاد رام سے غافل ہوئیں وہ ذرا
حیرت میں مبتلا ہوئے انسان و دیوتا   آتا نہیں سمجھ میں کسی کے ہے راز کیا
حکمت کا شہ کی راز سمجھنا محال ہے
ادراک عجز کوش ہے قاصر خیال ہے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

آپ آیا شعلہ شکل برہمن ہاں بیٹھے رام   سیتا کو نذرِ شاہ کیا یوں بہ احترام

جیسے حضورِ شق کے دریائے شور کام   لایا تھا لکشمی کو پئے نذر لاکلام

بائیں طرف حضور کے وہ جلوہ گر ہوئیں

بر آئی دل کی آس خوشی سر بسر ہوئیں

یک جا ہوئے جو رام و ستیا زیب یوں ہوئی   نیلا کنول ہیں رام ستیا سونے کی کلی

ہوتے ہیں دیکھ دیکھ کے خوش نوری و رشی   فرطِ طرب سے حوریں بھی ہیں گاتی ناچتی

پھولوں کا منہ برستا ہے بجتا رباب ہے

صاحب نشاط سب ہے سوا آفتاب ہے

جے جے کے نعرے کرتے ہیں بانر بھی ریچھ بھی   چھائی ہوئی زمیں سے ہے تا آسماں خوشی

ہاتل کو واپسی کی رضا رام سے ملی   آئے فرشتے کرتے ہوئے مدح شاہ کی

باندھے ہوئے قطار ثنا خواں ہیں رام کے

بندے ہیں سب غرض کے وہ خادم ہیں کام کے

کرتے ہیں عرض شہ سے بصد عجز و انکسار   اے بندہ پرور اے شہِ دشرت کے یادگار

کیں ہم پر آپ نے تو عنایات بے شمار   اپنے کیے کو پہنچا دشش گریو نابکار

دشمن تھا روزگار کا دشمن ہمارا تھا

اس کے ستم سے آہ اماں تھی نہ چارا تھا

حاصل بقا ہے راحم و قادر حضور ہیں   ہر جا ہے جلوہ ذات کا صاحب غیور ہیں

عیبوں سے پاک اور تعلق سے دور ہیں   سرتا قدم ہیں نور سراپا سرور ہیں

صورت سے بے نیاز ہیں تغیر سے بری

ہیں حسن و قبح صاحب تقریر سے بری۔

مستغنی الصفات ہیں آزاد و لایزال   رنج و غم و مرض سے ہیں بے شبہ و احتمال۔

دشوار مدح آپ کی ہے شاہِ ذوالجلال   ہوتا ہے جب کہ ہم پہ نزولِ غم و ملال

اوتار لے کے آپ اسے دور کرتے ہیں

کارِ نظام خلق جو ہیں وہ سنوارتے ہیں

CC-0 In Public Domain. Digitized by eGangotri

حیرت فزا ہیں آپ کے اوتار بے شمار　　ہوتے ہیں نوع نوع کی شکلوں میں آشکار
ویشؔ ہو کل تھا جو اہل ہوس مرد کارزار　　طماع خشم ناک گنہ گار بد شعار
پایا مقام وہ کہ جہاں آپ رہتے ہیں
عاصی نواز آپ ہیں سچ لوگ کہتے ہیں

ہوتا ہے دیکھ شن کے تعجب ہمیں بڑا　　غفلت سے اپنی آہ ہیں ہم غفلت آشنا
سودا ہمارے سر میں نہیں ہے حضور کا　　دل بھی ہے پاک عشق سے بے شبہ بے ریا
ورنہ ہم اس مقام کے حق دار ہیں حضور
دام ہوا و ہوس میں گرفتار ہیں حضور

دریائے خواہشات ہے اک بحر بے کنار　　کشتی شکست خوردہ ہیں ہم شاہ نامدار
غیر آپ کے لگائے گا بیڑے کو کون پار　　ہے التماس چشم کرم کی ہو ایک بار
آئے ہیں ہم پناہ میں ہم کو ملے پناہ
اہل ستم کے ظلم و ستم سے رہے پناہ

جب مدح شاہ کر چکے سب اہل آسماں　　برہما ثنائے شہ میں ہوئے پھر گہر فشاں
بولے یہ ہاتھ جوڑ کے اے شاہِ دو جہاں　　اس تیر اس کمان کے صدقے ہزار جاں
راحت رسانِ خلق ہیں بے احتمال آپ
حامی ہیں روزگار کے ہیں ذوالجلال آپ

عالم ہے مثل فیل دماں سرکش و قوی　　شیرانہ دور کرتے ہیں آپ اس کی سرکشی
دونوں جہاں میں دھاک ہے عظمت کی آپکی　　مداح ہیں حضور کے نوری و متقی
جلوے سے جسم پاک کے شرمندہ کام ہے
بے نور نورِ حسن سے ماہِ تمام ہے

شہرت کا آپ کی ہے دو عالم میں غلغلا　　مغرور اہل زور جو تھا شاہِ اشقیا
کھائی شکست یوں نہ ہوا نیچے سے رہا　　قابو گرڑ سے چلتا نہیں جیسے سانپ کا
کیا عدل و داد ہے کہ زمانہ نہال ہے
بندوں کو کچھ نہ خوف نہ رنج و ملال ہے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ہے قہر سے حضور کے رحمت کہیں سوا   رہتا ہے باب دانش و ادراک کا کھلا
ہے بارِ جہل سے جو گرانبار یہ سرا   کرتے سبک ہیں آپ اسے حکمت سے بے ریا

قادر ہیں آپ، آپ کو سب اختیار ہے
آئینہ رخ سے جلوہ پروردگار ہے

جس کی نہ ابتدا ہو نہ ہو جس کی انتہا   وہ ذاتِ قدس آپ کی ہے شاہِ دوسرا
اس بارگہہ میں دخل نہیں ہے عیوب کا   شادی ہو یا کہ رنج ہو عالم ہے ایک سا

ہیں تاجِ افتخار گھرانے کے آج آپ
رکھتے ہیں بے کسوں کی غریبوں کی لاج آپ

روشن ہے ذرہ ذرہ جمالِ حضور سے   معمور مہر و مہ نظر آتے ہیں نور سے
مخفی نہیں ہے لطف و کرم کے وفور سے   ہیں شاد سب عنایت شاہ غیور سے

پایا ہے راج آج ببیکھن نہال ہے
ابرِ کرم سے صورتِ گلشن نہال ہے

حضرت نے اپنے بل سے کیا سرکشوں کو زیر   بخشا اجل کا جام کہ تھے زندگی سے سیر
لوہے کو وہ بھی مان گئے تھے جو دل کے شیر   لاشوں کے ہر طرف لگے وسعتِ وغا میں ڈھیر

آوازِ الغیاث کی افلاک تک گئی
دہشت ہوئی یہ گاؤ زمیں بھی سرک گئی

بحرِ جہاں سے پار لگاتے ہیں آپ ہی   گرتے ہوؤں کو رام اٹھاتے ہیں آپ ہی
بے وسوسات دل سے مٹاتے ہو آپ ہی   رنج و بلا میں کام بھی آتے ہیں آپ ہی

یہ خاص وصف خاص یہ شیوہ ہے شاہ کا
کرتے نہیں خیال خیالی گناہ کا

کارِ جہاں سے آپ کو مطلق نہیں نیاز   عاجز ہے کنہ ذات میں ادراک و امتیاز
قدرت کے آپ کی نہیں آتے سمجھ میں راز   طے کس طرح ہو راہ حقیقت کی ہے دراز

برتر ہیں آپ وہم و گمان و خیال سے
ہیں پاک آپ بیم زوال و کمال سے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

پانچوں حواس بھی نہیں دیتے ہیں آہ کام — ششدر مثال آئینہ ہیں اہل دل تمام
پہچانتا تو آپ کا آسان نہیں ہے رام — کہتے یہی ہیں وید بھی اس میں نہیں کلام
شاہوں کے شاہ آپ ہیں، شیروں کے شیر ہیں
ساونت سب جہان کے محکوم و زیر ہیں

ہر شے سے یوں ہے ربط شہنشاہ دوسرا — توام ہے جیسے مہر سے دھوپ اور ہے جدا
جلوہ فگن ہیں جانب چپ آپ کے لِرما — سیتا کے نام سے ہیں مسمّیٰ وہ مہ لقا
ماو منی کا دخل نہیں زینہار ہے
جلوے سے شہ کے کام خجل شرمسار ہے

یا مر یہ سب ہیں قابل تحسین و آفریں — ہیں ناظر جمال شہنشاہِ عالمیں
فرمان پذیر اہل وفا اور ہم نشیں — ہم لوگ آہ قابل نفریں ہیں بالیقیں
بھولے ہیں اپنے زعم میں غافل ہیں یاد سے
واقف نہیں ہیں رسم رہِ اتحاد سے

ہے التجا حضور سے فرمائیں اب کرم — ہو دور نقص دانش و ادراک یک قلم
ہرگز رہِ خلاف میں رکھیں نہ ہم قدم — توام خوشی سے دل بھی رہے وقت رنج و غم
ان قدموں کا خیال تصور مدام ہو
قربان جان روز و شب صبح و شام ہو

ہیں محو ان کے دھیان میں شنکر مع شِوا — ہوتا ہے ان کے فیض سے حل عقدۂ بلا
کرتے سرزمیں سے ہیں بار الم جدا — رہتا نہیں ہے ظلم شعاروں کا دغدغا
اتنا ہی بس حضور سے میرا سوال ہے
اس کے سوا نہ حسرت جاہ و جلال ہے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

رہجا یہ کہہ کے جلوۂ شہ دیکھنے لگے   اک بار محو حسن دل آرام ہو گئے
کہتی نظر تھی ہو نہ یہ اوجھل نگاہ سے   دل کی تھی آرزو مرا مہمان یہ رہے
شہ مسکرائے حال بدھاتما کا دیکھ کے
عاشق کا جان نثار کا شیدا کا دیکھ کے

اس وقت آئے خلد سے شاہ اجودھیا   لچھمن کے ساتھ رام نے سجدہ ادا کیا
دشرت نے دونوں بیٹوں کو خوش ہو کے دی دعا   شاہ جہاں پناہ نے بابا سے یوں کہا
اقبال سے حضور کے نصرت ہوئی نصیب
راون گیا جہان سے شہرت ہوئی نصیب

دشرت یہ سن کے رام سے الفت میں بھر گئے   نمناک آنکھیں ہو گئیں روئیں کھڑے ہوئے
رفت یہ تھی زباں سے کچھ بھی نہ کہہ سکے   پابند رسم در راہ محبت کے تھے بڑے
شہ کو جھکا کے سر گئے دار القرار وہ
تو ام نجات سے نہ ہوئے زینہار وہ

پائی نہ یوں نجات ملی یوں انھیں جناں   رہرو تھے راہ عشق و وفا کے وہ بیگماں
شیوہ سگن پرستوں کا ہے ادرہی یہاں   رہتے ہیں عشق ہی کی وہ دولت سے شادماں
وہ عشق کو نجات سے اچھا سمجھتے ہیں
ہر طرح اس میں فائدہ اپنا سمجھتے ہیں

سرتاج عاشقوں میں تھے دشرتھ تو رام کے   واقف وہ راز علم حقائق سے خوب تھے
کی نذر عشق جان نہ پیمان سے ہٹے   مہر و وفا کی راہ میں ثابت قدم رہے
دل میں رضائے رام کا اول خیال تھا
عاشق پدر کا بھی پسر خوشخصال تھا

دشرت ہوئے جو جانب خلد بریں رواں   راسخ ہوئے حضور شہنشاہ مدح خواں
اے زیب بخش دشت دعا صاحب تواں   پاتے شرف ہیں آپ سے یہ ناوک کماں
شہرہ بڑا ہے آپ کے بازو کے زور کا
ہوتا ہے آب آب جگر بحر شور کا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

تھے صاحب نبرد و جری دو کھن اور کہر	آمادہ بدعتوں پہ نہ کیا گیا تھے اہل شر
ان کو سلایا آپ نے تیروں سے خاک پر	خوشنود آج اہل فلک آتے ہیں نظر

گیتی کو بار غم سے سبکدوش کر دیا
اس کے خوشی کے جام کو شادی سے بھر دیا

لہرا رہا پرہرا ہے شان و شکوہ کا	فاتح نہیں جہاں میں کوئی اور دوسرا
لنکا کا تاجدار دسگریو ذی خطا	مغرور اور دشمن آفاق تھا بڑا

ارض و سما قرار و سکون آشنا نہ تھے
فتنے بھی شش جہات میں کیا کیا بپا نہ تھے

قبضے میں جس کے جن و ملک لاکلام تھے	گندھرب ناگ صورت خادم غلام تھے
مجبور جس کے حکم سے صاحب کرام تھے	نالاں ستم سے اہل جہاں بھی تمام تھے

مارا اسے حضور نے کیا کام ہو گیا
جاتا رہا ستم وہ کرم عام ہو گیا

حضرت سے عرض کرتا ہوں بے شک ڈریا	مجھ کو یہ ناز تھا کہ نہیں مجھ سا دوسرا
عقدہ یہ آج حل ہوا مجھ پر یہ کھل گیا	میرا خیال خام تھا غرہ روا نہ تھا

جاتا رہا غرور وہ فضل حضور سے
آئینہ قلب ہو گیا چہرے کے نور سے

دنیا کہے ہزار کہ ہیں آپ کردگار	میں تو سمجھتا ہوں کہ اودھ کے ہیں شہریار
ادنیٰ ہوں اک غلام شہنشاہ ذی وقار	دل میں سیا لکھن کے ہوں ساتھ آپ جلوہ بار

ممتاز مجھ کو عشق کی دولت سے کیجئے
صاحب مراد چشم عنایت سے کیجئے

کرتے نہال آپ ہیں بندوں کو بے گماں	ہوتا دلوں سے دور ہے رنج و غم جہاں
ظالم ہوئے ہلاک ملائک ہیں شادماں	برہما بھی بشنا تھ بھی دونوں ہیں مدح خواں

ساجد ہیں ہم حضور ہیں مسجود شک نہیں
عابد ہیں ہم حضور ہیں معبود شک نہیں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اک اور اقتضا ہے طبیعت کا سربسر	میرے لیے کبھی حکم ہو کچھ شاہ بحر و بر
الطاف بر حضور کے میری ہے اب نظر	ہانسو سے بولے کسن کے یہ رام نکو سیر

جی جا ہیں خرس و بوز نہ وہ جو کہ مر گئے
میرے لیے وہ جنگ میں جی سے گزر گئے

ہانسو کو حکم شہ نے جلانے کا جو دیا	کیا مصلحت حضور کی ہے اور مدعا
روشن ضمیر جانتے ہیں مصلحت ہے کیا	مد نظر ہے اندر کی توقیر مرتبا

ورنہ وہ آپ حاکم مرگ و حیات ہیں
خلاق روزگار ہیں صاحب صفات ہیں

شاہ ملک نے بارش آب بقا جو کی	زندہ ہوئے جو مر گئے تھے فوج کے جری
آئے حضور شہ نہ خرابی کو کچھ ہوئی	سمجھے وہ دور ہو گئی تھی خواب کی غشی

گو راکشش بھی رن میں پڑے تھے مرے ہوئے
لیکن نہ مثل خشک شجر وہ ہرے ہوئے

دخل بشر مشیت یزداں میں کچھ نہیں	خوشنودی جناب سری رام کی یہی
وہ ہو چکے تھے شامل ذات شہ زمیں	تھے خرس اور بوزنہ نور فلک نشیں

یوں زندہ یہ ہوئے نہ ہوئے زندہ راکشش
قسمت میں تھا نہ یہ کہ ہوں آیندہ راکشش

مشکل بیان کرنا ہے افضال رام کا	سرتا قدم گناہ تھا سلطان اشقیا
مر کے وہ دست شاہ سے چھٹکارا پا گیا	شہ پر لتا کے پھول چلے ساکن سما

آئے جناب شیو جو تھے طالب حضور کے
غم خوار جاں نثار مصاحب حضور کے

عالم وفور مہر و محبت سے اور تھا	کہنا جو چاہتے تھے نہ کر سکتے تھے ادا
اک اک تھا موئے جسم خوشی سے کھڑا ہوا	آنکھوں میں آنسوؤں کا بھی کچھ کچھ تھا سلسلا

آخر ثنائے رام میں رطب اللساں ہوئے
عیش و نشاط قلب سے وہ توأماں ہوئے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اے تاجدار شہر اودھ اے جہاں پناہ   تجھے اہل شر کے ظلم سے جو دیو تا تباہ
دکا آپ نے اماں انھیں بے شبہ و اشتباہ   میری طرف بھی کیجئے اب لطف کی نگاہ
تیر و کماں کے جائیے قرباں ہزار بار
لیتے خبر ہیں ظلم شعاروں کی بار بار

فضل و کرم کی چلتی ہے وہ آپ کے ہوا   ہوتا ہے دور ابر تغافل کا جھما
رہتا نہیں دلوں میں توہم کا وسوسہ   مٹ جاتی ہے گماں کی ظلمت بھی بے لایا
غصہ طمع غرور بھی کافور ہوتے ہیں
سب نفس بد کے ظلم و ستم دور ہوتے ہیں

افضال شہ سے مٹتی ہیں یہ خواہشیں یونہیں   پالے سے جیسے رہتے شگفتہ کنول نہیں
بحر جہاں سے آپ ہی اے خسرو زمیں   بندوں کو اپنے پار لگاتے ہیں بالیقیں
اس کے شکست دینے کو منددر حضور ہیں
فیاض اہل عدل ہیں برتر حضور ہیں

حسن بلیغ بخشتا ہے نور آنکھوں کو   کہتا سواد چشم ہے دیکھا مجھے کرو
ظاہر نظر سے صاف ہے بندہ نواز ہو   مردم کو شوق صدقہ ہے آئیں حضور جو
امیدوار دل ہے کہ مہمان جناب ہوں
جلوہ فروز صدر بصد شان جناب ہوں

یوں جلوہ دل میں آپ کا ہو خسرو زمیں   ہوں جانب یسار سیا لکشمن یمیں
کوئی علاوہ اس کے تمنا مجھے نہیں   فرمائیں گے حضور کرم مجھ کو ہے یقیں
رتبہ بڑا ہے عارفوں کا اس جناب میں
ہوتی نہیں ہے بھول کرم کے حساب میں

جب ہوں گے آپ تخت نشیں اے اودھ کے شاہ   اس وقت میں پھر آؤں گا بے شبہ و اشتباہ
یہ کہہ کے وہ روانہ ہوئے عرش بارگاہ   کہنے لگا یہ شفقہ سے بھبھیکن جہاں پناہ
کچھ عرض کرنا ہے مجھے میری سنیں حضور
کچھ پاس التماس کا میری کریں حضور

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

راون کو مارا آپ نے شہرہ ہے آپ کا دنیا سے کتنے فوج کے ہمراہ وہ گیا
مجھ بے کس وغریب پہ کی بخشش و عطا لنکا کا راج آج عنایت مجھے ہوا
اس منصب جلیل کے قابل نہیں تھا میں
بے یار اور خانہ بدر دل حزیں تھا میں
تشریف گھر پہ لے چلیں حسرت یہ ہے حضور فرمائیں اپنے قدموں سے پاک اس کو با لضرور
حاضر ہے سب عطیۂ شاہنشہ غفور اقلیم و مال و دولت و گنجینہ و قصور
ریچھوں کو بانروں کو جو چاہیں عطا کریں
میری مراد پوری شہ دوسرا کریں
آرام کر کے آپ اودھ کو ہوں پھر رواں خادم بھی ہم رکاب رہے بے شک و گماں
کہنے لگے یہ سن کے شہنشاہ دو جہاں سب راست ہے جو کہتے ہو اے شاہ شہر یاں
مجبور ہوں خیال بھرت سے کمال میں
پاتا ہوں اپنے غم میں اسے خستہ حال میں
ڈوبا ہوا ہے یاد میں میری وہ روز و شب اس کی ہے بود و باش فقیروں کی طرح اب
بیدل نشاط و عیش جہاں سے ہے خوش لقب زار و نحیف ہو رہا ہے رنج کے سبب
وعدہ پر اس کے پاس نہ پہنچا جو بھائی میں
سمجھوں گا پھر تو بھائی سے بھائی جدائی میں
مجھ کو تو پاس دونوں کا ہے اے عزیز من کیا جانتے نہیں ہو ہوں مجبور بے سخن
منتمنی آپ تم سے ہوں اے شاہ اہرمن پہنچا دو جلد مجھ وطن آوارہ کو وطن
احسان ہو گا ہم پہ تمہارا بہت بڑا
نکلے گا بھائی کام ہمارا بہت بڑا
یہ کہتے کہتے جوش محبت میں بھر گئے گویا حضور اور بھرت ایک جا ہوئے
مشکل بیان کرنا ہے شاعر کے واسطے جز قلب درد مند سمجھ کون اسے سکے
دی پھر دعا حضور نے اپنے رفیق کو
لچھمن سے جانتے تھے زیادہ شفیق کو

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

فرمایا ایک کلپ کرو راج مہرباں   غافل نہ میری یاد سے تم ہو ظاہر گماں
بعد اس کے وہ مقام ملے گا تمھیں جہاں   روشن ضمیروں کے لیے تعمیر ہیں مکاں
خوش سن کے یہ بھبھیکھن عالی گہر ہوا
لے کے قدم روانہ وہ پھر اپنے گھر ہوا

خوش خرس و بوزنہ ہوئے دیکھا جو یہ کرم   آپس میں سب وہ کہنے لگے صاحب حشم
آقا سا ہوگا ایک نہ جواد ذی ہمم   تعریف جتنی کیجیے آقا کی ہے وہ کم
کیا مرتبہ عطا کیا راون کے بھائی کو
اپنے کرم سے دور کیا اس کی آئی کو

یہ ذکر تھا کہ پیش شہنشاہ بحر و بر   پشپک بمان لایا بھبھیکھن نکو سیر
زیور زرہ لباس سے معمور سر بسر   بولا ہے نذر شاہ عنایت کی ہو نظر
ہر چند میں ہوں کیا مرا ہر یہ حضور کیا
کر سکتا ہوں میں خدمت شاہ غیور کیا

یہ سن کے مسکرائے حضور اور یوں کہا   تم اس پہ چڑھ کے جاؤ بھبھیکھن ہوئے سوا
دو زیوروں کو دولت و پوشاک کو لٹا   منظور بانروں کا تماشا ہے دیکھنا
عامل وہ شہ کے حکم پہ صاحب وفا ہوا
اک طرفہ بانروں کے لیے مشغلا ہوا

لیتے اچک کے ہیں زیور کو بوزنا   رکھتے ہیں منہ میں اور اگلیں دیتے ہیں گرا
ٹوپی کوئی پہنتا ہے کوئی اچھالتا   کرتا ہے کوئی زینت تن جامہ و قبا
دستار باندھ کے کوئی مست خرام ہے
پٹکا لپیٹ کے کوئی کرتا سلام ہے

منظر یہ دیکھ دیکھ کے دشرت کا لاڈلا   ہنستا ہے بار بار مع لچھمن و سیا
روشن دلوں کو جس کا ہے دشوار جاننا   جس کی کہ ماہیت سے نہیں دیدہ آشنا
ہمراہ بانروں کے وہ خود کھیل کرتا ہے
مہر و وفا کا ان کی وہ دم آپ بھرتا ہے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

یکساں ہر اک پہ جود و عطا کا کھلا ہے در — ہے ایک سی ہر ایک پر الطاف کی نظر
ایک ایک سے یہ کہہ رہے ہیں شاہ بحر و بر — امداد سے تمہاری ہوں میں صاحب ظفر
اب اپنے اپنے جا کے گھروں کو خوشی خوشی
بھائی اسی میں میری رضا ہے مری خوشی

غافل نہ ہونا یاد و عبادت سے تم مری — خوف و خطر نہیں ہے تمہارے لیے کوئی
گھبرا گئے یہ سنتے ہی باز بھی رہے کچھ بھی — بھولی ہوئی تھی یاد انھیں گھر اور بچوں کی
دل میں ہوا وفور محبت کا جوش بھی
کھوئے ہوئے سے آئے نظر ان کے ہوش بھی

کی عرض سب نے مل کے بصد عجز ایک بار — ہر طرح کا حضور کو حاصل ہے اقتدار
ہر فعل کے ہے کرنے نہ کرنے کا اختیار — ہوتے ہیں سن کے دیکھ کے حیرت سے ہم دوچار
آقا ہمارے آپ ہیں پروردگار ہیں
حامی و سرپرست و معین غمگسار ہیں

یہ آپ کا کرم ہے نوازش کی آپ نے — ورنہ حضور اس کے سزاوار ہم نہ تھے
ارشاد سے حضور کے خجلت سے گڑ گئے — امداد کیا گزر کی بھلا پیش کر سکے
یہ کہہ کے پھر سجدہ سب اک بار جھک گئے
آگے نہ عرض کر سکے ناچار رک گئے

آخر وہ سب بحکم شہنشہ ہوئے رواں — گھر کی خوشی تھی رنج فراق شہ جہاں
سگریو انگد اور ہنوماں جاموان — نیل و دوید مینید نل و شاہ نشچران
منہ دیکھتے حضور کا ہیں سب حضور میں
ہیں مبتلا کشاکش عجز و قصور میں

یوں دست بستہ سب ہیں کھڑے صورت نگار — آنکھیں ہیں اشکبار زباں بند دل فگار
بار فراق آہ دلوں پر ہے سخت بار — ناچار ہو رہے ہیں نہیں کوئی اختیار
دل دیکھ کے یہ حال بھر آیا حضور کا
کچھ اور اقتضا ہوا طبع غیور کا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

بولے بلطف چاہتا ہوں آپ لوگ سب — ہولیں سوار اور چلیں ساتھ ساتھ اب
شرط وفا و مہر و مروت سے ہے عجب — ہم آپ کو اگر نہ خوشی میں کریں طلب
احسان تھوڑا ہے کہ مصیبت میں کام آئے
جنگ و جدل میں خطرہ و آفت میں کام آئے

ہمراہ سب کو لے کے مع لچھمن و سیتا — چڑھ کے بیمان پر چلے شاہ اجودھیا
سوئے شمال اٹھ کے زمیں سے وہ جب چلا — چرچے کا ہر طرف شہ عالم کی غل اٹھا
سیتا کے ساتھ صدر میں جلوہ نما تھے رام
وہ سب مطیع حکم تھے فرماں روا تھے رام

سیتا کے ساتھ یوں شہ والا تھے جلوہ گر — بجلی کے ساتھ جیسے ہو بادل سمیر پر
پشپک رواں تھا رو میں سر عرش سربسر — برسا رہے تھے ساکن گردوں گل و گہر
چلتے تھے جھونکے سرد نسیم بہار کے
تھے دور آسماں سے مظالم غبار کے

دریا رواں تھے آب مصفا تھا پاک تھا — فال سعید آتے نظر تھے ہر ایک جا
موسم تھا خوشگوار فرح بخش دل کشا — تھے ہم سخن سیتا سے شہنشاہ دوسرا
لچھمن نے میگھناد کو اس جا کیا ہلاک
عیار تھا بلا کا بمشکل ہوا ہلاک

انگد نے پور باد نے میدان میں یہاں — کیا کیا کئے نہ قتل سلحشور نوجواں
دشمول کنبھ کرن جو تھے نامی جہاں — ہاتھوں سے وہ ہلاک ہمارے ہوئے یہاں
ظالم یہ وہ تھے جن سے زمانہ تباہ تھا
فتنہ بھی ان سے مانگتا امن و پناہ تھا

بنوایا یہ ہمارا ہے پل دیکھو اے سیتا — تعمیر اسی کو دونوں نل و نیل نے کیا
ہم نے نصب کیا ہے یہاں لنگ رُدر کا — یہ کہہ کے پھر سجدہ جھکے شاہ دوسرا
سب سر گذشت یوں ہی سیتا کو سناتے ہیں
ٹھہرے جہاں جہاں تھے وہ جگہیں دکھاتے ہیں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

شہ نے اٹھا کے اس کو لگایا کلیجے سے　　کی پرسش مزاج بٹھا کے قریب اسے
کی دست بستہ عرض ادب سے نکھاد نے　　دیکھے قدم حضور کے دکھ دور ہو گئے
جس پر نظر ہو آپ کی کب اس کو غم رہا ہے
وہ کیوں نہ راحت اور خوشی سے بہم رہا ہے
کر غور اے فراقی غفلت پرست تو　　بھولا ہوا ہے یاد شہنشاہ نیک خو
ہے کس قدر غریبوں پہ لطف شہ نکو　　ناکام کوئی پھرتا نہیں صاحب آرزو
ادنیٰ سا بندہ بھائی بھرت سے زیادہ ہے
دل جان سے عزیز یہ ملاج زادہ ہے
اس آستاں کو چھوڑ کے امن نہیں کہیں　　جز نام پاک کوئی نہیں دوست کر یقیں
ہے ہے یہ وہ زمانہ ہے غفلت سے ہم قریں　　ہوتی نہیں ہے بات صداقت کی دل نشیں
ہر فرد اپنے فرض کو بھولا ہوا ہے آہ
کیا چار سمت بدعتوں کا در کھلا ہے آہ
یہ ذکر پاک خسرو عالم کا جو بہال　　جس کو بیان کر گئے ارباب پاستان
دل سے سنیں گے اور پڑھیں گے جو بیگماں　　ہوں گے غنی نعیم خوش اقبال کامراں
کوئی نہ ہو گا خوف و خطر روزگار میں
غالب رہیں گے دشمنوں پر روزگار میں
دل ان کے پاک ہوں گے کدورت سے ایکبار　　ہوں گے رموز معرفت حق سے ہم کنار
حرص و ہوس کی ہو گی نہ سختی ناگوار　　ہو گا نہ رنج آفت دوراں کا زینہار
آزاد وہ رہیں گے فراقی زمانے میں
گزرے گی عین لطف سے ان کی زمانے میں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اُتّر کانڈ

شہر اودھ میں دھوم ہے آنے کی رام کے
مہمان خوشی دلوں میں ہے ہر خاص عام کے
مشتاق دید سب ہیں شہ ذو الکرام کے
صدقے نثار ہوتے ہیں صاحب پیام کے

اقبال ہے عروج پہ روشن نصیب ہے
رخصت غم و الم کی ہے شادی قریب ہے

آتا ہے وہ کہ جس کا طلبگار ہے جہاں
جو اپنا سرپرست ہے اور اپنا مہرباں
فرقت میں جس کی رنج اٹھائے ہیں بیکراں
جس کے الم میں ہوئے ہیں زار و ناتواں

برسوں میں کامیاب ہوئی التجائے دل
تقدیر آپ ہو گئی عقدہ کشائے دل

اُمڈا ہوا ہے جوش محبت دلوں میں آج
بھولا ہوا خوشی میں ہے دنیا کا کام کاج
رہ جائے چاہتے ہیں ہماری وفا کی لاج
بیٹھیں جناب رام سر تخت پہنیں تاج

طاعت پذیر ہم ہوں اطاعت گزار ہوں
قربان بار بار ہوں ہر دم نثار ہوں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

بازار، کوچے، راستے آراستہ تمام　　ذوجوں کا ہے دو رویہ سرِ راہ التزام
مصروفِ انتظام ہیں حکامِ نیک نام　　مشکل گزر ہے یہ ہے رعیت کا ازدہام
سجدے کو باادب ہیں کھڑے مردمانِ شہر
مشتاق ہیں زیارتِ شہ کی زنانِ شہر

کیا لکھے کوئی حالِ بھرت، حال کو شلیا　　جانے وہی جو ہو غمِ الفت میں مبتلا
اپنے دلوں سے رہتا ہے عشاق کو گلا　　ہرگز وہ غیر سے نہیں رکھتے معاملا
ان کی نگاہ میں ہے مقدم رضائے دوست
کانوں میں ہے بھری ہوئی یکسر صدائے دوست

پوچھے کوئی غریبِ وطن سے وطن کا حال　　رہتا ہے اک جدائی کا دل پر غم و ملال
ماں باپ سے بچھڑنے کا آجاتا ہے خیال　　کیا کیا نہ ایک جان کو در پیش ہے وبال
کہتے ہیں سچ کسے نہیں اپنا وطن عزیز
ہوتا ہے باغبان کو اپنا چمن عزیز

یوں ہی تھا حالِ خسرو کیواں پناہ کا　　دل میں غضب کا جوش تھا اک کی چاہ کا
تقدیر نے دکھایا مگر پھیر راہ کا　　دشوار آہ ہو گیا شیوہ نباہ کا
آخر وطن کی لائی محبت وطن میں پھر
ہو کے غریب آگیا بلبل چمن میں پھر

ہاں اے صریرِ کلک صدائے نوید ہو　　ہاں اے خیال رہبرِ راہِ امید ہو
اے فکر ترجمانِ سخن ہائے دید ہو　　اے نطق دل نواز مسرت فزید ہو
بچھڑوں کا حال لکھنا ہے مجھ خاکسار کو
لانا وطن میں پھر ہے غریب الدیار کو

اہلِ اجودھیا یہی کرتے ہیں فکر و غور　　بس ایک روز چودہ برس میں رہا ہے اور
دیکھیں نکلتا وصل کا اب کس طرح ہے طور　　کیا کیا اٹھائے ہم نے فرقت کے ظلم و جور
مہمان گھل نہیں ہیں دشرتھ کا لاڈلا
آتا ہی بس وہ ہوگا محبت کا لاڈلا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

منظر شگون نیک ہیں حال وصال کے   آیا ہی چاہتا ہے، ہو تم چاہتے جسے
ہر اک کے دل میں اٹھتے ہیں شادی کے ولولے   اپنے دلوں کو دیتے تسلی ہیں غمزدے
ہے کوشلیا کے دل میں بھی یکسر سما گیا
کہنے ہی والا ہے کوئی اب بیٹا آ گیا

یوں ہی ہر ایک ماں کا بھی ہے حال آشکار   ادھر اُس طرف بھرت کے بھی دل کو نہیں قرار
ہر چند دہنا ہاتھ پھڑکتا بار بار   کہتے شگون ہیں، نہ ہو مایوس زینہار
عاشق کے دل کو تاب ہو، امر محال ہے
کیا کہہ سکے کوئی، کہ خود آئینہ حال ہے

کرتا خیال دل میں ہے، دشرتھ کا لاڈلا   میعاد میں ہے، ایک ہی دن اور رہ گیا
کیا بات ہے جو آئے نہیں رگھوبر و سیا   ایسا تو کچھ نہیں ہے سمجھ کے مجھے برا
اک بار یاد بھول گئے خاکسار کی
دل میں رہی جگہ بھی نہ خاطر فگار کی

اے بھائی لکشمن ترا کیا کہنا مرحبا   کیا کیا کئے نہ تو نے محبت کے حق ادا
پروا نہ گھر کی کی کبھی رکھا نہ واسطا   اک بندگی سے کام تجھے بھائی کی رہا
محسوب تھا اٹل، غیر میں جو کو لیا نہ ساتھ
کیا ان کا جرم بخت لے بھی تو دیا نہ ساتھ

بے جا نہیں نظر جو کریں بھائی جان ادھر   اپنے ہی فعلوں کی تو خطا ہے یہ سربسر
رکھتے نہیں یہ شیوہ مگر شاہ بحر و بر   کیا خلق کیا مزاج ہے دشمن جھکائے سر
بندوں کے جرموں کا نہیں کرتے خیال بھی
ہوتا نہیں ہے اس کا وہاں کچھ سوال بھی

میرا دل یہ دیتا گواہی ہے بالیقیں   آقا ضرور آئیں گے، وعدہ پہ شک نہیں
دیتے بھی مژدہ نیک شگون ہیں صد آفریں   مجھ کو یہ اپنی جان سے ڈر ہے مگر کہیں
آقا نہ آئے اور سلامت میں رہ گیا
ننگ وفا و ننگ محبت میں رہ گیا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

یہ سوچتے تھے آپ دلِ پاک آپ کا   بحرِ وفائے شہر میں ادھر ڈوبنے لگا
نزدیک تھا کہ جلد ہو طے منزلِ وفا   صورت میں برہمن کی جگر گوشۂ صبا

لیکے پیامِ رام کی کشتی کا آگیا
جان آگئی غریق سہارا جو پا گیا

دیکھا ہوا کے لال نے، یہ ہے بھرت کا حال   پہنے جٹا کا تاج، ہیں وہ صاحبِ ملال
آنکھیں ہیں اشک ریز، ہے تن صورتِ خیال   لب پر ہے نام پاک شہنشاہ ذوالجلال

آسن پہ کش کے بیٹھے ہیں محوِ خیال ہیں
عیش و نشاطِ دہر کے تارک کمال ہیں

دیکھا جو پورِ باد نے یہ حال بے گماں   دل میں ہوا جناب بھرت جی کا مدح خواں
کی عرض، آپ کرتے ہیں جس پر نثار جاں   ہیں محو جس کے دھیان میں ہر لحظہ ہر زماں

آتا ہے وہ جہان کا بہی خواہ، اے حضور
طے کر چکا ہے فاصلۂ راہ، اے حضور

دشمن پہ فتح یاب ہوئے رام نامدار   اک بار بدعتوں سے ہوا پاک روزگار
مدحت سرا ہیں ساکنِ افلاک بے شمار   آتے ہیں ساتھ لکشمن و سیتا کے شہریار

یہ سنتے ہی خیال کا عالم بدل گیا
دل میں کھٹک رہا تھا جو کانٹا نکل گیا

یوں خوش ہوئے جناب بھرت فخرِ کائنات   ہاتھ آئے جیسے پیاسے کو سرچشمۂ حیات
پوچھی یہ پھر حضور نے پورِ صبا سے بات   ہیں کون آپ، نام ہے کیا، اے نکو صفات

مژدہ سنا کے جسم میں پھر جان ڈال دی
جو پھانس چبھ رہی تھی جگر میں نکال دی

کہنے لگا یہ سن کے ہنومانِ خوش سیر   ہنومنت میرا نام ہے، ہوں باد کا پسر
ادنیٰ ہوں میں غلام شہنشاہ بحر و بر   آیا ہوں کرنے آپ کو اس امر کی خبر

فرمایا یوں جو پورِ صبا نے ادب کے ساتھ
اٹھ کے معاً بھرت بڑھے فرطِ طرب کے ساتھ

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

عالم عجب بھرت کا تھا جوشِ نشاط سے آنسو رواں تھے رونگٹے تھے جسم کے کھڑے
یوں انجنی کے لال سے فرمانے پھر لگے تم آئے کیا کہ دکھ مرے سب دور ہو گئے
شادی بھی یہ ہے مل گئے گویا برادر آج
احسان یہ تمہارا نہایت ہے مجھ پر آج
بھائی رگھبل ہوں اس کا عوض تم کو دوں میں کیا وہ شے ہے یہ پیام نہیں جس کی ہے بہا
یہ اپنی قیمت آپ ہے میں غور کر چکا احسان کا نہ ہو سکے گا حق کبھی ادا
لائے کوئی کہاں سے زباں پھر بیان کو
چپ رہنے کے سوا نہیں رخصت زبان کو
اب مجھ سے تم بیان کرو، واقعات رام کس کس جگہ قیام رہا، کیا کئے ہیں کام
ہنومنت نے یہ سن کے بصد عز و احترام پیشِ بھرت بیان کئے حالات شہ تمام
دریافت پھر بھرت نے کیا پور باد سے
غافل کو کوشلیش نہ تھے میری یاد سے
مجھ سے غلام کا بھی کبھی ذکر آتا تھا ہر چند یاد کیا مری کیا تذکرہ مرا
کہنے لگا یہ سن کے بھرت سے وہ باوفا پیارا حضور سا نہیں آقا، کو دوسرا
مداح جس کا بادشہِ کائنات ہو
کیونکر جہاں میں وہ نہ سراپا صفات ہو
یہ کہہ کے خواستگار وہ رخصت کا پھر ہوا لے کے قدم بھرت کے وہاں سے ملا چلا
پہونچا حضور رام بیاں حال سب کیا سوئے اودھ روانہ ہوئے شاہ عم ربا
سیتیا کے ساتھ جلوہ فگن تھے بمان پر
اُڑتا تھا مثل طیر، بمان آسمان پر
آئے بصد نشاط بھرت بھی اجودھیا پہلے بششٹ جی سے جو تھا حال سب کہا
پھر کوشلا سے عرض یہ کی شاہ ذیعطا آتے اجودھیا ہیں مع لچھمن و ستیا
حاصل ہوئی ہے فتح جہاں کامیاب ہے
بندوں پہ بیکسوں پہ عطا بے حساب ہے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

سنتے ہی شاد ہو گئیں سب رانیاں شہاں — اک اک نے پوچھی خیریت خسرو جہاں
اک بار اس خبر سے ہوئی خلق شادماں — آنے لگا خوشی کا نظر ہر طرف سماں
لے کے گھڑے بھرے ہوئے آئیں زنانِ شہر
پھولوں کے تھال سامنے لائیں زنانِ شہر

گانے خوشی کے گاتی ہیں محو خیال ہیں — بھولے ہوئے خوشی میں انھیں اپنے لال ہیں
غرقاب بحرِ عشق میں سب بال بال ہیں — اس وقت ان کو پیارے شہِ ذوالجلال ہیں
اک اک سے پوچھتی ہے کہ دیکھا حضور کو
آنکھوں میں اپنی تو نے جگہ دی ہے نور کو

شہرِ اودھ کی ہو گئی کچھ اور ہی فضا — آتے ہیں آج اس کے خداوند بادشا
سرجو کا پانی بھی نظر آتا ہے اب صفا — چلتی ہے دھیمی دھیمی معطّر خنک ہوا
ہر خاص و عام منتظرِ شاہ ہے کھڑا
بازار میں ہے کوئی سرِ راہ ہے کھڑا

ہمراہ بھائی بند کے مرشد کے بھائی کے — خوش خوش بھرت بمان کی جانب معاً چلے
اُڑتا ہوا بمان ہے نظروں کے سامنے — کرتی نظارہ بی بیاں ہیں سقف و بام سے
جاری خوشی کے نغمے ہیں ان کی زبان پر
کرتی نثار جانیں ہیں دشرتھ کی جان پر

کیا عالم غریب ہے کیا دیجئے مثال — گویا اودھ ہے ایک سمندر بے احتمال
ہے روئے پاک خسروِ عالم مہِ کمال — ہوتا ہے دیکھ دیکھ کے کیا دل میں وہ نہال
نغمے یہ جذب روح کے سراپا دلیل ہیں
اس وقت انبساط و طرب کے وکیل ہیں

فرما رہے ہیں بانروں سے شہ بمان پر — ایسا کوئی نہ دوسرا شہر آئے گا نظر
اے انگد اے بھبھیکن و سگریو خوش سیر — اس میں نہیں ہے جھوٹ میں کہتا ہوں جس قدر
پاک اس کی سرزمین ہے بہت خوش سواد ہے
بخشندۂ نجات ہے عالی نہاد ہے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

سب حال ہوں ہیں عالم علوی کا جانتا   گویا پُران و وید دو عالم ہیں آشنا
لیکن کچھ اور چیز ہے شہر اجودھیا   مجھ پر نثار شہر ہے میں شہر پر فدا

واقف نہیں ہر ایک یہ وہ خاص راز ہے
میرا یہ شہر میرے لیے وجہ ناز ہے

پیدا ہوا ہیں یہ ولادت کی ہے جگہ   اہل جہاں کو حسن ارادت کی ہے جگہ
جائے ثواب اور سعادت کی ہے جگہ   کرتے ملک ہیں سجدہ عبادت کی ہے جگہ

سرجو رواں شمال کی جانب مدام ہے
عظمت کا شہرہ اس کی زمانے میں عام ہے

سرجو میں جو نہاتے ہیں انسان بے گماں   پاتے ہمارے دل میں جگہ ہیں وہ مہرباں
یہ سرزمیں ہے راحت و آرام کا مکاں   باشندے سب یہاں کے ہیں ہم کو عزیز جاں

ان کا خیال دل میں بسا صبح و شام ہے
ان کی رضا خوشی کا طلب گار رام ہے

اک بار شاد ہو گئے سب سن کے یہ کلام   دل میں خیال کرنے لگے سب وہ نیک نام
اے مرحبا اودھ کی یہ عظمت یہ احترام   رطب اللساں ہیں مدح میں جس کی شہ انام

صاحب عطا نہیں کوئی آقا سا اور ہے
حل مسئلہ یہ آپ ہی بے فکر و غور ہے

اہل اودھ نے دیکھا اُدھر آ گئے حضور   پہلو میں ان کے رہ نہ سکے قلب ناصبور
سجدے کی آرزو میں بڑھے پاس تھے جو دُور   اور اس طرف بمان کا پھیلا زمیں پہ نور

اترے جناب رام سری جانکی کے ساتھ
رخصت کیا بمان کو لطف و خوشی کے ساتھ

دیکھا بششٹ کو جو کھڑے شہ نے سامنے   تیر و کماں زمین پہ رکھ کے وہ خود بڑھے
لچھمن کے ساتھ عجز و ادب سے قدم لیے   مُن راج نے لگا لیا دونوں کو سینے سے

پوچھا جناب رام سے حال مزاج پھر
محو نظارہ ہو گئے رشیوں کے تاج پھر

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

فرمایا شہ نے آپ کے افضال سے حضور — خادم خوش آج ہے ہوئے آفات سارے دور
ہے اور جتنے برہمنان نکو شعور — سب سے جھکا کے سر ملے شاہنشہِ غیور

بڑھ کے بھرت نے رکھ دیا سر پائے شاہ پر
خود کو نثار کر دیا عالم پناہ پر

ہر چند شہ اٹھاتے تھے اٹھتے نہ تھے مگر — آخر گلے لگا کے ملے شاہ، بحر و بر
الفت کے آنسو آنکھوں سے جاری تھے سر بسر — بے تاب دل بھی ہو رہا تھا بے طرح اُدھر

کیا اشتیاق تھا ملے بھائی سے کوشلیش
غم ناک ہو رہے تھے جدائی سے کوشلیش

عالم یہ دونوں کا ہے جو آپس میں ہیں ملے — گویا کہ آج حسن و محبت ہیں مل گئے
عالم عجب بھرت کا ہے کیا کوئی کہہ سکے — شہ پوچھتے مزاج کا ہیں حال آپ سے

منہ سے سخن نکلتا نہیں بے زبان ہیں
کشتے غمِ فراق کے ہیں ناتوان ہیں

کی عرض ہاتھ جوڑ کے اے شاہ دوسرا — اس بندہ پروری کے میں قربان میں فدا
بحرِ الم میں کھا رہا تھا غوطہ بے ریا — حضرت نے میرا ہاتھ پکڑ کے بچا لیا

مجھ پر حضور کی تو عنایت نہیں ہے کم
تھوڑا ہے یہ کرم، یہ محبت نہیں ہے کم

پھر شترگھن کو شہ نے گلے سے لگا لیا — لچھمن ملے بھرت سے سرِ عجز خم کیا
پھر شترگھن سے بھی ملے سومتر، دی دعا — بھائی کے ساتھ آئے بھرت جانب سیا

پاؤں پہ جانکی کے جھکایا سرِ ادب
رفتارِ بندگی میں خوش آیا سرِ ادب

سب خاص اور عوام ہیں خوش شہ کو دیکھ کر — بے رنج ہیں فراق کے غم سے وفا سیر
ہر شخص ملنا چاہتا ہے شہ سے سر بسر — واقف ہوئے حضور جو اس راز سے ادھر

اعجاز وہ دکھایا ہزاروں ہوئے حضور
اک اک سے پھر جدا جدا اک دم ملے حضور

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

دیکھا نگاہ لطف سے ہر خاص عام کو — بخشا سرور تازہ دل مستہام کو
یکساں نہال کر دیا مالک نے غلام کو — سمجھا کوئی نہ راز شہ ذو الکرام کو
ہر ایک خوش تھا اور ثنا گو تھا شاہ کا
احباب دوست اور رعیت پناہ کا

یوں سب سے مل کے آگے بڑھے شاہ بحر و بر — بیٹے کی آرزو میں بڑھیں مائیں بھی ادھر
جیسے ہیں گائیں دوڑتی بچوں کو دیکھ کر — دن بھر کے بعد شام کو آئی ہوں اپنے گھر
عالم یونہی ہر ایک کا جوشش وفا سے ہے
دل دردمند دست غم دل ربا سے ہے

شہ نے ادب کے ساتھ لیے ماؤں کے قدم — پوچھا مزاج سب کا، کیا دور رنج و غم
ماں سے ملے جناب لکھن صاحب حشم — پھر کیکئی کے پاؤں چھوئے، بڑھ کے ایکدم
لیکن غبار دل کی جھلک پائی جاتی ہے
کچھ بھی ہو رنگ اپنا کدورت دکھاتی ہے

کیا کیکئی کا حال کہوں، شہ سے جب ملی — سرتا قدم وہ آپ ندامت میں غرق تھی
تقدیر کی بلا سے ہے مجبور آدمی — ہوگا وہی، رضا ہے جو پروردگار کی
ٹیکا کلنک کا اسے لگنا نصیب تھا
ہونا یہ اس کے ہاتھوں سے کام عجیب تھا

شرم و حیا کے ساتھ ملیں ساسوں سے سیتا — ایک ایک کے قدم پر سر عجز رکھ دیا
پوچھا مزاج سب نے، بہو کو یہ دی دعا — قائم رہے سہاگ، رہے سایہ رام کا
گودی میں لے کے پیار سے ملتی ہر ایک ہے
وقف نشاط و بہجت و شادی ہر ایک ہے

بیٹے پہ ہے نگاہ ہر اک ماں کی بار بار — آنکھوں سے آنسوؤں کو نکلنے نہیں دیتی زینہار
شادی سمجھ کے ہوتی ہے وہ ضبط سے دوچار — کیا دل کا حال ہے یہ ہے صورت سے آشکار
ہے طشت زر میں شمعیں فروزاں کیے ہوئے
آنچل میں صدقہ کرنے کو دولت لیے ہوئے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ہر ایک شہہ کو آرتی کرتی تھی شاد شاد   اب دل سے دور رنج ہوا کہہ کے خیرباد
کہتی لٹا لٹا کے ہے دولت وہ بامراد   ہوں رد بلائیں رام کی، اے خالق العباد

دل میں خیال کرتی ہے ماں کوشلا یہی
راون کو جس نے مارا ہے کیا دل ربا یہی

بچے کہاں یہ میرے کہاں اہل شر جواں   حاصل ہوئی جو فتح رہی ہر طرح اماں
اس کا کرم بزرگوں کا اقبال ہے یہاں   کیا کیا رہا نہ بر سر پرخاش آسماں

شاکر ہوں اس کی قلب کو بخشا سرور آج
روشن ہوئی ہیں آنکھوں میں آیا ہے نور آج

ہے کوشلیا خیال میں یوں محو سر بسر   رام و سیا، لکھمن کی طرف ہے نظر مگر
شکل بشر میں آتے ہیں بانر بھی سب نظر   راج سبھا لوں میں ہیں یہ حال دیکھ کر

کہتے ہیں سب بھرت سا، تو ہونا محال ہے
یکتا ہے اس کی ذات، سراپا کمال ہے

رخصت کا اہل شہر کی، دشوار ہے بیاں   کیا جان و دل سے کرتے ہیں شہہ پر نثار جاں
ڈوبے ہیں شہہ کے عشق میں کس درجہ بے گماں   کیا کیا نہیں حضور بھی ہیں ان پہ مہرباں

مالک میں اور بندوں میں ایک ارتباط ہے
شادی اگر ادھر تو ادھر بھی نشاط ہے

فرمایا سب سے شہہ نے، کہ اے مہرباں سنو   مرشد میرے بشسٹ ہیں سجدہ انہیں کرو
ہر طرح ہیں یہ قابل تعظیم راست رو   حامی کرم انہیں کا تھا، فاتح ہوں آج جو

نخل مراد انہیں کی دعا سے نہال ہے
سبزہ کی طرح جو ہے عدو پائمال ہے

کی عرض پھر بشسٹ سے اے فخر سالکاں   یہ سب ہیں میرے دوست مددگار مہرباں
یہ سب شریک جنگ رہے ہیں میرے بے گماں   یہ سب مجھے بھرت کے سوا ہیں عزیز جاں

احسان مجھ پر ان کے ہیں باہر شمار سے
مجھ کو کیا انہیں نے سبکدوش بار سے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

سب باندوں نے پائے سری کوشلا چھوٹے
دے کے دعا وہ کہنے لگیں ایک ایک سے
بیٹے سے ہو سوا ہوئی خوش تم کو دیکھ کے
بھولوں گی میں نہ، تم نے جو احسان ہیں کیے
آفت میں کام آئے مرے نورِ عین کے
خواہاں رہے تم ان کی رضا اور چین کے

آگے بڑھے وہاں سے شہنشاہِ دو جہاں
شادی سے گل فشاں ہوئے سکانِ آسماں
شادی کا ہر طرف نظر آیا عجب سماں
مشتاقِ دید شہر تھا، کیا پیر کیا جواں
عورات کا ہجوم لبِ بام کیا کہوں
تھے کس قدر عزیز سیا رام، کیا کہوں

چھڑکاؤ ہر طرف ہے گلاب اور مشک کا
رکھے ہوئے گھڑے ہیں طلائی ہر ایک جا
پھول اور پتیوں سے ہے ہر گھر سجا ہوا
لہرا رہے ہوا میں ہیں پرچم بصد ادا
لعل و گہر کے نقش بنے ہیں زمین پر
ہوتا ہے جس طرح غطِ ریحاں نگین پر

گونجا ہوا خوشی کے ہے نغموں سے شہر کیا
ساز نشاط دیتے مسرت کی ہیں صدا
کرتی نثار عورتیں ہیں لعلِ بے بہا
وشسرتھ کے لال پر ہیں دل و جان سے فدا
دیتی ہیں ہاتھ اٹھا کے دعائیں نہال ہیں
یکسر وفورِ شوق سے محوِ جمال ہیں

چھایا ہوا ہے آن پہ کچھ اس طرح کا سماں
گویا نہیں یہ شہر ہے تالاب اک رواں
نیلوفر اس میں ہیں یہ پری زاد گل رخاں
پژمردہ ہجر سے تھیں شبہ کے بے گماں
دیکھا جو کوشلا کے قمر کو تو کھل گئیں
کیا کیا نہ باغ باغ مسرت سے سب ہوئیں

عالم عجب تھا شہر کا، کیا کیجیے بیاں
ہر سو خوشی میں ناچتی ہیں نیک فالیاں
بجتے ہیں باجے، لوگ ہیں مسرور شادماں
آخر ہر اک سے مل کے بصد لطفِ بیکراں
دولت سرا میں آیا سری کوشلا کا چاند
عرشِ امید و آرزو و مدعا کا چاند

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

پہلے گئے حضور سری کیکئی کے گھر — سمجھے کہ آپ اشرم میں اماں ہیں تمر بتر
کی عرض ناحق آپ ہیں دل گیر اس قدر — قدرت کے اس کی سب یہ کرشمے ہیں سر بسر

ہوتی کبھی بشر سے ہے نیکی بدی کبھی
واقف ہوا نہ اس کی رضا سے کوئی کبھی

میرے لیے یہ حکم تو اکسیر ہو گیا — حاصل جہاں میں نام ہوا شہرہ بھی ہوا
اک سایہ سر سے اٹھ گیا البتہ باپ کا — مٹتا نہیں کسی طرح تقدیر کا لکھا

میں جانتا ہوں آپ کی الفت کو، پیار کو
لخت جگر سمجھتی ہیں، مجھ خاکسار کو

بیٹے کی بات سن کے ہوئی کیکئی نہال — لپٹا لیا کلیجے سے شر کو بے احتمال
دے کے تسلی اماں کو رام نکو خصال — ایوان خاص میں ہوئے داخل بصد جلال

تسکین دل عطا ہوئی ہر خاص و عام کو
ہر اک سے تھا خلوص شہ ذو الکرام کو

وہ دن جو تھا سعید مبارک تھی وہ گھڑی — کہنے لگے برہمنوں سے یہ وششٹ جی
ہو رائے اگر تمہاری، ہو سب کی اگر خوشی — جلوہ فگن ہوں رام سر تخت آج ہی

یہ میری رائے اور یہ میرا خیال ہے
تم کو تو اس میں کوئی نہیں قیل و قال ہے

یہ سن کے سب نے رائے کی تائید کی کہا — ہم سب بھی چاہتے ہیں یہی صاحب تقا
مالک ہو تخت و تاج کا دلبند کوشلا — خواہش نہیں ہے کس کی نہیں کون چاہتا

ہر شخص اس خوشی کا بہ دل خواستگار ہے
کس کو یہ بات آج نہیں خوشگوار ہے

اب اس میں وقفہ اور تامل نہیں روا — بہتر ہے جتنی جلد کہ یہ رسم ہو ادا
سنتے ہی یہ شمنت سے رگھو راج نے کہا — بیٹھے گا آج تخت یہ دشرتھ کا دل ربا

سب انتظام جلد ہو، آراستہ ہو بزم
سامان انبساط سے، پیراستہ ہو بزم

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

حکم بششٹ لایا وفا دار وہ بجا دربار خسروی معاً آراستہ ہوا
تھا افسرانِ فوج کا پہرا ہر ایک جا مُجرے کو تھا کھڑا ہوا اسواروں کا پرا
رہوار فیل اور شتر سب سجے ہوئے
سونے کے طشت سازِ طرب سے بھرے ہوئے

عالم عجب تھا شہر کی زینت کا، زیب کا حیرت میں دیکھ دیکھ کے تھے ساکن سما
بولے یہ خادموں سے شہنشاہِ وہ سرا خدمت ہمارے دوستوں کی لاؤ تم بجا
تکلیف ان کو کوئی کسی قسم کی نہ ہو
زنہار اپنے فرض سے غافل کوئی نہ ہو

پاس اپنے پھر بھرت کو بلایا حضور نے سر سے جٹا کو دور کیا اپنے ہاتھ سے
فارغ وہ تینوں بھائی جو حمام سے ہوئے حمام کو گئے شہ دشرتھ کے لاڈلے
درویشوں کا لباس جدا بے سخن کیا
شاہی لباس، زیوروں کو زیبِ تن کیا

ہر ہفت جانکی کو ادھر ساسوں نے کیا پہلوے شہ میں لا کے بٹھایا بصد وفا
کرنے لگیں نثار دُر و لعل بے بہا عیش و نشاط قلب کا ہے طول ماجرا
برساتے اہلِ عرش ہیں پھول آسمان سے
جاری خوشی کے نعرے ہیں سب کی زبان سے

تختِ مرصّع آیا، بحکم بششٹ جی لعل و گہر سے جس کی تجلّی تھی اوجہی
ہوتی تھی خیرہ دیکھ کے چشم آفتاب کی بیٹھے جھکا کے سر مع سیتا شہ زمی
کیا جلوہ کیا جلال تھا عالم پناہ کا
پایہ بلند عرش سے تھا بارگاہ کا

زنّار دار پڑھتے تھے سب منتر وید کے دربار گونج اٹھا تھا بجے کے شور سے
سب خاص و عام فرطِ خوشی سے تھے ناچتے ان سے خوشی تو وہ بھی خوشی سے دوچار تھے
یکساں سماں زمین سے تھا آسمان تک
سکّان عرش اترے ہوئے تھے نشان تک

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

سیتا کے ساتھ یوں شہ عالم ہیں جلوہ گر — بھائی بھرت ہیں چھتر لئے، لکشمن چنور
پنکھا لئے ہیں شترگھن انگد لئے سپر — تلوار کو لئے ہیں بھبھیکھن نکو سیر

سگریو نیر اور ہنومان کماں لئے
نل نیل جاموان ہیں گرز و سناں لئے

سینہ کشادہ اور ہیں بازو بھرے بھرے — آنکھیں کنول کی طرح ہیں ڈورے پڑے ہوئے
رنگ ملیح حسن ہیں افزوں سحاب سے — شرماتے مہر و مہ کو ہیں زیور بھی جسم کے

پیتامبر کی چھب کہوں کیا دلفریب ہے
جس کے نظارے سے نہیں دل کو شکیب ہے

رقصاں ہیں حوریں، گاتے ہیں گندھرب برملا — سن سن کے قلب اہل تقا ہوتے ہیں فدا
محو سرور ہو رہے ہیں صاحب سما — گونجی ہوئی ہے طبل مسرت کی اک صدا

عالم یہ جس نے دیکھا ہے صاحب نصیب ہے
اُس کا بلند خلق میں کوکب نصیب ہے

وید اور شیش اور پران اور شاردا — گو اس سماں کے لطف سے چاروں ہیں آشنا
لیکن نہیں ہے شیو کے مقابل کا دوسرا — حاصل انھیں یہ لطف ہے ہر ایک سے سوا

پیارے ہیں شیو کو رام، تو شیو پیارے رام کو
مشکل ہے مدح دونوں کی صاحب کلام کو

پہلے سری بششٹ نے قشقہ تلک کیا — پھر حکم اور برہمنوں کو بھی دے دیا
قشقہ لگایا شاہ کو ہر اک نے جدا جدا — ایک ایک کی زبان پہ تھی وید کی رچا

مائیں نثار کرتی تھیں دولت حضور پر
تھیں آرتی اتارتی، شاہ غیور پر

باب عطا و بذل و کرم ہے کھلا ہوا — منہ مانگی آج ملتی مرادیں ہیں برملا
ہر شخص شادکام ہے شادی سے آشنا — ایک ایک لطف اٹھا رہا ہے آج زیست کا

یہ ہے ہجوم خلق کا چلنا محال ہے
چاہے اگر نظر بھی نکلنا محال ہے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

دربار میں جو آئے ہوئے تھے فلک نشیں رخصت ہوئے وہ کر کے ثنائے شہ زمیں
پھر چاروں و دید بھاؤں کی صورت میں بالیقیں حاضر ہوئے حضور شہنشہ وہ حق گزیں
آگاہ و باخبر جو تھے اس راز سے حضور
چاروں سے بادب بہ محبت ملے حضور

کی عرض مل کے چاروں نے اے تاج خسرواں نرگن سگن یہ خاص ہیں وہ آپ کے مکاں
حضرت کے ہے صفات کا آسان کب بیاں احسان کا حضور کے مدّاح ہے جہاں
بدعت سے سرکشوں کی جہاں پاک کر دیا
لنکا کے تاجور کو تہ خاک کر دیا

خاکی لباس میں ہیں جو آپ اے شہ غیور بھولے ہوئے ہیں آپ کی ہستی کو اہل نور
انسان اگر نہ سمجھے تو کیا عقل کا قصور اپنے کرم سے کرتے ہیں مشکل کو آپ دور
سیتا کو اور آپ کو ہم سر جھکاتے ہیں
مدّاح ہیں حضور کے اوصاف گاتے ہیں

جن و ملک بشر نہیں آگاہ زینہار قدرت کرشمے کرتی ہے کیا کیا نہ آشکار
بھٹکے ہوئے ہیں راہ جہاں میں وہ غم شکار واماندہ ہیں سفر سے ہیں بیزار قلب زار
اعمال کا اجل کا ہے کھٹکا لگا ہوا
دل میں ہے خواہشات کا سکّہ جما ہوا

جس پر ہے آپ کی نظر لطف کہنا کیا ہوتا ہے قید پنجۂ قدرت سے وہ رہا
چھٹ جاتا ہے بلا و مصیبت سے بر ملا امیدوار ہم بھی عطا کے ہیں ہو عطا
کرتے ہیں سجدہ عرض ہماری قبول ہو
باران لطف و فضل کا ہم پر نزول ہو

جن کو کمال معرفت و علم پر ہے ناز ہیں رام آپ کی وہ محبت سے بے نیاز
ان پر کھلا نہیں ہے محبت کا آہ راز کرتی جہاں میں آپ کی الفت ہے سرفراز
آزاد غم سے آپ کے عاشق مدام ہیں
صاحب مراد وہ ہیں نہیں تلخ کام ہیں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

عالم کے حادثات ہیں ان کے لیے بلا عشق حضور سے نہیں دل جن کے آشنا
جو اسم پاک آپ کا جپتے ہیں بے ریا تکیہ توکل ان کو نہیں غیر پر ذرا

اس قلزم جہاں کو وہ ہی پار کرتے ہیں
بے خوف اس محیط بلا میں اترتے ہیں

ان قدموں کے شرف کو کوئی کہہ سکے گا کیا برہما و رودر پوجتے ہیں ان کو برملا
تاثیر گرد میں ہے وہ پڑتے ہی بے ریا گوتم کی روح جی اٹھی پیکر تھی سنگ کا

مصدر ہیں گنگ کے سبب افتخار ہیں
کیا کیا شرف ہیں گنگ میں وہ آشکار ہیں

قائل ہیں جس کی عظمت عظمیٰ کے دیوتا ان کی نظر میں مرتبہ گنگا کا ہے بڑا
تلوؤں میں ہیں نشان سعادت کے جلوہ زا چلنا پڑا حضور کو جو یہ پیادہ پا

کانٹوں کے داغ بھی نظر آتے ہیں کیا کہیں
یہ بھی جمال اپنا دکھاتے ہیں کیا کہیں

ہے آرزو کہ محو رہیں ان کے دھیان میں مشغول ہر گھڑی رہیں ان کے بیان میں
شہرت انھیں نصیب ہے دونوں جہان میں ہوتا ہے ان کا تذکرہ وید و پران میں

عالم مثال نخل ہے بنیاد آپ ہیں
خالق ہیں اور صاحب ایجاد آپ ہیں

مخلوق چار نوع کے ہیں چھال نخل کی اگیان گیان سردی و گرمی غم و خوشی
شاخیں بڑی یہ چھ ہیں نہیں اس میں شک کوئی پچیس اور ٹہنیاں ہیں خرد نرمی

ان کی بشر کے جسم سے تشریح ہوتی ہے
اجمال بست و پنج کی توضیح ہوتی ہے

انسان کے ارادے ہیں گل، پتے خواہشات پھل اک ثواب کا ہے بہ از لذت نبات
ہے تلخ اک عذاب کا پھل صورت ممات دونوں کے مختلف ہیں اثر مختلف صفات

پھیلی ہے بیل عشق کی زینت بڑھاتی ہے
جو ہر وہ اپنے نشو و نما کے دکھاتی ہے

CC-0 In Public Domain. Digitized by eGangotri

ایسے درخت آپ جو ہیں اے شہ انام کرتا ہوں ڈنڈوت میں بصد عجز و احترام
کہتے جو آپ کو ہیں کہ قادر ہیں لا کلام وحدت میں آپ کی نہیں مطلق دوئی کا کام

ہے اختیار اُن کو جو چاہیں وہ سمجھیں وہ
وحدت ہی کی نگاہ سے حضرت کو دیکھیں وہ

ہم کو تو کام ہے اسی صورت لباس سے جی چاہتا ہے دیکھا کریں یونہی پاس سے
مطلب مرا کھلا ہے مری التماس سے کرتا ہوں عرض پھر بھی شہ حق شناس سے

قدموں سے اپنے دور نہ زنہار کیجئے
ہم کو شریک صاحب دربار کیجئے

فرما کے یہ وہ ہو گئے اوجھل نگاہ سے آئے جہاں سے تھے وہیں واپس چلے گئے
اک بار بھیس بدلے سری شیو نظر پڑے تعظیم دل سے کی شہ عالم پناہ نے

کھولی زبان مدح میں رطب اللسان ہوئے
دل سامنے حضور کے وہ مدح خواں ہوئے

اے تاجدار ملک اودھ نور کبریا طاقت نہیں زباں کو مری کر سکے ثنا
کرتے ہیں دور آپ غم رنج آشنا ہوتا ہے دور خدشہ بھی آفات دہر کا

ان کو اماں ملے جو ہیں آئے پناہ میں
ان کا بھی دفر چاہیئے ہونا نگاہ میں

دس سر تھے جس کے بیس تھے بازو جو تھا جری کچھ آپ سے نہ ایسے دشگرپو کی چلی
آخر نتیجہ یہ ہوا ظالم نے جان دی بھڑکی ہوئی جو آگ تھی حضرت کے تیر کی

پروانوں کی طرح ہوے اہل ستم نثار
وقفہ لگا نہ ہو گئے سب ایک دم نثار

ہے فخر کائنات تو ہستی حضور کی کیا تیر و قوس سے ہے تجلی حضور کی
مشکل ہے چھب بیان کرے کوئی حضور کی کچھ شان بھی ہے آج نرالی حضور کی

گو دیکھتی ہیں آنکھیں نہیں سیر ہوتی ہیں
یہ میرے دل کا صبر و سکون اور کھوتی ہیں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

وہ آفتاب ہے رخِ انور کا جلوہ گر   حرص و ہوا کی رات کا دشوار ہے گزر
اے رام مجھ کو آپ سے یہ کہنا ہے مگر   اس کام کے شکار ہیں عالم میں جو بشر
بیکس ہیں ان کو دام سے اس کے چھڑائیے
رحمت کی شان اے شہِ شاہاں دکھائیے

عالم میں اور بھی ہیں بشر صاحبِ الم   ملتی نہیں ہے فرصت انھیں غم سے ایک دم
لیکن سمجھتے دل میں نہیں دونوں اہلِ غم   غافل جو آپ کی ہیں عبادت سے یک قلم
یوں مبتلائے رنج اسیرِ بلا ہیں وہ
امراضِ روزگار میں بھی مبتلا ہیں وہ

جن کو عزیز آپ نہیں اے کرم نما   ان کا یہی ہے حال ہیں اندوہ آشنا
کرتے ہیں جو کہ آپ کی طاعت کا حق ادا   دل ان کے رہتے گردِ کدورت سے ہیں صفا
دامن بھی ان کا لوثِ زمانہ سے پاک ہے
کوئی نہ خطرہ، خدشہ نہ اندیشہ باک ہے

شادی و غم سے سود و زیاں سے غرض نہیں   تشنیع کا نہ رنج نہ شادی آفریں
ہر حال میں وہ رہتے ہیں خوشنود بالیقیں   وردِ زباں وہ رکھتے ہیں نامِ شہِ زمیں
سایہ ہو یا کہ دھوپ ہو وہ بے نیاز ہیں
اپنے جنوں کے دشت کے بس یکہ تاز ہیں

طالب جو آپ کے ہیں وہ صاحب مراد ہیں   حق دوست حق پرست حقیقت نہاد ہیں
رنج و الم ہزار ہو دل ان کے شاد ہیں   آنکھیں بھی نورِ عشق سے روشن سواد ہیں
دل کے کنول پر ان کے نثار آپ بھی تو ہیں
بھونرے کی طرح سینہ فگار آپ بھی تو ہیں

راون کو کنبھ کرن کو کیا کیا نہ دی شکست   بے خودی کے جام سے یکسر سیاہ مست
کام اسلحہ نہ آئے نہ لشکر کا بندوبست   نخوت پرست تھے ہوئے آخر اجل پرست
پھر بھی کرم نے آپ کے بخشی نجات انھیں
دوزخ کے پیش آئے نہ کچھ مشکلات انھیں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

تاثیر نام کرتی گناہوں کو دور ہے — دل کو سرور ذکر سے آنکھوں کو نور ہے
انساں کو عشق آپ کا لازم ضرور ہے — بندہ وہ آپ کا ہے جو صاحب شعور ہے

کیا عرض آپ سے کروں حسرت کی کوشلیش
میں چاہتا ہوں چشم عنایت کی کوشلیش

تعریف رام کر کے ہوئے پرندر بھی رواں — دربار میں تھا داد و دہش کا عجب سماں
ہر شخص بے نیاز تھا ہر شخص شادماں — تھے خاص عام شاہد عشرت سے توأماں

چرچے کا شور اور صدا مرحبا کی تھی
گھر گھر حکایت ابن سری کوشلا کی تھی

ہر خاص و عام عشق میں ڈوبا تھا رام کے — کرتا نثار جان تھا ہر ایک جان سے
طفل و جوان پیر تھے اک رنگ میں رنگے — دیتے تھے کوشلیش بھی جان ان کے واسطے

تھا ارتباط شاہ و رعیت میں ایک سا
برتاؤ لازمی ہے محبت میں ایک سا

سنتے ہیں ذکر کرتے ہیں جو کوشلیش کا — ہوتے نہیں وہ فکر و تردد میں مبتلا
ہیں حادثات دہر سے آزاد بے ریا — پاتے نجات بالیقیں ہیں وہ پس فنا

ان کا شریک حال ہے فرزند کوشلا
حامی و دوست دار ہے دلبند کوشلا

اس جشن کے بیان کے شائق ہیں جو یہاں — کیا ان کے قلب پاک ہیں کیا ان کی ہستیاں
فرزند و زن کا غم ہے نہ ان کو غم مکاں — ان کے لیے خوشی و مسرت ہے بے گماں

عالم میں جاہ و مرتبہ ان کا بلند ہے
لطف و کرم حضور کا ان پر دو چند ہے

کیا فیض نام رام میں ہے اور کیا اثر — آگاہ ان کے دل ہیں جو ہیں اہل دل بشر
افسوس بھائیو نہیں اس کی ہمیں خبر — لازم ہے نام رام ہو ہر دم زبان پر

آواگون سے ہم کو چھڑاتا یہ نام ہے
افضل بھی اور ناموں سے یہ لا کلام ہے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ہوتا بشر ہے عشق کی دولت سے بہرہ یاب   ہوتا بیاض دہر میں ہے فرد انتخاب
ہو جاتی ہے کچھ اور ہی چہرے کی آب و تاب   حاصل اسے جہاں میں ہے ہر طرح فتح یاب
مغموم ظلم دستِ لعیں سے نہیں ہے وہ
رنج ہوا و ہوس سے بری بالیقیں ہے وہ

بیٹھے ہیں رام تخت پہ خلقت ہے کیا نہال   شامل نشاط و عیش سے ہیں خورد و کہنہ سال
جاتا رہا فراق کا وہ صدمہ و ملال   ہر ایک شادکام ہے ہر ایک شاد حال
دل میں ہے یاد نعرۂ عالم نواز کی
مرغوب طبع راہ ہے عجز و نیاز کی

لیل و نہار عیش و خوشی میں گزرتے ہیں   دم شہ کی سب وفا و محبت کا بھرتے ہیں
سر کو نثار راہ اطاعت میں کرتے ہیں   طاعت پہ حرف آئے نہ ہر وقت ڈرتے ہیں
تسلیم کے ہیں بندے رضا کے غلام ہیں
یکسر وہ قدریہ شہِ عالی مقام ہیں

یہ انگد و بھبیکھن و سگریو کا ہے حال   کرتے وہ مطلقاً نہیں گھر بار کا خیال
نل، نیل، جاموونت، ہنومان خوش خصال   ان کا بھی حال ہے یوں ہی بے شبہ و احتمال
چھ ماہ کا گذر گیا عرصہ خبر نہیں
یاد وطن ہے بھولی ہوئی یاد گھر نہیں

اک روز سب کو شہ نے بالفت طلب کیا   سب آئے اور سجدہ ادب سے کیا ادا
پہلو میں اپنے شاہ اودھ نے بٹھا لیا   فرمایا مجھ پر آپ کا احسان ہے بڑا
کیا بالمشافہہ کہوں اس کو زبان سے
قاصر زبان ہے مری اس کے بیان سے

طاعت میں میری یاد نہ گھر بار کی رہی   ہر طرح آپ سب رہے مشغول بندگی
لیکن سمجھیے بات بھی یہ میری راست ہی   سب سے سوا ہے دل میں مرے الفت آپکی
خادم عزیز ہوتا ہے فرماں پذیر ہو
کیا بات اس رفیق کی جو دست گیر

CC-0 In Public Domain. Digitized by eGangotri

میری یہ التماس ہے گھر جائیں آپ اب ۔ لیکن نہ بھولیں میری عبادت کو آپ سب
میری رضا کی اور خوشی کی یہ ہے طلب ۔ چھوٹے نہ ہاتھ سے کبھی سر رشتۂ ادب

ہر جائی ہوں، قدر پر ہوں یہ زمانہ ہوں
کہتا یہ بات آپ سے میں دوستانہ ہوں

سن کے سخن حضور کا خاموش سب رہے ۔ ہم کیا ہیں اور ہم ہیں کہاں بھول یہ گئے
اٹھتے تھے دل میں جوش محبت کے ولولے ۔ یارا نہ تھا زبان کو کچھ عرض کر سکے

بس سر جھکائے سامنے شہ کے کھڑے رہے
باندھے ہوئے وہ ہاتھ ادب سے کھڑے رہے

منہ دیکھتے ہیں شہ کا جھکا لیتے ہیں نظر ۔ ہیں مبتلا ادب کی کشاکش میں سر بسر
بولے یہ حال دیکھ کے پھر شاہ بحر و بر ۔ دل کی ہے آپ لوگوں کے سب رام کو خبر

لیکن جہاں کی رسم سے مجبور رام ہے
قدرت کا ابتدا سے یہی التزام ہے

فرقت کبھی ہے اور کبھی ہے یہاں وصال ۔ رہتا ہے انقلاب میں یہ عالم خیال
دور آپ کے دلوں سے نہیں کوشلا کا لال ۔ نعمت وہ عشق کی ہے کہ جس کو نہیں زوال

گھر بار کا بھی لطف اٹھانا ضرور ہے
کہتا اسی لیے ہوں کہ جانا ضرور ہے

اک پرورش بھی فرض ہے اہل و عیال کی ۔ شاہوں کو قدر چاہیئے اقلیم و مال کی
دنیا میں رہ کے بات بھی دیکھ بھال کی ۔ عاشق کو فکر کیا ہے فراق و وصال کی

ہوتے کہیں ہیں عاشق و معشوق بھی جدا
خالق سے رہتے ہیں کہیں مخلوق بھی جدا

فرما کے یہ اشارہ بھرت کو معاً کیا ۔ لائے وہ ایک ہار جواہر کا بے بہا
پہنایا آپ اس کو جو بالی کا بھائی تھا ۔ پہنایا لکشمن نے ببھیکن کو دوسرا

نل، نیل، جاموان کو پہنایا رام نے
انگد ہٹا جگہ سے نہیں، گو تھا سامنے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

حال اس کے دل کا خسروِ عالم پہ تھا کھلا / شہ نے بھی ہاتھ سے نہ دیا رشتۂ وفا
خاموش رہ گئے نہ اشارہ کنایہ تھا / آخر قدم پہ اُٹھ کے وہ رگھوپت کے گر پڑا

کی پھر یہ عجز عرض کہ آقا نہ چھوڑیے
اپنا جو کر لیا ہے تو اصلا نہ چھوڑیے

کس کا ہے آسرا مجھے اب آپ کے سوا / ماں باپ میرے آپ ہیں ہے کون دوسرا
حضرت ہی کے تو ہاتھ میں ہے میرا فیصلہ / رکھتے خیال آپ یتیموں کا ہیں بڑا

بابا نے میرے سونپا تھا مجھ کو کسے حضور
کرتے جدا ہیں قدموں سے پھر کس لیے حضور

اس در کو چھوڑ کے نہیں میرا ہے کوئی گھر / کوئی ٹھکانا بھی نہیں آتا مجھے نظر
جاؤں بھی میں تو جاؤں کہاں جاؤں میں کدھر / سر سے بھی میرے اٹھ گیا اب سایۂ پدر

خدمت کوئی سپرد ہو منظور ہے یہی
میری بساط کیا میرا مقدور ہے یہی

پرسانِ حال کون یتیموں کا آہ ہے / اپنا نہ کوئی ہے نہ کوئی خیر خواہ ہے
کوئی نہ جائے امن نہ جائے پناہ ہے / دریائے بیکسی میں سفینہ تباہ ہے

کیا آپ اے حضور میرے ناخدا نہیں
کیا رنج بیکسی میں مرے آشنا نہیں

آقا نہیں میں اور کسی کو ہوں جانتا / کس سے کروں میں عرض کروں کس سے التجا
یہ کہہ کے لپٹا قدموں سے شہ کے وہ باوفا / چھٹیں نہ مجھ سے شہ کے قدم مدعا یہ تھا

اک بار اپنی گود میں شہ نے اُٹھا لیا
کچھ اور بن سکا نہ گلے سے لگا لیا

پہنے ہوئے جو ہار تھے پہنا دیا اسے / شفقت کا ہاتھ پھیر کے فرمانے یوں لگے
گھبراؤ تم نہ بیٹا، بہت پیارے ہو مجھے / لازم ہے کچھ تو ماں کی بھی خدمت بشر کرے

گھر جاؤ خوش رہو جیسے سمجھو کہ پاس ہوں
حق گو ہوں، حق شعار ہوں میں حق شناس ہوں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

سمجھا بجھا کے اس کو، رضامند کر لیا — آقا کا حکم، ماننا آخر اسے پڑا
ایک ایک سجدہ کر کے بہ عجز و ادب چلا — تا بابِ قلعہ ساتھ گئے، شاہ دوسرا

انگد کی تھی نگاہ، رخِ شہریار پر
چلتا تھا کچھ نہ زور دلِ بے قرار پر

حسرت یہ ہے کہ رہنے کو کہہ دیں جناب رام — خادم کبھی نہ یاں سے نہ لے پھر وطن کا نام
دیکھی نہ جو رضائے شہنشاہِ ذوالکرام — ناچار سر جھکا کے چلا، صاحب احترام

مداح دل ہی دل میں ہے عالم نواز کا
خادم ہے جاں نثار شہِ بے نیاز کا

پہنچ کے سب کو قصر میں داخل ہوئے حضور — سگریو سے یہ بولا، ہنومان ذی شعور
آقا ابھی میں چاہتا ہوں بات یہ ضرور — کرلوں کچھ اور خدمت شاہنشہِ غیور

آؤں گا پھر میں آپ کی خدمت کے واسطے
پیدا ہوا ہوں میں تو اطاعت کے واسطے

پائی رضا تو پھر بہ خوشی ہو گیا نہال — کہنے لگا ہوا کے پسر سے بہ پور بال
رکھیے گا بزمِ رام میں کچھ میرا بھی خیال — مجھ پر رہے یونہی نظر شاہ ذوالجلال

آیا جناب رام میں فرزند باد کا
سب حال عرض کر دیا اس خوش نہاد کا

سن کے ہوا حضور کا دل بھی کمال خوش — بولے جہاں میں رکھے اسے ذوالجلال خوش
کرتا ہے میرے دل کو اس کا خیال خوش — طاعت سے اس کی آج ہے دشرتھ کا لال خوش

مجبور آدمی ہے ہنومان کیا کرے
پھر بھی وفا سکھاتی یہی ہے وفا کرے

کیا حال دل کا رام کے کوئی کرے بیاں — پتھر سے سخت، پھول سے نازک ہے بےگماں
دیکھو مثالیں دونوں کی موجود ہیں یہاں — پوشیدہ کچھ نہیں ہے کرو غور مہرباں

رخصت کیا نکھاد کو بھی پھر ہنسی خوشی
ہر طرح جاں نثار کی حضرت نے کی خوشی

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

جب سجدہ کر کے وہ چلا کہنے لگے حضور   تو اے نکھا دل سے ہمارے نہیں ہے دور
اس ظاہری فراق کا شکوہ ہے کیا ضرور   کر باطنی وصال کا حاصل تو اب سرور
مسدود آنے جانے کا بھی راستہ نہیں
نزدیک ہی ہے گاؤں ترا، فاصلہ نہیں

خوش خوش گیا وہ گھر، کیا سب ماجرا بیاں   ہر خاص و عام سن کے ہُوا شہ کا مدح خواں
اہلِ اودھ تو کرتے تھے شہ پر نثار جاں   امن و اماں کے آپ تھے آثار سب عیاں
کوئی کسی سے بغض و عداوت نہ کرتا تھا
ہر شخص دوستی کا دم آپس میں بھرتا تھا

چاروں یہ شودر، برہمن و ویش، چھتری   کرتے ہیں اپنے ادا فرض منصبی
شدت نہیں ہے اب وہ زمانے کے روگ کی   صاحب مرض نظر نہیں آتا ہے ایک بھی
غم ہے کسی کو اور نہ رنج و ملال ہے
دیکھو جسے ہرا بھرا شکل نہال ہے

صاحب ثواب سب ہیں نہیں بندۂ گناہ   جاری دلوں میں سب کے ہے الفت کی رسم و راہ
ایک ایک کا ہے دوست معین اور خیر خواہ   ایک ایک کا شریک ہے ہنگام رنج و آہ
اس پر فدا ہے یہ، تو وہ اس پر نثار ہے
ہر طور ایک دوسرے کا غم گسار ہے

بے وقت کی اجل کا نہیں مطلقاً خطر   ہرگز کسی طرح کا نہیں خوف اور ڈر
مست اپنے حال میں نظر آتا ہے ہر بشر   ڈوبا ہے بحرِ عشق شہنشہ میں شہر بھر
دیکھا نہیں یہ شاہ و رعایا میں اتحاد
ہے بالیقیں یہ شاہ و رعایا میں اتحاد

مفلس گدا، غریب، غنی اور مالدار   صاحب کرم، فہیم، سخی صاحب اقتدار
داد و دہش میں بند نہیں ایک زینہار   ایک ایک بے نیاز توکل سے ہے دو چار
ذی علم اور صاحب اقبال ہے ہر ایک
غم آشنا کوئی نہیں خوش حال ہے ہر ایک

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

سب خاص اور عام ہیں بے لوث دل کے صاف — مطلق نہیں کسی کو کسی سے سر مصاف
یہ میل جول ہے کہ نہیں نام اختلاف — آتا نہیں زبانوں پر ان کی خطا معاف
آپس میں مل کے سب ہیں تعصب ذرا نہیں
مذہب میں ان کے کفر یہ ہرگز روا نہیں

غنچہ زنانِ شہر ہیں صاحب حیا ہیں وہ — عصمت کے سانچے میں ہیں ڈھلی پارسا ہیں وہ
ہشیار بُردبار ہیں اہل ذکا ہیں وہ — یکسر نثار بادشہِ دوسرا ہیں وہ
کیا ان کے پاک دل ہیں عجب ہستیاں ہیں وہ
قابل ثنا و مدح کے سب ہستیاں ہیں وہ

شاہ اودھ کے دورِ حکومت کا ہے یہ حال — آتے ہیں شش جہات نظر آج خوش کمال
ہرگز نہیں کسی کو کسی طرح کا وبال — ہیں آشنائے ذوقِ رضا اب لب سوال
پابند اپنے وقت کی ہر شے ہے بالیقیں
اپنا اثر دکھائے گی یہ طے ہے بالیقیں

شوہر ہیں اور زوجہ ہیں باہم ہے اتحاد — اک ایک پر نثار تصدق بصد وداد
بچے حسین مطلع گل گلشن مراد — رکھتے ہیں نام رام سے سب عشق و اعتقاد
سایہ فگن ہے ابر کرم کوشلیش کا
ہر ایک پر ہے جود اتم کوشلیش کا

دہقان ہیں گرم کار زراعت میں روز و شب — پھولے پھلے ہوئے نظر آتے ہیں نخل سب
ہیں حد اعتدال پہ دریا و کوہ، اب — رحمت ہے شہ کی سب پہ کسی پر نہیں غضب
ست جگ کا دور دورہ تریتا میں آج ہے
امن و امان نشاط و طرب کا رواج ہے

دشوار ہے بشر کو فراقی، بیان رام — کیا کیا نہ پیش دقتیں ہوتی ہیں لا کلام
تھا مجھ حقیر پر کرم خسرو انام — یہ آخری کبھی کا نڈ ہوا لطف سے تمام
بخشندۂ نجات دو عالم ہے یہ بیان
مانند جانِ حیات دو عالم ہے یہ بیان

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri